تذکرہ شمس الفقراء غوثِ زماں

حافظ حاجی سید عبداللہ شاہ

المعروف

حضرت حاجی بہادر رحمۃ اللہ علیہ کوہاٹی

اہتمام وتالیف

ملک سید معصوم شاہ

نیو کتاب محل

مین بازار کوہاٹ

تذکرہ شمس الفقراء غوث زماں

حاجی حافظ سیّد عبداللہ شاہ

المعروف حضرت حاجی بہادر رحمۃ اللہ علیہ کوہاٹی

اہتمام و تالیف
ملک سید معصوم شاہ

تکمیل
ماسٹر سید ابرار شاہ

ترتیب و تدوین
سید ہارون شاہ

نظرِ ثانی
پروفیسر سید مصدق شاہ
میجر (ر) سید مغفور حسین شاہ

شعبہ تحقیق و تحریر
اخلافِ حضرت حاجی بہادر رحمۃ اللہ علیہ کوہاٹی

نیو کتاب محل
مین بازار کوہاٹ

اِنْ اَوْلِیَآؤُہٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ سورۃ الانفال پارہ ۹ آیۃ ۳۴

اس کے اولیاء تو پرہیزگار لوگ ہیں ،

جملہ حقوق بحق شعبہ تحقیق وتحریر اخلاف
حضرت حاجی بہادر رحمۃ اللہ علیہ کوہاٹی محفوظ ہیں

نام کتاب ——— تذکرہ شمس الفقراء غوث زمان حاجی حافظ سید عبد اللہ شاہ حضرت حاجی بہادر المعروف رحمۃ اللہ علیہ کوہاٹی

اہتمام وتالیف ——— ملک سید معصوم شاہ

تکمیل ——— ماسٹر سید ابرار شاہ

ترتیب وتدوین ——— سید ہارون شاہ

نظرثانی ——— پروفیسر سید مصدق شاہ مجرر، سید مغفور حسین شاہ

تعداد ——— 1000

کمپوزنگ ——— سید ابرار شاہ، سید حاشر حسین شاہ

مطبع ——— **نیو کتاب محل**

قیمت ———

اِهدِنَا الصِّرَاطَ المُستَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ اَنعَمتَ عَلَيهِم سورۃ فاتحہ پارہ ۱ آیت ۶

چلا ہم کو سیدھے راستہ پر راستہ ان کا جن پر تو نے انعام فرمایا

اَلَآ اِنَّ اَولِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوفٌ عَلَیهِم وَلَا هُم یَحزَنُونَ سورۃ یونس پارہ ۱۱ آیت ۶۲

بیشک اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے نہ وہ غمگین ہوں گے،

حدیث قدسی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ، كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهِ، وَ بَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ بِهِ وَيَدَهُ الَّتِيْ يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِيْ لَأُعِيذَنَّهُ

ترجمہ: ”بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ میں اس کو محبوب بنالیتا ہوں اور جب وہ میرا محبوب بن جاتا ہے تو میں اُس کے کان بن جاتا ہوں جن کے ساتھ وہ سنتا ہے، آنکھیں بن جاتا ہوں جن کے ساتھ وہ دیکھتا ہے، ہاتھ بن جاتا ہوں جن کے ساتھ وہ پکڑتا ہے، پاؤں بن جاتا ہوں جن کے ساتھ وہ چلتا ہے اور مجھ سے کچھ مانگے تو عطا کرتا ہوں اور پناہ چاہے تو پناہ دیتا ہوں۔“

مَنْ عَادَلِيْ وَلِيًا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ

ترجمہ: ”جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے تو میں اُس سے اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔“

سوانح حیات وکرامات

حضرت سیّد عبداللہ رحؒ کوہاٹی

المعروف بہ

حضرت حاجی بہادر (رحمۃ اللہ علیہ)

مُرتبہ:۔

شعبہ تحقیق وتحریر

اخلاف حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی

برائے رابطہ نمبر: 0334 8280980

0333 9607156

تذکرہ

شمس الفقراء

غوثِ زمان

حافظ حاجی سید عبداللہ شاہؒ

المعروف

حضرت حاجی بہادر (رحمۃ اللہ علیہ) کوہاٹی

اہتمام وتالیف:۔ ملک سید معصوم شاہ

تکمیل:۔ ماسٹر سید ابرار شاہ

نظر ثانی:۔ پروفیسر سید مصدق شاہ

میجر (ر) سید مغفور حسین شاہ

ترتیب وتدوین:۔ سید ہارون شاہ

شعبہ تحقیق وتحریر

اخلافِ حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی

حضرت حاجی بہادرؒ زبدۂ خاصان حق

در شریعت در طریقت از ہمہ بردہ سبق

محترم جناب محمد کریم اعوان کے نام تحفہ
کی جاتی ہے

03/02/2020

SYED MASOOM SHAH
Numberdar
Khawaja Khizar
Bahawal Nagar Kohat

فہرست

نمبر شمار	مضامین (عنوانات)	صفحہ نمبر
	انتساب	1
	ابتدائیہ	2
	حرف مدعا	3
	مقدمہ	7
	تقریظ (اول)	12
	تقریظ (دوم)	15
باب اول	مرشد اعلیٰ	19
	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ	20
باب دوم	سوانح حیات	22
	مختصر حالات زندگی حضرت حاجی بہادرؒ	23
	شجرہ نسب	31
	شجرہ طریقت	32
	منظوم شجرہ	33
	شجرۂ فقیر ظفر منصور افغانی	34
باب سوم	کرامات	35
باب چہارم	ملفوظات (ارشادات)	98
باب پنجم	اہم مقالہ جات	106
	اسناد عالمگیری	107
	انفاس العارفین	111

فہرست

نمبر شمار	مضامین (عنوانات)	صفحہ نمبر
	ہم نام عبداللہ	115
	اسناد دیگراں	119
	محلہ میاں خیل	123
	مساجد اور اولادِ حضرت حاجی بہادرؒ	130
باب ششم	فیض یافتگاں	134
	اورنگزیب عالمگیرؒ	135
	خواجہ حضرت شاہ المعروف زندہ پیرؒ	137
	حضرت رحمٰنؒ بابا (صوفی شاعر)	139
	صوفی سید محمد زمانؒ (خویشگی)	140
	صوفی عبدالستار صاحبؒ	145
باب ہفتم	پرنٹ میڈیا سے	147
	خدا بینی کا مظاہرہ	148
	اے حاجی بہادرؒ	152
	پراسرار بندے	154
	بابا رحمکارؒ صاحب	167
	استخارہ (مکتوب)	171
	بھیانک غلطی	174
	میاں صاحب	180

فہرست

نمبر شمار	مضامین (عنوانات)	صفحہ نمبر
باب ہشتم	منظوم کلام	183
	رحمٰن باباؒ	184
	حیدر اختر پراچہ (ہمدم)	185
	شوکت واسطی	186
	ایوب صابر	187
	عزیز اختر وارثی	189
	محمد انور پراچہ	190
	ایم سید بخاری	191
	اخگر سرحدی	192
	جمیل راز بنگش	193
	آغا سید محمد شاہ برق	194
	سید عطوف شاہ شفیق	196
	فدا کوہاٹی	197
	محمد غفور غفوری	198
	محمد یعقوب فردوسی	199
	ہدیہ تشکر	200
	گذارش	206
	حوالہ جات	207
	قومی شجرہ جات	208
	عکسی اسناد	

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱

منَ زِ اَولادِ امامِ عسکریؒ

منَ چراغِ دودمانِ مصطفےٰؐ

منَ بہادر زادہ ام سبطِ علیؓ

پنجۂ من پنجۂ شیرِ خدا

۱ علی الہادی العسکری امام علی نقی علیہ السلام

انتساب

اُن اخلافِ حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی کے نام

جو

''ساداتِ بہادریہ'' کی عظمت رفتہ کی

بحالی کے لیے کوشاں ہیں

شعبۂ تحقیق وتحریر

اخلافِ

حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی

ابتدائیہ

☆ حرفِ مدّعا

☆ مقدمہ

☆ تقریظ (اول)

☆ تقریظ (دوم)

''حرف مدعا''

ماضی میں جبکہ چھاپہ خانے نہ ہوا کرتے تھے تو اہل علم حضرات جو کچھ لکھنا چاہتے تھے وہ اسے اپنے قلم سے زیب قرطاس کرتے۔ قلم سے لکھی گئی اس کتاب کو "مخطوطہ" کہا جاتا۔ پریس کے ایجاد ہونے سے پہلے تک کے تمام ریکارڈ ذاتی مخطوطوں میں محفوظ ہوتے۔ جوں جوں چھاپہ خانے وجود میں آتے گئے، قلمی کتب معدوم ہوتی گئیں۔ تاہم اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ سینکڑوں برس پرانی تاریخ انہی مخطوطوں کے ذریعے ہم تک پہنچی۔ ان قلمی کتب تک دسترس حاصل کرنا ایک کٹھن کام ہے۔ اب جو مصنف جس قدر زیادہ کتب رسائل، مخطوطوں یا کتب خانوں تک پہنچ سکا وہ اسی قدر اپنے مقصد سے بطریق احسن عہدہ برآ ہو سکا۔

حضرت حاجی بہادرؒ کے متعلق اب تک چار کتابیں چھپ چکی تھیں۔ اور جب یہ کتب چھپیں اس وقت اتنی سہولیات میسر نہ تھیں جس قدر اب موجود ہیں اور پھر انہی چاروں کتب کے لکھنے والے (سید رحیم شاہ شہر تنگ، سید لعل شاہ، پیر حقانی اور ڈاکٹر سید محمود شوکت مرحوم) جو کہ ہمارے لئے بے حد محترم و مکرم تھے اور ہیں، اپنی پیرانہ سالی کی وجہ سے تحقیق کی غرض سے [illegible] کر سکے گاؤں گاؤں قریہ قریہ کی خاک نہ چھان سکے اور وہ چند کتب پر انحصار کرتے ہوئے اپنی تصانیف کو مکمل کر سکے یوں لامحالہ کئی گوشے تشنہ بھی رہے اور بعض تاریخی واقعات [illegible] متصادم بھی۔ اور اس تصادم اور تشنگی کا احساس اب بھی برقرار ہے۔ خصوصاً سوانح [illegible] سے اس سلسلے میں ہمیں اپنی کم مائیگی کا اعتراف ہے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ یہ تشنگی زیادہ اپنوں ہی کی وجہ سے ہے جنہوں نے اپنے بزرگوں کے قدیم قلمی ریکارڈ کی اہمیت کو نہ جانا۔ ریکارڈ یا تو دریا برد کیا گیا، یا مختلف دینی مدارس کے حوالے کر دیا گیا، یا پھر بعض تحریری اور یادگار اشیاء (مثلاً قرآن پاک، پیالہ، تلوار) حضرت بہادرؒ کے خلفاء اور ان کی اولاد کے ہاتھ لگ گئیں۔

اس کے علاوہ حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی کے حالات زندگی لکھتے وقت تالیف "تذکرہ صوفیائے سرحد" اور "آئینہ تصوف" کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ تو افسوس سا ہوتا ہے اور حیرانی ہوتی ہے کہ کیونکر غیر محتاط تاریخی حوالوں پر تکیہ کیا جا رہا ہے۔ ایک مختصر سی مثال دے کر پڑھنے والے کو "غیر محتاط تاریخی حوالہ" ذہن نشین کرانے کی سعی کی جا رہی ہے۔ مبادا کوئی اسے الزام تراشی کا نام نہ دیدے۔ تمام کتب میں لکھا ہے جب حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی سترہ سال کے نوجوان تھے تو شیخ آدم بنوریؒ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے بیعت بھی ہوئے اور خلافت کبریٰ بھی عطا ہوئی یہاں سمجھنے کا نکتہ یہ ہے کہ جب حضرت حاجی بہادرؒ سترہ سال کے تھے تو اس وقت شیخ آدم بنوریؒ یا تو دو سال کے تھے یا ابھی ان کی ولادت بھی نہیں ہوئی تھی۔

کیونکہ اظہار سعد بنوری کی کتاب کے مطابق شیخ آدم بنوریؒ کی تاریخ ولادت 999ھ ہے۔ اور کرنل حامد بنوری کی تصنیف کردہ کتاب میں ان کے جد امجد کی تاریخ پیدائش 1005ھ یا 1006ھ ہے۔ جبکہ حضرت بہادرؒ کی تاریخ پیدائش 984ھ ہے۔ تو اس قسم کے غیر منطقی تاریخی حوالوں پر بھروسہ کر کے سوانح حیات کیسے مرتب کی جا سکتی ہے؟ اس کے علاوہ ایک حلقہ شیخ آدم بنوریؒ کو حضرت حاجی بہادرؒ کا استاد مانتا ہے۔ یہ بات بھی قطعاً خلاف حقیقت ہے کیونکہ ہر دو بنوری حضرات کی کتب اور دیگر کتب اس پر متفق ہیں کہ شیخ آدم بنوریؒ ''محض امی'' یعنی ان پڑھ تھے۔ تو ایک ان پڑھ انسان کسی کا استاد کیسے بن سکتا ہے؟

تعصب کی انتہا تو دیکھئے (کوہاٹ کی حد تک) کہ ایک ولی کامل حضرت حاجی بہادرؒ کی علمی، دینی اور روحانی حیثیت کو تو موضوع نہیں بنایا جاتا مگر بنایا جاتا ہے تو ان کے نسب کو۔

پھر افسوس کا مقام یہ ہے کہ بعض حلقے تو حضرت حاجی بہادرؒ کو عبداللہ اکبر آبادی بنا کے انھیں بے خلف (بے اولاد) بنا دیتے ہیں کہ انھوں نے تو شادی نہیں کی تھی۔ کوئی انھیں محمد خوبہ (مدخوزہ) کے عبداللہ خان ولد اللہ خان بنگش بنا دیتا ہے۔ اور کچھ لوگ حضرت حاجی بہادرؒ کو عثمانی بنانے کی خاطر حضرت عثمانؓ کے بیٹے (عبدالملکؒ) کی اولاد بنا دیتے ہیں۔ جو بچپن ہی میں لاولد فوت ہوگئے تھے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے یا تو حضرت حاجی بہادرؒ اور اس کی اولاد سے بے حد فائدے حاصل کئے یا پھر وہ طبقہ ہے جس کے بڑوں کے خلاف حضرت حاجی بہادرؒ نے جہاد کر کے انھیں علاقہ بدر کیا یا پھر ''نہی عن المنکر'' پہ عمل کرتے ہوئے انھیں راہ راست پہ لائے۔

تاہم مذکورہ بالا کتب کی طباعت کے درمیانی عرصے میں ایک رسالہ (کتابچہ) مرتبہ ڈاکٹر سید حمید الدین کراچی 1969ء میں شائع ہوا۔ یہ کتابچہ ٹھوس تاریخی حقائق اور مستند دستاویزی حوالوں سے معمور تھا۔ اس رسالے نے آنیوالے مصنفین کو جلا بھی بخشی اور صحیح خطوط پر چلتے ہوئے منزل کو پانے کیلئے مشعل راہ کا کام بھی کیا، شاید یہی کتابچہ پانچویں کتاب کے چھپنے کا محرک بنا جو 2000ء میں منظر عام پر آئی جسکے مصنف سید منصور علی شاہ ایڈووکیٹ ہیں۔ اُنھوں نے نہ صرف قلمی اور مطبوعہ کتب سے استفادہ کیا بلکہ کئی لائبریریوں اور گاؤں گاؤں ذاتی طور پر دورے کر کے حقائق تک پہنچنے کی کوشش کی۔ وکیل ہونے کے ناطے انھوں نے وکیلوں کے انداز سے حقیقتوں کو منظر عام پر لانے کی سعی کی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس مذکورہ تصنیف "اسرار الحقائق" میں فنی اور کتابی کوتاہیاں موجود ہیں مگر مصنف نے جو مواد پیش کیا وہ ٹھوس دلائل اور مستند حوالہ جات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کو ایک سے زیادہ بار پڑھنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اس کتاب نے مہمیز کا کام کیا جس سے کئی جوان اور پختہ کار (افراد)

اخلاف حضرت حاجی بہادرؒ متاثر ہوئے۔ نتیجتاً تحقیق وتحریر کا ایک شعبہ وجود میں آ گیا۔ جس نے پرنٹ میڈیا میں اس کام کو آگے بڑھایا اسکے علاوہ اس شعبہ نے یہ بھی طے کیا کہ مذکورہ پانچوں کتب کا جامع خلاصہ قلمبند کیا جائے جس کا مواد، ان پانچوں تصانیف کے علاوہ دیگر مستند حوالہ جات اور تاریخی حقائق کے عین مطابق ہو۔ تاکہ آنے والی نسلوں کے لئے صحیح تاریخی ریکارڈ بھی محفوظ ہو جائے۔ مزید برآں ہم مصنفین سابقہ سے اس اہم نکتے پر بھی اپنی رائے یا نظریہ مختلف رکھتے ہیں کہ حضرت حاجی بہادرؒ امام نقی کے بیٹے حضرت امام حسن عسکری کی نسل سے ہیں۔ ہمارے علم اور مستند ریکارڈ کے مطابق حضرت حاجی بہادرؒ، امام نقیؒ (ہادی العسکری) کے فرزند حضرت جعفر زکیؒ کی اولاد سے ہیں۔

جب ہم نے مندرجہ بالا اختلافات کا ذکر سید محمود شوکت مرحوم سے کیا تو ان کا کہنا تھا ''بیٹا اختلاف کرنا آپ کا حق ہے اب میری عمر ایسی نہیں کہ اس تحقیقی عمل میں متحرک رہ سکوں آپ لوگ جوان ہیں آگے بڑھیں یہ تو ایک جہدِ مسلسل ہے میری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں''۔

درج بالا حرف مدعا میں جن نکات پر ہم نے علمی اور تاریخی اختلاف کا اظہار کیا ہے اس کا مقصد، مستقبل کے لکھنے والے کے لئے اپنی راہ کا تعین کرنا ہے۔

بس اس ''رسالے'' کی طباعت کی مختصر غرض وغایت یہی ہے۔

''المساعی الخالصہ''
شعبہ تحقیق وتحریر
اخلافِ حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی

"مُقدّمہ"

آج سے چودہ سو (۱۴۰۰) برس پہلے جب ساری کائنات بالعموم اور سرزمین عرب بالخصوص ضلالت وگمراہی کے ساحل پر کھڑی ڈوبا چاہتی تھی۔ اخلاق اور سماجی زندگی کی آخری گھڑیاں تھیں۔ ظلم وستم کا دور تھا۔ بربریت تھی۔ خون آشامی تھی۔ انسان ذات پات اور اونچ نیچ کے پنجے میں بری طرح سے جکڑا ہوا تھا۔ ''جس کی لاٹھی اس کی بھینس'' کے قانون کی حکمرانی تھی۔ خدا کی ہستی برائے نام تھی۔ بُت ہی حاجت روا اور مشکل کشا سمجھے جاتے تھے .... کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے قانون کے مطابق کہ جب کوئی زمین پیاسی ہوتی ہے اس پر رحمت کی بارش کر دی جاتی ہے۔ خشک ریگزارِ عرب میں، ہادیٔ برحق، رسولِ مقبول محمد مصطفےٰ، احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف اہلِ عرب کو اس قعرِ مذلت سے نکالا بلکہ اپنے جانشینوں اور پیروکاروں کو ایسے زیورِ تعلیم وتربیت سے آراستہ کیا کہ وہ اس وقت کی معلوم دنیا پر چھا کر بنی نوعِ انسان کے لئے ابدی مسرت وراحت کے چشمے جاری کر گئے اور بہبود وفلاح کے چراغ روشن کر گئے۔

اہلِ دنیا نے پہلی بار امن وسلامتی کا راستہ دیکھا۔ اخلاقی، سماجی، اور روحانی قدروں کی آبیاری ہوئی۔ ذات پات اور گورے کالے کی تمیز مٹ گئی۔ عورت کو اپنا مقام مِل گیا، غلام مالک کے شانہ بشانہ چلنے لگے۔ زندگی سکھ اور چین کا سانس لینے لگی۔

قرنِ اول کا مسلمان اپنے رسول صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا سچا شیدائی تھا۔ علم وعرفان اور عشق ومحبت کے یہ سلسلے آگے ہی آگے بڑھتے گئے۔ پھیلتے گئے۔ ہر قریہ اور ہر بستی میں اللہ کے محبوبؐ کے یہ عاشق پہنچ گئے اور زبان وقلم اور تلوار سے جہاد شروع کر دیا۔ اخلاقی بے راہ روی کے تند وتیز سیلابوں کے آگے عظیم بند تعمیر کئے۔ سرزمین ہند میں یہ

سلسلہ خلفائے راشدین کے عہد سے ہی شروع ہو چکا تھا۔ جہاں اس علاقہ میں فوجی لشکر کشی سے زمینیں اور ملک فتح ہو رہے تھے وہاں اِس سے کہیں زیادہ اللہ کے ان نیک بندوں نے اللہ کی مخلوق کے دِل ودماغ مسخر کئے اس طویل ترین داستان کی تمہید بھی بڑی طویل وعریض ہے۔ مختصر یہ ہے کہ جب بھی اور جہاں بھی ضرورت پڑی اللہ تعالےٰ کے یہ نیک بندے رُشد وہدایت کے پرچم لہراتے آ پہنچے .... مغل شہنشاہِ اعظم جلال الدین اکبر اپنے عنفوانِ شباب میں تاجِ شاہی سر پر سجائے، اس حد تک سچا مسلمان تھا کہ اپنے ہاتھوں ہی سے مسجد میں جھاڑو دیتا لیکن جب ابوالفضل اور فیضی کے ہاتھ چڑھا (اور کچھ سیاسی وجوہات کی بنا پر بھی) تو دینِ الٰہی ایجاد کر کے اللہ کا خلیفہ بن بیٹھا اور دینِ اسلام کو ایسی کاری ضرب لگائی جس کے نشانات آج تک معدوم نہیں ہو سکے۔ نہ جانے یہ سلسلہ کہاں تک چلتا کہ اکبر کی موت کے بعد جہانگیر کے عہد میں اللہ نے اپنے دین کی خدمت حضرت مجدد الف ثانیؒ سے لی .... اور جہانگیر کی طرف سے قید وبند کی سختیاں برداشت کرنے کے باوجود راہِ حق کی تبلیغ کرتے رہے۔ مجددّ الف ثانیؒ کے بعد اُن کے خلفا میں سید عبداللہ حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی اور حضرت شیخ آدم بنورؒ نے یہ چراغ نہایت آب وتاب سے روشن رکھا۔

حضرت حاجی بہادرؒ نے دین اسلام کی تبلیغ کی خاطر کوہاٹ میں مستقل سکونت اختیار فرما کر حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ کے خواب کو شرمندہ تعبیر کیا۔ سید عبداللہ (اسوقت اکبر آبادی) کوہاٹی حج وزیارت سے فراغت پا کر حاجی بہادرؒ کے نام سے معروف ہو کر کوہاٹ پہنچے اور قبائل کو اسلام کی قوی آغوش میں اس طرح متحد کر گئے کہ آج تک آزاد قبائل اور کوہاٹ کی آبادی کے روحانی باپ ہیں۔

حضرت حاجی بہادرؒ درحقیقت بخارا سے غزنی ہجرت کئے ہوئے ان سیادت پناہ علماء

کے خاندان کے چشم و چراغ ہیں جنہیں مغل حکمران ہندوستان میں "شمع اسلام فروزاں کرنے لائے تھے۔اور جن کی علمی وسعت کے انوار نے دور جہانگیری میں اکبر آباد (آگرہ) اور اسکے اطراف کو علم اور معرفت سے منور کر رکھا تھا۔ یہ وہ دور تھا جبکہ ایک طرف سرہند سے حضرت مجدد الف ثانیؒ دینِ اکبری کو مشرف بہ اسلام کر رہے تھے اور دوسری طرف علامہ عصر سید سلطان میر سرورؒ خود اکبر آباد میں رہ کر ابوالفضل اور فیضی کی ان عالمانہ چالاکیوں کا پردہ چاک کر رہے تھے جن کی آڑ میں اکبر کو خلیفۃ اللہ، بنایا جا رہا تھا۔ اکبر آباد میں رہتے ہوئے اکبر کے اس مکروہ کلمہ خلافت کے خلاف فتویٰ دینے والے علامۂ عصر سلطان میر سرورؒ ہی حضرت حاجی بہادرؒ کے دادا تھے۔ یہ دور ۱۰۰۸ھ کا تھا جس نے ۱۰۳۵ھ تک خلافت اکبری کو تاراج کر دیا۔ حق بات ہمیشہ کڑوی ہوتی ہے۔ سلطان میر سرورؒ کی حق بیانی نے جہاں ابوالفضل اور فیضی کو تیخ پا کر دیا وہاں شاہی قہر کو بھی دعوت دی اس چپقلش کا اثر یہ ہوا کہ سید عبداللہ (حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی) جو ۹۸۴ھ میں اکبر آباد میں پیدا ہوئے تھے اس دور میں اپنے دادا کے مجاہدانہ کارناموں سے متاثر ہوئے وہاں "شاہی غصے" کو اپنے مستقبل کی دلیرانہ جدوجہد کی راہ میں رکاوٹ سمجھا۔ اور دادا جان کے وصال کے بعد یہ دیکھ کر کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ حق کی اسی ڈگر پر کامیابی سے گامزن تھے جس پر دادا جان تھے تو اپنے استاد محترم حضرت خواجہ خضر خان کے توسل سے حضرت مجدد الف ثانیؒ کے درِ اقدس پر حاضر ہوئے۔ وہاں سے پہلی مرتبہ عازم سفر حرمین شریفین ہوئے اور فریضہ حج و زیارت سے فراغت کے بعد کوہاٹ تشریف لائے۔

کوہاٹ میں مستقل سکونت کا مقصد وہی تھا جو حضرت شیخ احمد سرہندیؒ (مجدد الف ثانیؒ) نے شاہی بے راہ روی کے خلاف اسلامی طاقت کا ایک مرکز بنانے کے سلسلے میں سرہند میں شروع کیا۔ حضرت حاجی بہادرؒ نے کوہاٹ میں خانقاہ قائم کر کے اسے **مکمل کیا**۔ اور شب و روز

فیض رسانی کو عام فرمایا تو نتیجہ یہ نکلا کہ شاہ جہاں کو جس طرح شیخ آدم بنوریؒ سے خطرہ پیدا ہوا تھا اسی طرح اورنگزیب عالمگیر کو ابتدا میں حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی کی بڑھتی ہوئی طاقت کو خطرہ بتایا گیا لیکن جس طرح شیخ مجدد الف ثانیؒ کی بارگاہ میں اکبر کی عقیدت مند پیشانی جھکی تھی اسی طرح خانقاہ بہادرؒ کے انوار نے اورنگزیب کی پیشانی کو منور کر دیا۔ آپؒ ہی کی کوششوں سے سرحدی قبائل کے باغ اسلام میں نئے سرے سے بہار آئی اور دین و دنیا کی کامیابی خانقاہ بہادرؒ کی آستانہ بوس ہوئی دراصل اورنگزیب عالمگیرؒ کی تمنا یہ تھی کہ وہ حضرت حاجی بہادرؒ کو واپس اکبر آباد لے جا کر اپنے اجداد کی غلطی کی تلافی کریں۔ مگر وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکے البتہ وہ انکے صاحبزادے حاجی سید محمد عمر کو لاہور لے گئے ان کی اولاد لاہور میں پھلی پھولی۔

مانا کہ حاجی بہادرؒ کی شخصیت عظیم و معروف ہے۔ انھوں نے دور اکبری کا شباب دیکھا۔ جہانگیری طنطنہ دیکھا اور ابوالفضل وفیضی کے قلم اور مکارانہ رویئے نے دین الٰہی کا جو محل تیار کیا تھا اس پر علمائے حق کی یلغار بھی دیکھی۔ بادشاہی دبدبے کو مجدد الف ثانیؒ کے آستانہ عالیہ پر سرنگوں بھی دیکھا۔ یہ بھی سچ ہے کہ شاہجہاں کے دور حکومت میں روحانی امامت کا وہ بیڑہ جسے اکبری دور میں احمد سرہندی (مجدد الف ثانیؒ) نے اٹھایا تھا۔ اب شیخ آدم بنورؒ اور حضرت حاجی بہادرؒ (جو کہ دونوں مجدد الف ثانیؒ کے خلفاء میں سے تھے) نے اٹھایا۔ شاہ جہان کو "آئینِ اکبری" کی سی ڈگر کی داغ بیل نہ ڈال دینے کی خاطر جس مادی طاقت کی ضرورت ان روحانی ہستیوں کو تھی اسکی تکمیل شیخ آدمؒ کرنا چاہتے تھے اور بیشک بڑی تعداد میں معتقدین کی جماعت بھی تیار تھی، لیکن شیخ آدم بنوریؒ امارت کا جو مرکز قبائلی علاقے میں بنانا چاہتے تھے وہ نہ بنا سکے، کیونکہ احکام شاہی کے تحت انھیں حج بیت اللہ اور زیارت بارگاہ نبوی ﷺ کے بہانے ملک ہندوستان سے نکال دیا گیا جس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان حضرات نے فریضہ حج ادا

کیا۔ امر ربی ہے کہ شیخ آدمؒ بنوری ادائیگی حج کے بعد مدینۃ النبی ﷺ میں ہی وصال فرما گئے۔ چنانچہ ان ہی سید عبداللہ نے حاجی بہادرؒ کوہاٹی کی حیثیت سے مدینہ منورہ سے مغلیہ سلطنت کے خلاف علم جہاد بلند کرتے ہوئے حضرت احمد سرہندی (مجدد الف ثانیؒ) کے مشن کو آگے بڑھایا۔ اور کوہاٹ میں دین کا وہ مضبوط مرکز قائم کیا۔ جس سے ایوان عالمگیری لرز اٹھا۔ تاہم اورنگزیب عالمگیرؒ کے حواری وہ جرأت نہ کر سکے جو شہنشاہِ اکبر نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کے خلاف کی تھی اور انھیں گوالیار کے قید خانے میں بند کر دیا تھا۔ اور نہ ہی وہ چال چلی جا سکی جس کی بناء پر شاہ جہاں نے شیخ آدم بنوریؒ کو اپنی بساط سیاست سے ہٹا دیا تھا۔ ہاں اتنی جرأت ضرور ہوئی کہ حسن ابدال کے مقام پر ملاقات کی دعوت دی اور پھر روشنی کے اس مینار (حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی) کو ''گوہر تاج طریقت'' اور ''مہر برج معرفت'' مان کر خود اورنگزیب نے سر تسلیم خم کر دیا۔ صوبہ سرحد کی عظیم ترین روحانی شخصیت جس نے دور اکبری کے بڑے بڑے بتوں کو سرنگوں دیکھا جس نے شاہ جہاں کے عہد میں ظلم و ستم کے دروازوں پر شیخ آدم بنورؒ کی معیت میں تالے لگائے جس نے اورنگزیبؒ کو علماءِ سوء کے نرغے سے نکالا اور جس نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کی اس تجویز کو مکمل کیا، جو آزاد قبائل کو مضبوط مسلم گڑھ بنا کر حکومت کے مقابل ''امامت'' کے اس زور کو قائم دیکھنا چاہتے تھے۔ جو بادشاہوں کو من مانی نہ کرنے دے بلکہ اسلامی اصولوں کو منوا سکے۔ یہی وہ امام وقت سید عبداللہ حاجی بہادرؒ ہیں۔ جن کو اورنگزیب عالمگیرؒ جیسے اہل علم بادشاہ نے ''علامۂ عصر'' کا خطاب دیا۔ یہی شخصیت آج تین سو تریسٹھ سال بعد بھی زندہ حاکم کی حیثیت سے کوہاٹ کی مرکزی مسجد کے قریب عالم ارواح میں مسند نشین ہیں

شعبۂ تحقیق و تحریر

اخلاف حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی

تقریظ (اول)

نگاہِ ولی میں یہ تاثیر دیکھی ۔۔۔ بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

قطب الاقطاب، غوثِ زماں حضرت سیّد عبداللہ شاہ المعروف حاجی بہادر کوہاٹیؒ ایک عظیم المرتبت ولیٔ کامل کی تعلیمات اور شخصیت پر ان کے معتقدین، اخلاف اور مرید ہر دور میں کچھ نہ کچھ لکھتے رہے ہیں۔ ان تحاریر میں تحقیق کا عنصر کم اور عقیدت کی آمیزش زیادہ نظر آتی ہے۔ بہت سی روایتیں سینہ بہ سینہ چلی آ رہی ہیں، سابقہ لکھی گئی کتابوں میں حضرت حاجی بہادرؒ کی سنِ پیدائش، جائے پیدائش اور حیاتِ مبارکہ کے واقعات کو بلا تحقیق محض عقیدت کے زور پر تحریر کیا گیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ تاریخ کے طالب علم کو روحانیت کے اس آفتاب کے متعلق تحقیقی مواد کا کھوج لگانے میں شدید دقت اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اور یوں بہت سے تاریخی مغالطوں نے جنم لیا۔ ان تاریخی غلطیوں کو درست کرنے اور مستقبل کے مؤرخین کی درست سمت میں رہنمائی کے لئے تنظیم آلِ حضرت حاجی بہادرؒ کے چند دوستوں (جن میں سیّد منصور علی شاہ، ملک سیّد معصوم شاہ اور دیگر احباب شامل ہیں) نے حقیقت کا کھوج لگانے اور سچائی کی تلاش کے لئے تگ و دو شروع کر دی اور اس جدو جہد میں انہیں بھرپور کامیابی نصیب ہوئی۔ ان احباب کی کوششوں کا یہ مقصد نہیں تھا کہ انہیں اپنے نمبر بنانے تھے یا اپنی جدِ امجد کو درست ثابت کرنا تھا بلکہ یہ لوگ تاریخ کے اوراق میں وقت کی گرد سے چھپے ہوئے اس سچ کو تلاش کرنے میں لگے ہوئے تھے کہ جس کی وجہ سے کوہاٹ میں آباد عظیم العالی بزرگ ہستیوں کی اولاد میں ایک کھچاؤ کی کیفیت پائی جاتی تھی اور بہت سے باشندگان کوہاٹ جانے نجانے میں بزرگ ہستیوں کی شان میں گستاخی کے مرتکب ہو رہے تھے۔ میرے ذاتی خیال کے مطابق تنظیم

آلِ حاجی بہادرؒ اس مشن اور مقصد میں بہت حد تک کامیاب ٹھہری ہے کہ اس نے مغل شہنشاہ اورنگزیب عالمگیر کے شاہی فرامین سے لیکر تاریخی، قلمی مخطوطات اور نسخے جمع کر کے انہیں ایک خوبصورت اور چھوٹی سی لائبریری میں محفوظ کرلیا ہے اس سلسلے میں فخرِ کوہاٹ سابقہ گورنر سیّد افتخار حسین شاہ کی سرپرستی اور تعاون کا ذکر نہ کرنا بھی ایک قلمی خیانت اور بددیانتی ہوگی، مختصر یہ کہ آج حضرت حاجی بہادرؒ کی ذات، تعلیمات اور شخصیت پر اتنا مواد موجود ہے کہ مستقبل میں تصوف، روحانیت اور تاریخ پر لکھنے والوں کو زیادہ مشکل اور تاریکی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا، زیرِ نظر کتاب کی طباعت و تیاری سے بہت پہلے اس کے مصنفین اور منتظمین کوہاٹ کے مقامی اخبارات میں تاریخی غلطیوں اور مغالطوں کی درستگی کے لئے بھی بہت کچھ لکھ چکے ہیں اور اصلاحِ احوال اور تاریخی ریکارڈ کی درستگی کے لئے بھی ''صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لئے'' کے مصداق دعوتِ فکر دے چکے ہیں، مگر اس سلسلے میں کوہاٹ کے طول وعرض سے تاحال کوئی آواز نہیں اُٹھی۔ اِس محنتِ جانفشاں سے لگتا ہے کہ یہ کتاب یقیناً اولادِ حضرت حاجی بہادرؒ اور ان کے عقیدت مندوں سمیت تاریخ کے طالب علموں کے لئے تحفہ ثابت ہوگی، آخر میں ذاتی رائے کا اظہار کرنے میں مجھے باک نہیں کہ ہمیں اولیائے کرام کی کرامات سے زیادہ ان کی تعلیمات پر توجہ دینے کی ضرورت ہے حضرت حاجی بہادرؒ مؤحد تھے اور انہوں نے اپنی تمام زندگی کفر، شرک اور بِدعات کو ختم کرنے میں لگادی۔ اس لئے ان کے ماننے والوں کے لئے زیارت گاہ کی ڈیوڑھی کے دروازے پر لکھا گیا فارسی کا یہ شعر مشعلِ راہ ہونا چاہیے۔

حضرت حاجی بہادر زبدۂ خاصان حق ۔۔۔ در شریعت در طریقت از ہمہ بردہ سبق

اور حضرت حاجی بہادرؒ کی شخصیت کو نہ ماننے والوں سے میرا ایک چھوٹا سا سوال ہے کہ بے شک آپ نہ مانیں مگر اولیائے کرام کی شان میں گستاخی نہ کریں اور ساتھ میں یہ بتادیں کہ اگر

حاجی بہادرؒ ولیِ کامل نہیں تھے تو کم و بیش ساڑھے تین سو سال سے ان کا مزار آج بھی مرجعِ خلائق کیوں ہے؟ جبکہ آج کوہاٹ آباد کرنے والوں اور حاکمانِ کوہاٹ کا کوئی نشان باقی نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک اپنے اولیاء کی نشانیاں زمین کے سینے پر سلامت رکھتا ہے تاکہ اہلِ حق ان نشانیوں پر غور کرتے ہوئے اپنی دینی، تہذیبی اور تاریخی شناخت کو پروان چڑھا سکیں۔ حضرت حاجی بہادرؒ ساڑھے تین صدیوں سے کوہاٹ کی دینی، روحانی، ثقافتی اور تہذیبی پہچان ہیں اور اس پہچان و شناخت کو محفوظ بنانے میں زیرِ مطالعہ کتاب یقیناً ممد و معاون ثابت ہو گی۔

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ!

فقیر پر تقصیر

فضل محمود عین (ایڈیٹر وصحافی)

۲ مارچ ۲۰۱۳ء

تقریظ (دوم)

ڈاکٹر ساجد امجد نے اس ارشادِ ربانی کہ "ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی" کو اپنی ایک تحریر کی بنیاد بنائے ہوئے لکھا تھا "فضیلت ہی وہ پیمانہ معیار ہے جو "عام" اور "خاص" میں خط امتیاز کھینچتا ہے۔ بندگانِ خدا تو سب ہی ہیں لیکن بعض ہستیاں وہ ہیں جن کے سروں پر فضیلت کی دستار ہے۔ جن کا قلب تقرب الٰہی سے سرشار ہے، جن کی گفتگو خزانہ اخلاق کی درشہوار ہے۔ جن کا عمل صالح، جن کا کردار ارفع ہے۔ جو خود سوتے ہیں، دل بیدار رہتا ہے۔ ترکِ دنیا جن کا شیوہ، سنت رسول ﷺ جن کا برتن اور تسلیم و رضا جن کی غذا ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے ان ہستیوں کو تابندہ ستاروں کا نام دیا ہے۔ انھی ستاروں میں ایک ضوفشاں ستارے کا نام حاجی سید عبداللہ کو ہائی ہے جنھیں دنیا محبوب سبحانی، غوث زماں حضرت حاجی بہادرؒ کے نام سے جانتی ہے۔ میری ان سے عقیدت کا یہ عالم ہے کہ الفاظ ہی میسر نہیں۔ شاید میرے جذبات کی ترجمانی نہ کر سکے اس لیے شعر کا سہارا لے رہا ہوں۔

زباں پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میری نطق نے بوسے مری زباں کے لئے

مجھے آج بھی اپنی اس کیفیت پر قابو نہیں کہ ادھر قطب الاقطاب کا ذکر آیا، ادھر دل پر ایک وجد سا طاری ہوا اور جسم ناتواں کا ہر عضو اپنے آپ ہی مودب ہوا۔ اور یہ میرے ساتھ بچپن سے ہی ہو رہا ہے وہی آج کل کی بات نہیں۔ اس کا پس منظر کچھ یوں ہے کہ بچپن میں بزرگوں سے حضرت حاجی بہادرؒ کا ذکر سنتا رہا۔ ان کے مزار پر حاضری کی سعادت حاصل کرتا

رہا۔ اور ان کی اولاد سے مقدور بھر معلومات کے حصول کی سعی کرتا رہا۔ دورِ شباب میں غوث زماںؒ کی وساطت سے بارگاہ الٰہی میں دست دعا دراز کیا تو اپنی کئی ناکامیوں کو کامرانیوں میں بدلتے ہوئے پایا۔ مطالعے کی لت پڑی تو کتابوں کے بحر بیکراں میں تصوف پہلا انتخاب ٹھہرا۔ لہٰذا تصوف کی وادیوں اور گلی کوچوں میں حضرت حاجی بہادرؒ کو تلاش کیا، عقیدت تھی جو بڑھتی ہی رہی، مجھے لگا کہ حضرت حاجی بہادرؒ ہر جگہ، ہر لمحہ، ہر گھڑی میرے ساتھ ہیں۔ تب سے یہ کیفیت میرے ساتھ ہے اور اس وقت تک طاری ہوتی رہے گی جب تک جسم و جاں کا رشتہ برقرار ہے۔ میں نے حضرت حاجی بہادرؒ کی شخصیت کو ہر زاویے، ہر پہلو اور انداز میں کھوجا، ان کے بارے میں لکھی گئی ہر دستاویز، ہر مضمون اور ہر کتاب کو کھنگال ڈالا۔ لیکن ایک عجیب سی تشنگی تھی جو برقرار رہی۔ مجھے یہ آرزو بے چین کیئے رکھتی تھی کہ کاش کبھی کوئی ایسی کتاب بھی منظرِ عام پر آئے جس میں حضرت حاجی بہادرؒ کی شخصیت اور زندگی کا مکمل احاطہ کیا جائے۔ جو ان تمام کتابوں کا نچوڑ ہو جو ماضی میں حضرت حاجی بہادرؒ کے بارے میں لکھی گئی ہیں اور میں نہایت مسرت سے اس بات کا اعتراف کر رہا ہوں کہ زیرِ نظر کتاب نے میری خواہش کو پایہ تکمیل تک پہنچا دیا ہے اور مجھے اب یہ دعویٰ کرنے میں کوئی عار نہیں کہ آج تک حضرت حاجی بہادرؒ پر اس سے زیادہ مستند اور جامع کتاب میری نظر سے نہیں گزری۔ مولفین کی محنت اور عرق ریزی واضح اور عیاں ہے اور حقائق تمام تر تاریخی حوالہ جات کے ساتھ کتاب کے ہر صفحے پر جگمگا رہے ہیں۔

یہ بات واضح ہے کہ تصوف اور اولیائے کرام کے بارے میں لکھنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اللہ کی محبوب ہستیوں کے بارے میں خامہ فرسائی کرتے وقت حد درجے محتاط رہنا پڑتا ہے کہ ایک بار قرطاس پر جو لفظ بکھرے وہ طبع ہونے کے بعد مستند بن جاتے ہیں یا پھر تاریخی

مغالطوں میں اضافے کا سبب بنتے ہیں۔ اولیائے کرام کے بارے میں بعض اوقات یا تو از راہ عقیدت یا پھر تعصب کی وجہ سے کچھ ایسی باتیں منسوب ہو جاتی ہیں جو ایک دو نسلوں کو نہیں بلکہ ایک عہد کو متاثر کرتی ہیں اور یہ عہد صدیوں پر محیط ہوتا ہے۔ اصل حائق تک رسائی کیلئے تحقیق، جستجو کے نت نئے دفتر کھنگالنے پڑتے ہیں، دردر کی خاک چھاننی پڑتی ہے، خونِ جگر صرف کرنا پڑتا ہے، تب کہیں جا کر بات بنتی ہے، اور مؤلفین نے کچھ ایسا ہی کیا ہے، تبھی تو یہ تاریخی مقالہ ایک مکمل کتاب کی صورت میں منظرِ عام پر آیا ہے۔ مؤلفین نے صرف کتابوں پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ ہر اُس جگہ، علاقے اور شہر کی خاک چھانی جہاں سے کتاب کی تالیف کیلئے مواد میسر آ سکتا تھا۔ شاہ صاحبان نے ہر چھوٹے بڑے، ہر جواں ہر بزرگ، ہر شخصیت سے بذاتِ خود ملاقاتیں کر کے حقائق کو قلمبند کیا اور مطالعے کے ساتھ ساتھ مشاہدے کو بھی اپنی تحقیق کا لازمی جُز بنایا۔ کتاب اتنی خوبصورتی سے مرتب کی گئی ہے کہ نہ تو تحریر کی بے ربطی کا شائبہ گزرتا ہے، نہ ہی اندازِ بیاں کی خشکی کا گُماں ہوتا ہے، بلکہ پڑھنے میں دلچسپی کا ایک عنصر برقرار رہتا ہے جو ابتدائی صفحات ہی سے قاری کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔ جب ایک تحقیقی کتاب، وہ بھی اللہ کے ایک برگزیدہ بندے کے بارے میں اتنی دلکش پیرائے میں لکھی اور مرتب کی جائے تو ایک گراں قدر ہیرے کا روپ دھار لیتی ہے جس کی قدر تصوف کی دنیا کے جوہری ہی جانتے ہیں۔ ایسی کتاب جس کے ایک ایک لفظ سے سچائی کے ساتھ ساتھ سادگی بھی ٹپک رہی ہو اسے پڑھنے والا ایک ہی نشست میں مکمل کرنے کی دُھن میں اُس پر سے نظریں نہیں ہٹا پاتا۔ ایک تو مستند اندازِ میں کی گئی تحقیق اوپر سے سلاست اور سادگی کا مرقع اندازِ تحریر، گویا سونے پہ سہاگہ۔

خصوصاً حضرت حاجی بہادرؒ کی کرامات والا باب رواں اور دلچسپ تحریر کا ایک خوبصورت نمونہ ہے جو اس لئے بھی دلچسپی کے ساتھ پڑھنے کے لائق ہے کہ بہت سے

واقعات برصغیر کے دوردراز علاقوں سے نہیں بلکہ سرزمین کوہاٹ سے تعلق رکھتے ہیں۔ کتاب کو مجموعی طور پر آٹھ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ایک حصے میں حضرت حاجی بہادرؒ کے بارے میں مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے افراد کے مضامین اور دوسرے حصے میں وہ منظوم کلام شامل ہے جو نامور شعراء کے خراج عقیدت کا عکس ہے جو غوث زماںؒ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ لگ بھگ 200 صفحات پر مشتمل یہ کتاب یقینی طور پر ایک جامع دستاویز ہے جو تصوف کے طالب علموں اور حضرت حاجی بہادرؒ کے بارے میں تحقیق کرنے والے اھل علم کیلئے گراں مایہ تحفے کی حیثیت رکھتی ہے۔ کتاب میں حضرت حاجی بہادرؒ کے شجرہ نسب سمیت دور حاضر کے قومی شجرہ جات میں بھی شامل ہیں جبکہ آخر میں ان تمام کتب کا حوالہ بھی نہایت تفصیل سے دے دیا گیا ہے جن سے مؤلفین نے اس تاریخی تحقیقی مقالے کیلئے استفادہ کیا۔ مؤلفین اس لحاظ سے واقعی داد و تحسین کے مستحق ہیں کہ انھوں نے تاریخی واقعات وحقائق کو اپنی اصل رُوح کے ساتھ پیش کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور حقیقی معنوں میں حضرت حاجی بہادرؒ کی اولاد ہونے کا حق ادا کر دیا ہے۔

عظمت علی خان شنواری

کالم نگار، مصنف، ایڈیٹر ز ونامہ مرکز کراچی

گروپ ایڈیٹر ماہنامہ القانون اسلام آباد

(باب اول)

مُرشدِ اعلیٰ

☆ مُرشدِ اعلیٰ:-

حضرت شیخ احمدؒ سرہندی

المعروف حضرت مجدد الف ثانی (رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

چونکہ حضرت مجدد الف ثانیؒ حضرت حاجی بہادرؒ کے (براہِ راست) مرشد اعلیٰ تھے۔ اس لئے ان کا مختصر ذکر بھی ضروری ہے۔ آپکا پورا نام احمد عبدالرحمٰن کابلی سرہندی ہے آپ کا عالی نسب خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جاملتا ہے۔ سلسلہ چشتیہ میں آپکا تعلق اپنے والد ماجد سے ہوتا ہوا حضرت شیخ حسن بصریؒ اور امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ تک جا پہنچتا ہے۔ سلسلہ قادریہ میں اپنے والد سے درجہ بہ درجہ غوث الثقلین حضرت شیخ عبدالقادرؒ جیلانی وہاں سے امام حسن علیہ السلام اور شہنشاہ ولایت امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہٗ تک پہنچتے ہیں۔ اور نسبت نقشبندیہ آپکو حضرت خواجہ باقی اللہ سے ہے۔

آپکی ولادت باسعادت 971ھ میں سرہند میں ہوئی۔ تھوڑی ہی عمر میں قرآن مجید حفظ کرلیا۔ پہلے اپنے والد محترم سے پھر سیالکوٹ میں مولانا کمال کشمیری سے معقولات کی کتب پڑھیں۔ تفسیر، حدیث اور فقہ کی تعلیم بہلول بدخشانی اور مولوی محمد یعقوب سے حاصل کی۔ سترہ برس کی عمر میں تعلیم سے فارغ ہوکر سرہند واپس آئے۔ اپنے والد سے باطنی کمالات، قادریہ اور چشتیہ سلسلے کے فیوضات وانوار سے اکتساب کیا۔ والد ماجد نے آپکو خرقۂ خلافت عطا کرکے اپنا جانشین مقرر کیا۔ والد کے انتقال کے بعد حج کے سفر پر روانہ ہوئے۔ دہلی میں شیخ حسن کشمیری کے توسل سے حضرت خواجہ باقی باللہؒ سے ملاقات ہوئی اور صرف تین دن کی صحبت میں برسوں کا فیض حاصل کرلیا۔ 1008ھ میں ہی بیعت کی اور خلافت بھی حاصل کی۔ آپ کو جمعہ یکم رجب 1028ھ قید کرکے گوالیار کے قلعے میں بند کردیا گیا۔ جمعہ 11 رجب 1029ھ کو رہا ہوئے۔ 1033ھ تک شاہی لشکر کے ساتھ رہے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی بزرگی اور رشد وہدایت کا شہرہ تمام عالم میں بلند ہو چکا تھا

تجدید ملت کی نوبت ہر چہار طرف بجنے لگی تھی۔ زمانے بھر کے بڑے بڑے اولیاء کرام حضرت مجدد الف ثانیؒ کی خدمت کو حق سبحانہ وتعالیٰ کے قرب کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ غرض ہر طرف سے لوگ جوق در جوق زیارت اور شرف بیعت کے لئے آنے لگے۔ حتیٰ کہ عرب وعجم، ماوراالنہر بدخشاں، کابل اور ہندوستان میں کوئی شہر ایسا نہ تھا جہاں آپکے خلفاء موجود نہ ہوں۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد تالیف سیرت کے صفحہ نمبر 269 پر رقم طراز ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے خلیفہ محمد ہاشم کشمی لکھتے ہیں ''کہ آں حضرت کی صاحبِ دل مقبول خلفاء کی ایک اور جماعت خلوت وتنہائی میں ایسی بیٹھی ہے کہ آستانہ عالیہ کے اکثر خادم بھی اس کے احوال سے آگاہ نہیں ہیں''۔ آپ نے 29 صفر 1034ھ کو دارِفانی سے رحلت فرمائی۔

(باب دوم)

سوانح حیات

☆ مختصر حالات زندگی

حضرت حاجی بہادرؒ

☆ شجرۂ نسب

☆ شجرۂ طریقت

☆ منظوم شجرہ

☆ شجرۂ فقیر ظفر منصور افغانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان رحمت الله قريب من المحسنين

حضرت حاجی بہادر زبدۂ خاصان حق
در شریعت در طریقت از ہمہ بُردہ سبق

حافظ سید عبداللہ (غزنوی) المعروف بہ حضرت حاجی بہادرؒ کوھاٹی

☆---☆---☆---☆---☆

فارسی کی ایک قلمی تحریر میں درج ہے ''درآں زماں آنقدر کفر زور گرفتہ بود کہ دراِیں ملک کسے بر دین اسلام قائم نبود۔ آں حضرتؒ بزور غزائی و برکت خود ہمہ کساں راازکفر وشرک ورفض از حد گردیز تا اٹک پاک وصاف کرد۔ ازآں باعث دردور نزدیک آں حضرت بلقب غازی مشہور گشت''

تَرجَمَہ: اس دور میں کفر کا اس قدر زور تھا کہ اس علاقے میں کوئی بھی فرد دینِ اسلام پر قائم نہ تھا۔ آں حضرتؒ نے اپنی قوت اور مجاہدانہ برکت سے گردیز تا اٹک کے علاقے کو کفر وشرک و رفض سے پاک صاف کردیا۔ اس باعث آں حضرتؒ دور ونزدیک غازی کے لقب سے مشہور ہوئے۔

درج بالا پیرا میں غازی کے لقب سے مشہور ہونے والے آں حضرت تھے۔ حضرت حاجی بہادر کوھاٹی

کچھ حالاتِ زندگی

... والد ماجد سید شاہ محمدؒ سلطان اپنے والد

سید سلطان میر سرورؒ کے ہمراہ افغانستان کے شہر غزنی کے محلے ہجویر سے ترک سکونت کر کے اکبر آباد (آگرہ) میں آباد ہوگئے۔ جہاں سید عبداللہؒ کی ولادت با سعادت یکم محرالحرام 984 ہجری میں ہوئی۔ اکبر آباد میں ہی آپ کے دادا سید میر سرور سلطانؒ نے جلال الدین اکبر کے "دین اکبری" کے خلاف سب سے پہلا فتویٰ جاری کیا۔ بقول پیر طریقت فقیر ظفر منصور افغانی کے ''غزنی کے رہنے والوں کو عموماً اور محلہ ہجویر کے باسیوں کو خصوصاً اس بات پر فخر ہے کہ وہاں سے تین انتہائی مشہور ہستیاں تعلق رکھتی ہیں''۔ حضرت داتا گنج بخشؒ (سید علی ہجویریؒ) فاتح سومنات محمود غزنویؒ اور حافظ سید عبداللہ (حضرت حاجی بہادرؒ کوھاٹی)

آپ پیدائشی ولی اللہ تھے۔ بچپن ہی سے ان کی زندگی میں کچھ ایسے واقعات صادر ہونے لگے۔ جس کی وجہ سے آپ کے والدین کو اندازہ ہوگیا اور آپ کی پرورش پر خاص توجہ دینے لگے۔ آپؒ نے چھ سال کی عمر میں خواجہ حضرت خضر خانؒ کی نگرانی میں قرآن مجید حفظ کیا۔ بعد میں انہی کی وساطت سے آپ نقشبندی سلسلے میں حضرت مجدد الف ثانیؒ سے بیعت ہوئے۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ حضرت خضر خانؒ وہی ہستی ہیں جن سے ابتدائی ایام میں شیخ آدمؒ مشوانی بنوری نے بھی فیض حاصل کیا، اور انہی کی ہدایت پر پھر حضرت مجدد الف ثانیؒ سے بیعت ہوئے۔ اس کے علاوہ حافظ سید عبداللہؒ نے چشتیہ سلسلے میں حضرت شاہ بدر الدین المعروف شاہ بلاقؒ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ تین سال تک مرشد کی خدمت میں رہنے کے بعد دکن سے براستہ سورت (بندرگاہ) حج بیت اللہ شریف کو عازم سفر ہوئے۔ حج کے بعد حسب ارشاد تبلیغ اسلام کی غرض سے کوھاٹ تشریف لائے اور مستقل سکونت اختیار کی۔ یوں تو حضرت حاجی بہادرؒ پانچوں (اویسیہ سمیت) طریقوں سے فیض یافتہ تھے، مگر حضرت مجدد الف ثانیؒ کے سلسلہ مجددیہ نقشبندیہ کو عام کرنے اور تبلیغ دین کے لئے افغانستان اور ہندوستان جاتے۔

آپؒ نے چار شادیاں کیں۔ آپ کی ازواج کا تعلق قوم رحم علی خیل، قوم بنگش، قوم خوست اور خاندان سادات گیلانیہ سے تھا۔ گیلانی سادات سے تعلق رکھنے والی زوجہ محترمہ کا نام بی بی رقیہ تھا۔ حضرت حاجی بہادرؒ کے پانچ فرزند تھے۔

۱) سید محمد یوسف شاہ ۲) سید محمد قاسم شاہ

۳) سید محمد عمر شاہ ۴) سید محمد عثمان شاہ

۵) سید محمد یعقوب شاہ

سید محمد عثمان کی تمام اولاد خوست افغانستان میں آباد ہے۔ **افغان مہاجرین کا ایک** گھرانہ گھمکول کیمپ کوہاٹ میں آباد ہے۔ سید محمد عمر کی اولاد لاہور، ٹونک، کراچی اور کوہاٹ میں آباد ہے۔ بڑے بیٹے سید محمد یوسف کی زیادہ تر اولاد کوہاٹ میں ہے۔ **تاہم کچھ گھرانے** عرصہ دراز سے خویشگی، چارسدہ، پشاور اور بلی ٹنگ میں سکونت پذیر ہیں۔

جبکہ سید محمد قاسم شاہ اور سید محمد یعقوب شاہ (بڈھا بابا) کی تقریباً تمام اولاد کوہاٹ میں آباد ہے۔ اورنگزیب عالمگیرؒ کی استدعا پر آپؒ کے فرزند سید محمد عمر شاہ لاہور چلے گئے اور بعد از وفات وہیں دفن ہوئے سید عثمان خوست میں دفن ہیں۔ بڑے دو فرزند سید محمد یوسف اور سید محمد قاسم (جو بی بی رقیہ کے بطن سے تھے) اور سب سے چھوٹے بیٹے سید محمد یعقوب کوہاٹ میں مدفون ہیں آپؒ کی والدہ محترمہ اور دو ازواج بھی کوہاٹ کے قبرستان میں دفن ہیں۔

دربارِ نبویؐ ﷺ سے خطاب ''بہادری''

حضرت حاجی بہادرؒ کو ''بہادر'' کا خطاب (عربی زبان میں شجاع) سرکارِ دوعالم ﷺ کیطرف سے روضہ اطہر پر حاضری کے دوران ملا۔ یہ اعزاز آپکے نام پر غالب رہا اور آپ حضرت حاجی بہادرؒ کے نام سے مشہور ہوئے جسکو شاعر نے یوں بیان کیا ہے۔

شد ملقب ازجناب حضرت خیر البشر
حضرت حاجی بہادرؒ نام توشد مشتہر

قلمی کتاب نتائج الحرمین از امین بدخشی مطبوعہ 1143ھ صفحہ 151,152,153 میں لکھا ہے۔

''شیخ عبداللہ کوہاٹی صاحبِ عرفان اور معرفت میں سے ہیں جس میں ان کا نام بہادر رکھا گیا ہے۔ عرفانی علوم میں بے نظیر اور فصاحت میں لاثانی تھے ہر وقت مراقبہ اور مذاکرہ میں مشغول رہتے تھے۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ سے بشارتیں اور عنایتیں ملیں۔ علم و معرفت اور حقائق آپ پر کشادہ ہوئے۔ کہ اکثر لوگ ان کی فراست پر حیران ہو جاتے تھے۔ جب مکہ معظمہ آئے تو آپ کا علم دوچند ہوگیا۔ چنانچہ آپ کی جو گفتگو بھی ہوتی وہ معرفت وعبرت اور نصیحت سے لبریز ہوتی۔ اکثر لوگ تعجب کرتے کہ وہ اتنی دانائی پر پہنچے ہیں کہ عارف زمان میں آپ کا شمار ہونے لگا علماء آپ کی شاگردی اختیار کرتے۔ علم لدنی اور عرفان کے علوم کے انکشاف میں بہت زیادہ کوشاں رہتے۔

الحاصل اس بہادر کی روز بروز کی ترقیاں سالکینِ طریقت کے لئے باعثِ رشک اور طالبان کے لئے باعثِ حیرت ہیں۔ حرمین الشریفین میں حج و زیارت کی سعادت کے بعد عوام الناس

کوارشادات سے منور فرماتے۔لوگ آپ کے ارشاد وعرفان میں مصروف رہتے کسی کو معلوم نہ تھا کہ ہندوستان، کوہستان اور پشاور میں آپ کے ہزاروں مرید تھے۔ان علاقوں میں مُلا آپ سے بحث کرتے آخر کار آپ کے حلقہ مریدین میں شامل ہو جاتے۔بدعات اور خلاف سنت کاموں کو اپنے علاقہ سے نکال باہر کیا۔علاقہ بنگش کے مشائخ جو اکثر بدعتی تھے۔ان سے بحث، مناظرہ کیا اور مضبوط دلائل سے ان سب کو جلا وطنی پر مجبور کر دیا۔اس لئے آپ کے دشمن اور حاسدین بھی زیادہ ہو گئے۔

عبداللہ سلطان پوری کے برادر شیخ اسد اللہ نے حضرت حاجی بہادرؒ کے بارے میں لکھا کہ ''وہ بہادرِ وقت ہے۔اس کے احوال قوی ہیں۔جو علم لدنی اور عرفانی دقائق میں بلند دعوؤں کا حامل ہے''۔مشائخ اور مولویوں کی کتابوں اور رسائل پر تبسم فرماتے۔اخون ملا عثمانی پشاوری نے حضرت حاجی بہادرؒ سے ملاقات کی۔اس ملاقات کے بعد اس نے ایک مکتوب امین بدخشی کو لکھا، جس میں اس نے حضرت حاجی بہادرؒ کے بارے میں اس طرح بیان کیا۔
''حضرت حاجی بہادرؒ معرفت دقیق رکھتا ہے۔بلند دعوے رکھتا ہے اور بہت سے عارفین کو قاصر سمجھتا ہے۔تیز اور فصیح اللسان ہونے کی وجہ سے میدان فتح کر لیتا ہے''۔شیخ فتح محمد حضرت حاجی بہادرؒ کی بہت تعریف کرتے تھے اور کہا کہ ''حضرت حاجی بہادرؒ کو دعوی رویت میں عروج حاصل ہے، اور ان کا (حضرت حاجی بہادرؒ) علم حضرت مہدیؑ کے علم سے حاصل ہے''۔

آپ تبلیغ اسلام کے سلسلے میں اکثر سفر میں رہتے۔جنوبی ہندوستان سے افغانستان تک سفر کرتے رہتے۔شہر خوست (افغانستان) سے واپسی پر دوران سفر بڈا خیل کے قریہ کے قریب انتقال فرمایا۔جہاں سے آپکو لا کر کوہاٹ کے مرکز میں اپنی بڑی دینی درسگاہ

اور اپنی والدہ محترمہ کی زرخرید زمین پر بنائی گئی مسجد کے قرب میں دفن کیا گیا۔آپ کی سن وفات (1070ھ) ہے۔

القابات

افغانستان میں جامی کے لقب سے بھی پہچانے جاتے ہیں (علاقے کے لحاظ سے نہیں بلکہ قلبی کیفیت کی بناء پر) اس کے علاوہ بعض دیگر القابات درج ذیل ہیں۔معین الدین، قطب الاقطاب، غوث زمان، سلطان العارفین۔بہادر قلندر۔مخدوم خدا بین۔غازی۔

اسنادِ عالمگیرؒ میں جو خطابات درج ہیں وہ یہ ہیں:۔

زبدۃ السالکین، عمدۃ العارفین، شمس الفقراء گوہر تاج طریقت، مہر برج معرفت، معدن دفائن اسرارِ نامتناہی، مخزن الخزائن اسرار الٰہی، نیر اعظم، برگزیدہ سبحان، سیادت پناہ۔

درج بالا القابات کی ایک خاص اہمیت یہ ہے کہ یہ القابات، وسیع وعریض مغلیہ سلطنت کے ایک درویش صفت اور صوفی منش سلطان اورنگزیب عالمگیرؒ کی حکومت کی طرف سے عطا کئے گئے۔ اس عطاو بخشش کی وجہ یہ تھی کہ اورنگزیب عالمگیر، حضرت حاجی بہادرؒ کی روحانی قوت اور مرتبہ کو پہچان گئے تھے۔

قارئین کی سہولت کے لئے اگر انہی سرکاری القابات کے معانی اور مفہوم مختصراً درج کئے جائیں تو بے جا نہ ہوگا۔

زبدۃ السالکین:۔ صوفیاء میں برگزیدہ، سالکین کا محور

عمدۃ العارفین:۔ عارفوں کا مرکز (اللہ تعالیٰ کو پہچاننے والوں میں مرکزی شخصیت)

شمس الفقراء:۔ فقیروں میں سب سے روشن وتاباں

گوہرِ تاجِ طریقت:۔ طریقت (روحانیت) کے تاج کا جوہر

مہر برج معرفت:۔	علم الٰہی کا چمکتا سورج
معدنِ دفائن اسرارِ نامتناہی:۔	معرفت کے ناختم ہونیوالے رازوں کا چھپا ہوا خزانہ
مخزن الخزائنِ اسرارِ الٰہی:۔	اللہ تعالیٰ کے بھیدوں کے خزانوں کا منبع
نیّرِ اعظم:۔	کہکشاؤں کا سب سے روشن آفتاب
برگزیدہ سجان:۔	پاکیزہ ومنتخب کردہ
سیادت پناہ:۔	ساداتِ عظام (نسبِ سادات)

حضرت حاجی بہادرؒ کے چیدہ چیدہ خلفائے عظام کے نام یہ ہیں:۔

شیخ نور محمد مدقق لاہوری، شیخ مامون پشاوری، شیخ عبدالرحیم شوکی (المعروف میاں جی گل)، شیخ قلوب دیوانہ، شیخ جنگی خان کوھاٹی، شیخ شہباز، شاہ ولی اللہ ننگرہاری، اخوند محمد نعیم، شیخ نیک محمد خٹک، شیخ حبیب مندوری، یعقوب بلخی، شیخ ککڑی دیوانہ خوست، سید احمد جہاں پوری، مولوی محمد باقر اللہ نور غزنوی، شاہ مراد دہلوی، محمد صالح غزنوی محمد امین غزنوی نور محمد دہلوی، عبدالحمید ہراتی اور محمد سعید ٹل، حالات حضرت حاجی بہادرؒ کوھاٹی کے مصنف سید محمود شوکت کے مطابق حضرت عبدالنبی شامیؒ اور دارا شکوہ حضرت حاجی بہادرؒ کوھاٹی کے اس وقت شاگرد تھے جب حضرت حاجی بہادرؒ کوھاٹی جامع کپورتھلہ انڈیا کے مدیراعلیٰ تھے۔

تصانیف

حضرت حاجی بہادرؒ کوھاٹی شریعت وطریقت کے مردمیدان ہونے کے ساتھ ساتھ ادیب اور مصنف بھی تھے۔ آپ کی بعض معروف تصانیف میں مفتاح الدقائق، تبیان الحقائق، بحر الفراست، مخزن الحقائق، معراج الولایت، جامع البحرین اور حضرت شیخ سعدیؒ کی

شہرۂ آفاق تصنیف گلستان و بوستان کی تشریح خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

سالانہ عرس:۔

ہر سال 6 رجب کو آپؒ کا عرس مبارک منایا جاتا رہا ہے۔ اب پچھلے چند سال سے ماہِ رجب شدید گرمی میں پڑ رہا ہے۔ جو کہ کئی مشکلات کا سبب بن رہا ہے، بالخصوص گھنٹوں کی لوڈ شیڈنگ۔ پُر شدت کی تپش جس میں زائرین اور مہمانان گرامی کا دور دراز سے آنا دشوار تر ہوتا جارہا ہے لہٰذا اس کو مدنظر رکھتے ہوئے تنظیم اولاد حضرت حاجی بہادرؒ اور عرس کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ 6 چھ رجب 1070ھ کے متبادل عیسوی دن کو عرس کی تقریبات منعقد کی جائیں۔ جو کہ 18 مارچ ہے۔

میاں کا خطاب

آپ کے فرزندوں کو حکومت مغلیہ (سلطان اورنگزیب عالمگیر) کی طرف سے سرکاری طور پر ''میاں'' کا خطاب دیا گیا۔ واضح رہے کہ افغانستان اور صوبہ سرحد میں فارسی اور پشتو زبان کے پس منظر کے حوالے سے بولا جانے والا لفظ ''میاں'' اردو اور پنجابی زبان کے ''میاں'' سے یکسر مختلف ہے حضرت حاجی بہادر صاحبؒ کی اپنی زبان فارسی تھی اور افغانستان میں یہی دو زبانیں اکثریت میں بولی جاتی تھیں۔۔۔۔

میاں فارسی کے لفظ ''میران'' کا مخفف ہے (حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانی کا لقب بھی ہے)۔ جس کے معنی رہنما پیشوا اور سیدوں کے اعزازی لقب کے ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ میاں کے معنی ہیں، مالک، آقا، سرکار اور حضور وغیرہ۔ سرکاری سطح پر یہ لقب مغل بادشاہوں کی طرف سے خصوصی طور پر سید خاندان کی کسی مخصوص بڑی شخصیت کے لئے استعمال

ہوتا تھا۔

شجرۂ نسب

الحاج حافظ سید عبداللہ شاہ بن سید شاہ محمد سطان بن سید میر سرور سلطان
بن سید سلطان میر اکبر بن سید سلطان میران شاہ بن سید محمد زبیر بن سید محمد بیہ
بن سید میر کمال بن سید میر جمال بن سید ابی فضل بن سید ابی افضل بن سید سراج
الدین بن سید بہاؤ الدین سید سلطان عبدالرحمان بن سید محمد عمران بن سید محمد
سلطان محمد حسین بن سید محمد سلطان محسن بن سید سلطان بُرہان بن سید سلطان
شعبان بن سید سلطان محمد زاہد بن سید سلطان امیر احمد (عامر احمد) بن سید
عبدالعزیز بن سید محمد ابراہیم بن سید حسن عسکری بن علی الہادی عسکری المعروف بن
نقی بن سید علی تقی بن سید علی موسیٰ رضا بن سید موسیٰ کاظم بن سید امام جعفر صادق بن
سید امام باقر بن سید امام زین لعابدین بن سید الشہداء امام حسین (علیہ السلام) بن
امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہ،

شجرۂ طریقت

حافظ سید عبداللہؒ کوھاٹی کا شجرہ طریقت عالیہ نقشبندیہ اس طرح ہے۔

حافظ سید عبداللہؒ (اکبر آبادی) کوہاٹی کے

مرشدِ اعلیٰ حضرت خواجہ شیخ احمدؒ سرہندی (مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ)

تھے۔ان کو خواجہ باقی باللہ سے ان کو خواجہ محمد املنگیؒ ۔۔محمد درویش محمد اودھیؒ ۔۔محمد زاہد پارساؒ ۔۔عبید اللہ احرارؒ ۔۔حضرت یعقوب چرخیؒ ۔۔علاؤ الدین عطارؒ ۔۔خواجہ سید بہاؤ الدین نقشبندؒ ۔۔امیر کلالؒ ۔۔خواجہ محمد سماسیؒ ۔۔حضرت بوعلی عزیزان رامیتیؒ ۔۔حضرت محمود فضنویؒ۔

حضرت عارف ریوگریؒ ۔۔عبدالخالق غجدائیؒ ۔۔ حضرت یوسف ہمدانیؒ ۔۔

حضرت بوعلی فارمدیؒ ۔۔حضرت ابوالقاسم گورگانیؒ ۔۔الحسن حرقانیؒ ۔۔ابو یزید بسطامیؒ ۔۔

امام جعفر و قاسمؒ ۔۔

یہ سلسلہ حضرت سلمان فارسیؒ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ہو کر حضور ﷺ تک پہنچتا ہے۔اہل طریقت کی مشہور کتاب روضۃ القیومیہ کے مطابق حضرت حاجی بہادرؒ (حافظ سید عبداللہ کوہاٹی) کا شمار حضرت شیخ آدم بنوریؒ کے معتبر یاروں میں ہوتا ہے۔

منظوم شجرہ

اے نقش بند عالم ، نقش مرا بند
نقش چناں بند کہ ...

کرکرم تو مجھ پہ اپنی کبریائی کے لئے
اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خیر الوری کے واسطے

یاالٰہی رحم فرما مصطفیٰؐ کے واسطے
یارسولؐ اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے

بخش دے سب کی خطائیں انبیاء کے واسطے
خواجگان نقشبندان با خدا کے واسطے

گو نہیں ہم لائق دربار۔ اے رب غفور
ان بزرگوں کا وسیلہ لائے ہیں تیرے حضور

مشکلیں حل کر صدیقؓ باصفا کے واسطے
کربلائیں دور سلیمانؓ باوفا کے واسطے

حضرت قاسمؒ کے صدقے جود کر مجھ کو عطا
علم حق دے صادقؒ صدق وصفا کے واسطے

تو عذاب قبر سے مجھ کو بچا رب کریم
بایزیدؒ ، بوالحسنؒ ، بوعلی اولیاء کے واسطے

بہر یوسفؒ، عبدالخالقؒ دے مجھے عشق نبیؐ
بخش دے میرے گنہ عارفؒ باللہ کے واسطے

دے نجات ظاہری و باطنی امراض سے
محمودؒ و علیؒ ، خواجہ محمدؒ اتقیاء کے واسطے

قرض سے مجھ کو چھڑا بہرا میر کلالؒ
دور کر دکھ میرے بہاؤالدینؒ بے ریا کے واسطے

دور کر بغض وحسد، کینہ ہمارے سینے سے
دل کی دنیا کر دے روشن علاؤالدینؒ پیشوا کے واسطے

کھا رہے ہیں ٹھوکریں ہم، ہر در اغیار پر
حب اہل بیت دے یعقوبؒ و عبیداللہ کے واسطے

مظلوم کی فریاد سن، بے گناہ کو کر رہا
محمد درویشؒ ، زاہد شاہؒ کے واسطے

عجز خالص کر عطا، دور کر دل سے غرور
خواجہ محمد املنگیؒ مقتدا کے واسطے

کر عطا برکت ہمیں باقیؒ باللہ کے واسطے
تار غم گلزار کر احمدؒ محبوب خدا کے واسطے

پنج تنؓ کے واسطے کر دعا میری قبول
کر عطا جنت مجھے سید بہادر عبداللہ کے واسطے

یاالٰہی سب دعائیں لطف سے مقبول ہوں
جب چلیں دنیا سے تیری یاد میں مشغول ہوں

دور ہم سب سے خدایا ، ہر خیال غیر ہو
تیری الفت اور رضا میں خاتمہ بالخیر ہو (آمین)

شجرۂ فقیر محمد ظفر منصور افغانی

فقیر محمد ظفر منصور افغانی کا روحانی شجرہ حسب ذیل ہے۔

حضرت اختر محمدؒ دلنشین مدظلہ۔ حضرت عبدالستارؒ پیر مہتاب۔ حضرت محمدؒ جان مرد راہ۔ حضرت مولانا محمد اسلمؒ۔ حضرت میر جہانؒ۔ حضرت مرزا محمدؒ جاولی۔ حضرت مولانا عثمانؒ صاحب۔ حضرت سید محمد متکیؒ۔ حضرت حبیب اللہ خانؒ باسہولی۔ حضرت آخند مصری جانؒ۔ حضرت شیخ عبدالکریمؒ۔ حضرت شیخ مامون شاہ منصورؒ معروف پیر خوش کلام۔ حضرت آخند نعیمؒ کاموی۔ حضرت شیخ محمد شاہؒ سماوی۔ حضرت شیخ عبداللہؒ جامی معروف حاجی بہادرؒ کوہاٹی۔ حضرت شیخ احمد معروف مجدد الف ثانیؒ۔ حضرت خواجہ باقی باللہؒ۔ حضرت خواجہ محمد مرشدؒ۔ حضرت خواجہ عبیداللہ شاہؒ احرار۔ حضرت مولانا یعقوبؒ چرخی مفسر قرآن۔ حضرت شیخ علاؤالدینؒ عطار۔ حضرت خواجہ بہاؤالدینؒ شاہ نقشبند۔ سے ہوتا ہوا امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیقؓ اور خاتم المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتا ہے۔

(باب سوم)

کرامات

کرامات

حضرت حاجی بہادرؒ کی کرامات بہت زیادہ ہیں۔ لیکن جیسا کہ آپ دیکھیں گے کہ آپ کرامات کے اظہار کو معرفت کی منزلِ آخر نہیں کہتے تھے، بلکہ خلفاء کو بھی ایسا ہی ارشاد فرمایا کرتے کہ وہ کرامات کے طالب نہ بنیں اور شریعت پر عمل کریں۔

مولانا مفتی محمد شفیع صاحب

''یہ براہ راست اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے۔ صرف اس کا ظہور پیغمبر یا ولی کے ہاتھوں پر ان کی عظمت ثابت کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ پیغمبر یا ولی کو اس کے وجود میں لانے کا کوئی اختیار نہیں ...... اللہ تعالیٰ کی مشیت و اذن کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا۔ بندے کو عقیدہ یہی رکھنا چاہئے کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی قدرت و مشیت سے ہو رہا ہے۔ اس کے ساتھ انبیاء اور اولیاء کی عظمت اور ضرورت کا بھی اعتراف ضروری ہے۔ اس کے بغیر رضائے الٰہی و اطاعتِ احکامِ خداوندی سے محروم رہے گا''۔

حضرت شاہ ولی اللہ

انفاس العارفین میں فرماتے ہیں کہ ''عارف کی توجہ اظہار خوارق (کرامات) کی طرف نہیں ہوتی، بلکہ وہ قدرتِ حق کی طرف اور اس کے حکم کی طرف دیکھتا ہے......''۔

شہزادہ داراشکوہ

سکینۃ الاولیاء میں فرماتے ہیں۔ ''بعض مشائخ سے کرامات کا ظہور ہوا۔ ان کے مریدوں نے کرامات و حالات کو قلمبند کرلیا، تو یہ اتنی بڑی فضیلت نہیں بلکہ بڑی کرامت کسی فقیر کا اصل میں فقیر ہو جانا ہے...... فقیر کو مقامات و کرامات سے کوئی نسبت نہیں فقیر ان باتوں سے

بلند ہوتا ہے اور کرامات فقیر کی تعریف کیلئے ہیں۔ فقیر کرامات کا محتاج نہیں ہوسکتا۔ کرامات یہ ہیں کہ لوگوں کو توحید کا عقیدہ سکھائیں۔ دل کو نورانیت دیں اور مردہ دلوں کو زندہ کر دیں۔ دلوں کے قفل کھولیں۔ بیماروں کو شفا دیں۔ تمام کرامتوں میں بڑی کرامت اور کشفوں میں بڑا کشف یہ ہے کہ مردہ دلوں کو زندگی دی جائے اور مشکل گرہوں کو کھولا جائے۔ غفلت میں رہنے والوں کو غفلت سے نکالا جائے اور جو لوگ گمراہی کی جانب چلے گئے ہیں ان کو گمراہی سے ہوشیار کر دیا جائے۔ پس دینِ اسلام کی اشاعت کرنا اور کافروں کو مسلم بنانا تمام کرامتوں سے بڑی کرامت ہے..... تصوفِ اسلامی کا مرکز یہی ہے"۔

کرامت اور معجزہ خالصتاً روحانی عوامل میں سے ہیں اور جب ان کو موجودہ سائنسی اور میکانیکی تناظر میں دیکھا جاتا ہے تو یقین کرنے میں تردّد ہوتا ہے مگر جب قرآنِ پاک، احادیثِ مبارکہ اور اسلامی تاریخ کا بنظرِ عمیق مطالعہ کیا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ کرامت یا معجزہ پر یقین نہ کیا جائے۔ بے شمار مثالوں اور واقعات کا حوالہ دیا جاسکتا ہے۔ دو ہی مثالیں دے کر آگے چلیں گے۔

خلیفۃ المسلمین حضرت عمر فاروق ؓ کا مسجد نبوی کے منبر سے سینکڑوں میل دور اپنے ایک جرنیل (حضرت ساریہ ؓ) کو مخاطب کر کے کہنا کہ "اے ساریہ ؓ پہاڑ کی طرف دیکھ"۔ اور یہ آواز حضرت ساریہ ؓ سنتے ہیں اور اپنی حکمت عملی اسی کے مطابق تبدیل کر کے فتح حاصل کرتے ہیں۔ مزے کی بات یہ ہے، خلیفۂ وقت کی آواز صرف وہی جرنیل ہی سنتا ہے۔ سینکڑوں میل کی اس مسافت میں دوسرا کوئی بشر سن نہیں پاتا۔ کونسی طاقت تھی کون سا ایسا آلہ تھا جس کی مدد سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ تک پہنچی؟

حضرت سلمان علیہ السلام کے دربار میں بیٹھنے والا ایک ولی کامل آصف بن برخیاؒ جب سینکڑوں

میل دوری سے 80 گز لمبے اور 40 گز چوڑے، ملکہ سبا کے تخت کو ملکہ سمیت آنکھ جھپکنے میں حضرت سلمان علیہ السلام کے دربار میں حاضر کر دیتا ہے۔ تو یہ کونسی طاقت تھی کیا آج کی سائنس اس کو تسلیم کر سکتی ہے؟

روحانی انوار و اسرار اور عطائے خطاب بہادری

مناسکِ حج ادا کرنے کے بعد مدینہ منورہ میں حاضری دی، روضۂ اطہر میں داخل ہوئے۔ دَرودُ و سلام پیش کر رہے تھے کہ اندر سے آواز آئی "عبداللہ! اندر آؤ" روضہ مُبارک سے تین بار یہ آواز سُنی گئی۔ اس مجمع میں عبداللہ نام کے چھ نفر تھے۔ ایک عبداللہ لاہوری، دوسرا عبداللہ کاشغری، تیسرا عبداللہ سلطان پوری، چوتھا خویشگی قصوری، پانچواں عبداللہ فرخ آبادی (بنگش) اور چھٹا سید عبداللہ اکبر آبادی (کوہاٹی) ہر عبداللہ نے یہ حسین ندا سُنی اور ہر ایک نے اپنے تئیں یہی تصور کیا کہ آقائے دو جہاں سرورِ عالم حضور ﷺ نے اُسے طلب فرمایا ہے۔ پہلے پانچوں عبداللہ باری باری روضۂ مبارک کے دروازے تک پہنچے تو وہ جوں کا توں بند رہا۔ لوٹ آئے۔ اَب عبداللہ اکبر آبادی (کوہاٹی) کی باری آئی۔ دروازے کی طرف بڑھے۔ دروازہ خود بخود کھل گیا۔ آواز آئی "مَرحبا یا ولدی" پھر آواز آئی۔

"مَرحبا محبوب ربی ۔اِنکَ رَیحان مِن ریاض العرب و رِیحك تَنتَشرُفی دیارِ العرب و العجم" پھر ایک آواز آئی "تعالَ یاْ حَبیبی اِلیٰ مَر قدی" "اے میرے حبیب، اے محبوبِ ربّ! تم عرب کے باغ کا ریحان ہو۔ تمہاری خوشبو عرب وعجم میں پھیلے گی۔ میرے مرقد کی طرف آؤ...... اور پھر کہا" جو تمہارا جی چاہے مانگو۔ آج تم سوال کرو گے اور جو مانگو گے ملے گا۔"

حضرت حاجی بہادرؒ نے کہا ’’اے سردارِ دو جہاں! اے جلوہ نمائے زمین و ...

اے زیارت گاہِ ملائک و کرّ و بیان! اور تکیہ گاہِ جن و انسان! صلی اللہ علیك و سلم و علی

اٰلِكَ و اَصحابِكَ اَجمَعِینَ۔ میرا مقصود تو آپ ہیں۔ ہر دو جہاں میں میری مراد آپ ...

جب آپ کو پالیا دونوں جہان میرے تصرف میں آگئے۔ جب آپ کو پالیا خداوند دو جہاں ...

پالیا سب کچھ میرا ہوگیا۔ بس اس سے زیادہ مقصود و مدعا کیا ہوگا۔ اَلحمدُ اللہ کہ آپ کی درگاہ ...

مقبول ہوا۔ اگر یہ بے انتہا عنایات، الطاف و شفقت اس فقیرِ پُر تقصیر پر نہ ہوتیں تو آپ تک نہ

پہنچتا۔ اپنے کُل عیوب و ذنوب کے باوجود مقبول درگاہِ عالیہ ہوا اور کیا چاہئے۔‘‘

پھر آواز آئی ’’اپنی زبان سے ایسے جواہر بکھیر رہے ہو کہ میری محبت اور بڑھتی جا رہی ہے۔‘‘

حضرت حاجی بہادرؒ نے عرض کیا ’’میرا مقصود تو آپ ہی ہیں۔ ہفت اقلیم و ہفت

آسمان بھی مل جائیں تو قبول نہ کروں۔‘‘

روضۂ مبارک سے پنجہ مبارک کا ظہور ہوا۔ ساری فضا میں نور پھیل گیا۔

پھر آواز آئی ’’اے ریحان ریاض العرب و العجم لو۔ علم ظاہری اور علم باطنی ...

چھوٹی انگلی چوسو کہ اِس سے تمہارے قلب کی صفائی ہو جائیگی۔ ہر قسم کا زنگ دور ہو جائیگا ...

اسرار کا دودھ نوشِ جان کرو۔‘‘

جب آپ نے یہ حکم سُنا۔ تعمیل پر کمر بستہ ہوئے آگے بڑھے۔ پھر پنجہ مبارک ...

دے کر اپنی آنکھوں پر ملا۔ جونہی انگلی چوسنا شروع کی انوار و اسرار کا دودھ اُبلنا شروع ...

چوستے رہے جیسے کئی دن کا پیاسا چوستا ہے یہاں تک کہ دودھ باہر نکلنے لگا۔ پھر خطاب ...

’’اے میدانِ معرفت کے بہادر! علم ظاہری اور باطنی سے تو تم اتنے بھر گئے ہو کہ بس اب گنجائش نہیں۔ تمہارے وجود سے اتنا علم ظاہری اور باطنی ظاہر ہوگا کہ مذاکرہ و مناظرہ کے میدان میں تم سے کوئی بھی بازی نہ لے جا سکے گا۔ زمانے کے تمام علماء تمہارے سامنے عاجزی کا اظہار کریں گے۔ تمہارے باطنی علم سے میرے اُمتی مستفیض ہوں گے اور جو بھی تمہارے مسلک پر چلے گا قیامت کے دن میں اُن کا ضامن ہوں گا اور اللہ تعالیٰ جل شانہٗ سے درخواست کر کے انہیں بہشت میں پہنچاؤں گا۔ اَب تمہیں اجازت ہے۔‘‘

مدینہ کے تمام لوگ ان کی اس توقیر اور شان سے حیران تھے۔ بچے بچے کی زبان پر اس واقعہ کا چرچا تھا اور پھر تمام عربستان میں اس کا ذکر پھیل گیا۔

صاحبزادہ محمد محسن (فرزند شیخ آدم بنورؒ) کا زندہ کرنا

روضۂ مبارک پر حاضری دینے کے (یعنی روضۂ مبارک پر آپ کیلئے بہادرؒ کا خطاب اور اُس واقعہ کے سترہ روز) بعد جمعرات کے دن نمازِ فجر کے وقت حضرت بنُورؒ صاحب کے گھر سے آہ و فغاں کی آوازیں آنے لگیں۔ معلوم ہُوا کہ صاحبزادہ محمد محسن وفات پا گئے ہیں۔ بنُور صاحب اس وقت نمازِ فجر کے بعد تعلیم و تدریس میں مصروف تھے یہ مسجد آپ کے گھر سے ملحق تھی مسجد کا نام مسجدِ فیض تھا۔ جب بنُورؒ صاحب نے یہ خبر سُنی فرمایا ’’جیسے اللہ کی مرضی۔ وہی مالک ہے۔ ہم مملوک ہیں۔ یہاں دم مارنے کا یارا کس کو۔ یہ رُوح تو جسموں میں ودیعت تھی، جب چاہے لے لے۔ ہم اللہ کی مرضی پر راضی ہیں۔ کچھ لوگ قبر تیار کریں۔‘‘

پھر گھر گئے۔ بی بی صاحبہ کو تسلی دی کہ جیسے اللہ کی مرضی۔ اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہے اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو۔ سوائے صبر کے کوئی چارہ نہیں۔ بی بی صاحبہ نے کہا ’’مجھے قسم ہے

پروردگار کی جو سارے عالم کا خُدا ہے۔ مجھے اِس فرزند کے بغیر کچھ نہیں چاہئے۔ وہ قادر و توانا ہے۔ اس کی قدرت سے بعید نہیں کہ وہ اس مردہ جسم میں پھر رُوح ڈال دے۔ میں تو خُداوند جہاں سے یہی بیٹا مانگتی ہوں۔''

حضرت بنُّور نے جواب میں کہا'' بے شک اس کی قدرت سے کچھ بھی بعید نہیں۔ وہی مُردوں میں جان ڈال سکتا ہے، لیکن کچھ کام وہ ایسے نہیں کرتا وہ تو پیغمبروں کے معجزات اور اَولیاء اللہ کی کرامات سے ہی مُردے زندہ ہوا کرتے ہیں۔''

آپ جتنی نصیحتیں بی بی صاحبہ کو کرتے۔ انہیں یہ موافق نہ آتیں۔ گھر سے باہر جا کر قبر کے سرہانے بیٹھ گئے...... قبر تیار ہو چکی تھی۔ اپنے دو خلیفوں اور مدینہ کے دو اشخاص عبدالرحمان اور حبیب اللہ کو جو آپ کے معتقد تھے بھیجا۔ محمد امین بدخشانی کو کہا کہ وہی جا کر بچے کو غسل دے اور تکفین کر دے۔ محمد امین بدخشانی گھر گیا اور پردہ کرنے کا کہا کہ بچے کو غسل دیا جائے۔ بی بی صاحبہ نے کہا'' قسم خُدائے پاک کی اس بچے کو دفن نہ کرنے دونگی۔ اسے میں اللہ تعالیٰ سے زندہ مانگتی ہوں۔ زندہ نہ ہوا تو سینے سے الگ نہ کرونگی۔''

محمد امین نے عبدالرحمان کو کہا کہ وہ حضرت صاحب کو جا کر بی بی کے الفاظ سُنا دے ...... جب آپ نے یہ سُنا۔ جبین مُبارک پر تاریکیاں چھا گئیں۔ فرمایا'' کوئی ہے جو جا کر بی بی صاحبہ کو نصیحت کرے کہ پرائے ملک میں ایسا کام کرنا مناسب نہیں''۔

بی بی صاحبہ کو یہ پیغام ملا لیکن وہ نہ مانیں۔ حضرت بنُّور صاحب حضرت حاجی بہادُر کی طرف متوجہ ہوئے کہا'' بہادُر تم خود جاؤ کہ ہمارے اہلِ خانہ کا تو آپ سے پردہ بھی نہیں۔ خود سمجھاؤ۔ میری طرف سے بھی کہو کہ وہ ناراض ہو رہے ہیں ان کا یہ فعل نادانوں جیسا ہے۔ جنازہ

لے آؤ کہ دفن کریں......۔''

حضرت حاجی بہادُر گھر آئے۔ بڑے اَدب واحترام سے سر جھکائے بی بی صاحبہ کو جو نصیحتیں کر سکتے تھے پیش کیں لیکن بے سود۔ بی بی صاحبہ نے بالآخر یہاں تک کہہ دیا'' اے عبداللہ از برائے خُدا۔ میرے حالِ زار پر نظر کرو اور دُعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس بچے کو زندہ کر دے۔''

حضرت حاجی بہادُر نے کہا'' اس کی قدرت سے کچھ بعید نہیں۔''

بی بی جلدی بولیں'' اے عبداللہ! بس تم اللہ تعالیٰ سے دُعا کرو کہ وہ اس بچے کو زندہ کر دے۔''

جب آپ نے یہ باتیں سن لیں پھر ایک جگہ جا کر خلوت میں بیٹھ گئے۔ مناجات کے لئے ہاتھ اُٹھائے......

قادرا قدرت تو داری ہر چہ خواہی آں کنی
مُردہ را تو جان بہ بخشی زندہ را بے جاں کنی
نے بعید است ایں سخن از قدرتت اے کردگار
گر تو ایں بے جان را ہم زندہ با جاں کنی

اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرنے کے بعد دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے کہ وہ اس بچہ کو زندگی بخش دے۔ تین بار یہی الفاظ دہرائے کہ ایک ہاتف نے گویا کہا'' جاؤ۔ اس کے سرہانے بیٹھ کر تین بار یَاحَیُّ کا ورد کرو اور اس کے ماتھے پر پھونک مارو اور کہو'' قُم بِاِذنِ اللہ'' آپ خلوت سے باہر آئے۔ اندر گئے۔ بی بی صاحبہ مسلسل روئے جا رہی تھیں۔ حضرت حاجی بہادُر نے سوائے بی بی

صاحبہ کے سب کو ایک طرف ہو جانے کو کہا اور ہدایت کے مطابق یا حی کا ورد [illegible] کے درمیان پھونک ماری اور قُم باذن اللہ کہا۔ جونہی یہ الفاظ آپ کی زبان سے نکلے [illegible] صاحب نے آنکھیں کھول دیں۔ والدہ صاحبہ کی طرف دیکھا۔ پہلی مبارک فاضل بی بی [illegible] پھر ایک دم حضرت بنّور کو یہ خوشخبری پہنچائی کہ حضرت سید عبداللہ حاجی بہادر کی دعا سے بینا [illegible] ہو گیا ہے مدینہ منورہ میں یہ خبر عام ہو گئی اُدھر بنور صاحب خود اپنے تمام خلفا [illegible] بہادر کے استقبال کے لئے اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے۔

مخدوم خدا بین

احوال و مکاشفات کی بناء پر آپ مختلف منازل سے گزر رہے تھے آپ نے مقامات سلوک کی ایک منزل سے گزرتے ہوئے فرمایا۔

'' من خدا را بہ چشم سَر ے بینم '' (میں خدا کو سر کی ان آنکھوں سے دیکھتا ہوں)

آپ کے اس دعویٰ کا چرچا عام ہوا۔ یہاں تک کہ اس کی شہرت ہندوستان سے [illegible] خراسان تک پہنچی۔ قلمی کتاب میں ہے کہ لوگ آپ کو اس دعویٰ کی بنیاد پر ''مخدوم خدا [illegible] کہنے لگے۔ اس دعویٰ اور کرامت کی مختصر تفصیل ایوب صابر مرحوم کے مقالہ ''خدا بینی کا مظاہرہ'' میں ملاحظہ فرمائیں۔

گگرہ دیوانہ خوست والا:۔

گگرہ خوست (افغانستان) کا باشندہ تھا اور حضرت حاجی بہادر کا م[illegible] کے میدان کا شاہسوار، بحرِ معرفت کا غواص، اور دریائے سلوک کا تابدار دیوانہ [illegible] حضرت حاجی بہادر کی وفات کے بعد مشہور ہوا۔ وہ ایک طویل القامت، سفید ریش [illegible]

شخص تھا اس کا بیان ہے:۔

آپ (حضرت حاجی بہادر) ایک بار خوست میں آئے تو خوست، منگل اور جدران قبائل ہجوم در ہجوم آپ سے بیعت ہو گئے۔ ابھی آپ وہاں موجود ہی تھے کہ خوست کے لوگ ایک جگہ ایک ندی کھودنے لگے۔ اس ندی کی راہ میں ایک سخت چٹان آ گئی جس کا طول تقریباً دو سو گز تھا۔ لوگ اس کو کھودنے اور کاٹنے سے تنگ آ گئے۔ سب نے بالاتفاق مشورہ کیا کہ ''حضرت صاحب خدا بین'' کے پاس دُعا کیلئے چلتے ہیں۔ وہ آئے اپنی مشکل بیان کی۔ دُعا کے طالب ہوئے۔ طے پایا کہ اگلے دن موقع پر چلیں گے۔ اگلے دن لوگ گائیں، بھیڑیں اور دوسرے جانور لے کر وہاں پہنچے آپ نے اپنا لعاب دہن انگلی پر لگا کر اس چٹان پر ایک جگہ نشان کیا اور چٹان کاٹنے کا حکم دیا۔ تعمیل کی گئی۔ تمام چٹان ہلکی سی ضرب سے ریزہ ریزہ ہوتی رہی۔ میں نے سو روپے میں ایک گھوڑا خریدا تھا اسی وقت یہ کرامت دیکھ کر آپ کو پیش کر دیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی لوگ جو جانور ساتھ لائے تھے اسی جگہ ذبح کئے۔

ہر علاقہ کے بزرگ اور سفید ریش لوگ جمع ہوئے اور باہمی مشورہ کر کے اچھی اور قابلِ کاشت زمین حضرت خدا بین کی نذر کی اور سالانہ بھی بہت کچھ دینے کا وعدہ کیا۔ اس ندی کا نام ''توکک'' رکھا گیا۔ افغانی زبان میں ''توکک'' لُعابِ دہن کو کہتے ہیں۔ مجھے ہی اس زمین کا متولی مقرر کیا گیا۔ آپ چھ بار ہمارے علاقے میں تشریف لائے تھے۔ میں آٹھ سال تک آپ کی خدمت کر کے آپ سے تعلیم حاصل کرتا رہا۔''

آپ کے پانچویں بیٹے محمد عثمان کی اولاد خوست میں پھلی پھولی۔ اَب بھی وہاں ''پیر صاحب'' کے خطاب سے پکارے جاتے ہیں۔

جوگی بابا

موسمِ گرما میں نمازِ چاشت ادا کرنے کے بعد حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹ میں دوپہر کا وقت چشموں کے کنارے گزارتے۔ تقریباً پچاس ساٹھ افراد آپ کے ساتھ ہوتے۔ دوپہر کا کھانا وہیں کھاتے۔ ان میں محمد عارف، اخوند سعید، حاجی سلیمان اُرمڑی، شاہ مراد دہلوی، حافظ ربانی، حافظ نعمت اللہ لاہوری، شاہ ولی اللہ ننگرہاری، خواجہ زادہ اولادِ حضرت ابُوبکر صدیقؓ آپ کے بالکل قریب بیٹھتے۔ شاہ دلاور جی والے، شیخ حبیب مندوری، محمد صادق قندہاری، جنگی خان ملک میری بھی خدمت کے لئے موجود ہوتے۔ کھانا کھانے کے بعد قیلولہ بھی وہیں کرتے۔

ایک دن کھانے سے فارغ ہونے کے بعد آپ تکیہ لگائے بیٹھے تھے کہ اچانک آپ نے اپنا دایاں ہاتھ لمبا کر کے اپنا جوتا اُٹھایا اور آسمان کی طرف اُچھال دیا۔ جوتا دیکھتے ہی دیکھتے ہماری نظروں سے اوجھل ہوگیا۔ لیکن جلد ہی ہم نے دیکھا کہ یہی جوتا ایک شخص کے سر پر پڑ رہا ہے وہ شخص نیچے آرہا ہے۔ نیچے پہنچ کر حضرت صاحب کے سامنے کھڑا ہوگیا۔

آپ نے دریافت کیا ''کون ہو؟ کس دین سے تعلق ہے؟ اور کہاں جارہے ہو؟''

جواب دیا ''جوگی ہوں۔ ہندو مذہب سے تعلق رکھتا ہوں۔ اپنے گرو (مُرشد) کو دیکھنے جارہاہوں۔''

''تمہارا گُرو کہاں رہتا ہے؟''

جواب دیا ''کابل (افغانستان) میں''

حضرت حاجی بہادرؒ نے کہا ''تم نے اور فقیر نہیں دیکھے کہ مُسلمان فقیروں کے سر پر سے اُڑے جارہے ہو۔ آؤ کہ تمہیں دینِ محمدی سے مشرف کروں۔ یہ کیا ترقی اور کمال ہے جو تم نے

ہندو دین پر رہ کر حاصل کیا ہے۔ اتنی ترقی اور کمال تو ہماری جُوتی کو بھی حاصل ہے۔'' آپ نے پوچھا ''تم نے یہ کمال کتنی مدت تک ریاضت کر کے حاصل کیا ہے؟''

جواب ملا ''بارہ سال کی سخت محنت کے بعد۔''

حضرت صاحب نے فرمایا ''ہماری اس جوتی نے تو کوئی ریاضت نہیں کی اور تم سے زیادہ اُونچا اُڑ کر تجھے نیچے لے آئی ...... ہمارا دین قبول کرتے ہو تو ٹھیک ہے ورنہ آئندہ اس علاقہ سے اس طرح اُڑ کر نہیں جاؤ گے۔ جب تم دریا تک پہنچ جاؤ۔ پیادہ ہو کر پیواڑ سے کابل جاؤ گے۔ اور واپسی بھی اسی طرح کرو گے (دریا سے مراد، دریائے کابل ہے) جوگی نے کہا ''حضور! میں تو آپ کے گلرنگ چہرہ کا عاشق ہوگیا ہوں۔ آپ سے اب جدائی گوارا نہیں چاہے جان چلی جائے۔ جب تک زندہ رہوں گا، آپ کی خدمت ہی کرتا رہوں گا۔ آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ پھر حضرت صاحب نے تین بار کلمہ پڑھا۔ جوگی بھی کلمہ پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہوگیا اور اپنے قول کا سچا ثابت ہوا۔ مرتے دم تک آپ کے ساتھ رہا۔ خود حضرت صاحب نے ہی اس کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ اس کی قبر حضرت صاحب کی خلوت گاہ کے ساتھ ہی ہے۔ مولانا نور محمد مدقق لاہوریؒ کی قبر کے ساتھ یہ قبریں کوہاٹ میں قلعہ کے جنوب میں ہیں۔

شیخ کمال خٹک منجی خیل

شیخ کمال منجی خیل کا بیان ہے! ایک دن ہم یعنی حضرت حاجی بہادرؒ صاحب اپنے بہت زیادہ مُریدوں اور ساتھیوں سمیت خوست سے واپس آرہے تھے کہ آپ دو فریقوں کے درمیان صلح کرانے کے لئے درسمند تشریف لے گئے۔ ہمیں ہدایت کی کہ آہستہ آہستہ چلتے جائیں۔ وہ بعد میں ہمارے پیچھے آکر ہم سے آن ملیں گے۔ ابھی ہم دو ہی کوس گئے ہوں گے کہ

پیر حبیب دردِ شکم میں مبتلا ہوگیا۔ وہ درد سے لوٹ پوٹ ہو رہا تھا۔ ہم تمام پریشان [illegible] یا اللہ یہ کیا ہوگیا۔ ہم "مخدوم خدا امین" کو کیا جواب دیں گے۔ یہ آدمی تو ہم سے [illegible] رُک گئے۔ تھوڑی دیر بعد دیکھا کہ حضرت حاجی بہادرؒ صاحب آ رہے ہیں قریب پہنچے [illegible] کو پریشان دیکھا۔ ہم نے پیر حبیب کا حال بتایا آپ گھوڑے سے اُترے۔ بسم اللہ [illegible] دایاں ہاتھ مریض کے پیٹ پر پھیرا وہ الحمدُ للہ کہہ کر اُٹھ کھڑا ہوا گویا کبھی بیمار ہی نہ تھا۔

پھر ہم متخوزہ (محمد خوجہ) کو آئے۔ حضرت حاجی بہادرؒ صاحب نے تین دن [illegible] یہاں قیام کیا۔ مسجد میں وعظ و نصیحت اور قال اللہ و قال الرسول کی باتیں ہوئیں۔ [illegible] تعداد میں آکر دست و قدم بوسی کرتے اور دُعائیں کرواتے۔

ایک دن آپ نے پوچھا اس علاقہ میں کوئی چشمہ ہے؟ بتایا گیا کہ دامن [illegible] چشمہ جاری ہے وہاں گئے۔ سب لوگ اس کے پانی سے وضو کرنے لگے۔ لیکن آپ [illegible] بہانے وہاں سے ذرا دور چلے گئے۔ نیک محمد درویش کو کہا کہ وہ کہیں سے ایک کوزہ پانی [illegible] لائے تا کہ وضو کیا جائے۔ نیک محمد درویش گاؤں کی طرف گیا کوزہ بھر لایا۔ وہاں [illegible] گئی تو کسی نے پوچھ ہی لیا، حضور! آپ نے اس پانی سے وضو نہیں کیا۔ آپ نے [illegible] ایک بھید ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے باخبر کر دیا۔ آؤ تمہیں اس جگہ لے جاؤں [illegible] چشمہ نکل رہا ہے، وہاں پہنچے۔ آپ نے فرمایا "یہ کیا ہے" کئی آدمیوں نے جواب [illegible] آپ نے اس پانی میں ہاتھ ڈال کر باہر نکالا تو تمام پنجہ خون آلود ہوگیا۔ آپ کی انگلیوں سے خون ٹپک رہا تھا۔ لوگوں نے پوچھا تو حضور پھر ہمارا وضو ہماری نماز؟ آپ نے جواب [illegible] نماز درست ہے۔ شرع ظاہر کو دیکھتی ہے لیکن جو واقف ہیں۔ ان کو اس سے وضو کرنا [illegible]

نہیں۔ اہلِ قریہ نے کہا حضور دُعا کریں اس کا پانی زیادہ ہو جائے۔ آپ نے کہا، نادانو! جتنا اس چشمہ کا پانی زیادہ ہوگا، تم لوگوں میں قتل و غارت زیادہ ہوگی۔ اہلِ قریہ نہ مانے دُعا کی درخواست کی گئی۔ آپ نے دُعا کی پانی زیادہ ہوگیا، لیکن خون کا سیلاب نظر آنے لگا۔ لوگ پریشان بھی ہوگئے اور پشیمان بھی۔ آپ کی دُعا سے پھر پانی اصلی حالت پر آ گیا۔

نیک محمد درویش خیل بارک

ایک صالح بزرگ تھا۔ کم گو ہر لحہ ذکر و فکر میں مصروف اور ہمیشہ علماء و صلحاء کی مجلس میں رہ کر اُن کی خدمت کرنا اس کا شعار تھا۔ تین بار ہندوستان بھی کسی مرشد کی تلاش میں گیا۔ اس کا بیان ہے، جب میں پہلے دن آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؒ نے مجھ سے میرا نام پوچھا میں نے کہا "نیکے" آپ نے فرمایا یہ لفظ تو اسمِ تصغیر ہے تمہارا نام تو نیک محمد ہے۔ پھر میرا اتہ پتہ پوچھا۔ میں نے بتا دیا تو فرمایا "نیک محمد! مجھے تین سال قبل بتا دیا گیا تھا کہ تم میرے پاس آؤ گے اور مجھ سے اپنا حصہ پاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے میں اس امانت کو ادا کرونگا۔ اور حقدار کو حق پہنچادوں گا۔ مجھے ہر لحہ یہ فکر دامن گیر رہتی کہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔ کیا معلوم کب بُلاوا آجائے اور رُوح اپنے اصل کی طرف لوٹ جائے۔ اَب جا کر آرام کرو انشاء اللہ کل صبح ملاقات ہوگی۔"

کچھ عرصہ پہلے ایک رات میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ مجھے حضرت حاجی بہادرؒ کی شکل و صورت کا ایک شخص کہہ رہا ہے تو انگور طلب کر رہا ہے اور نہیں جانتا کہ انگور کا پھلوں سے بھرا ہوا درخت تمہارے گھر کے پیچھے کھڑا ہے۔ اسی میں سے ایک خوشہ کھالو تو تمہیں شفا مل جائیگی۔ بیدار ہوا۔ چند ہی دن کے بعد ایک نیک شخص بنوں سے آکر میرا مہمان ہوا۔ اس

کا نام برہان الدین تھا۔ میں نے اپنا خواب اُسے بیان کیا۔ اُس نے کہا انگور سے مراد
اور خُدا یاد شخص ہے۔ تجھے اس سے کچھ حصہ ملے گا۔ شفا سے مطلب باطنی استفادہ ہے
جہاں تک گھر کی پُشت کا تعلق ہے، تو تمہارے گھر کی پشت پر شمال واقع ہے۔ بس اسی طرح
فائدہ ہوگا۔ میں اس تعبیر پر حیران بھی تھا اور مطمئن بھی۔ اور اسی فکر میں تھا کہ ایک شخص میرے
ہاں آیا اور حضرت حاجی بہادرؒ کے ظاہری اور باطنی علم کے متعلق مجھے بہت کچھ بتایا اور
اورنگ زیب عالمگیر علیہ الرحمت کے علماء کے ساتھ جو مذاکرہ اور مناظرہ ہوا تھا اور جس میں
اُن سے بازی لے گئے تھے کا ذکر کیا...... چنانچہ میرا اشوق اور بڑھا اور مجھے میرے خواب کی تعبیر
مل گئی......اور اس طرح اپنا حصہ پایا۔

ملا اخوند بنوں

اپنے معمول کے مطابق ایک دن آپ موسمِ گرما میں چشموں کے کنارے درختوں
کے ایک جھنڈ کے نیچے بعد از نمازِ ظہر تشریف رکھتے تھے کہ مُلا اخوند ساکن بنوں آئے اور آپ
کی مجلس میں شریک ہوگئے۔ مُلا صاحب اپنے وقت کے علماء وفضلاء میں ایک برگزیدہ ہستی تھے
اور تصوف میں بھی حصہ پایا تھا۔ محدث بھی تھے۔ سال میں دو (۲) مرتبہ آکر حضرت کی صحبت
سے فیض حاصل کرتے، کہنے لگے ''حضرت! ایک سوال ہے؟'' حضرت حاجی بہادرؒ نے فرمایا
''پوچھئے''۔ مُلا صاحب گویا ہوئے۔ ''بزرگانِ سلف رحمہم اللہ نے تحریر فرمایا ہے، کہ اہل حق و
صاحب کمال لوگوں کے دل دنیا کی محبت اور تعلقات سے بے نیاز ہوکر محض اللہ کی طرف متوجہ
ہوجاتے ہیں اور ان کا دل اس مردار (دنیا) سے ہرگز نہیں لگتا۔ لیکن میں نے بارہا دیکھا اور
مشاہدہ کیا ہے کہ اگر کوئی شخص حاجت طلبی کے وقت آپ کی خدمت میں کوئی چیز بطور نیاز، نقدی

وغیرہ کی شکل میں لے آتا ہے تو آپ اسے بہ رضا ورغبت اور خوشی سے قبول کر لیتے ہیں اور اس
کے لئے دعا بھی فرماتے ہیں اور کسی چیز کو رد نہیں کرتے۔ اس کا کیا سبب ہے؟ بیان فرمایئے
تاکہ میرے دل سے یہ وسوسہ جاتا رہے''۔

آپؒ نے فرمایا'' آپ ذرا اُٹھیں اور مٹھی بھر گھاس جو گھوڑے کے آخور میں پڑی ہے
لے آئیں''۔ اخوند صاحب فوراً اُٹھے۔ مٹھی بھر گھاس لا کر آپ کے سامنے رکھ دی۔ آپ نے
بلند آواز سے بسم اللہ پڑھا اور گھاس پر پھونک ماری۔ گھاس کے تنکے سونے کے باریک چمکدار
تار بن گئے۔ ایسے تار جنہیں سنار باریک سوراخوں سے تیار کرتا ہے۔ اخوند صاحب اور تمام اہلِ
مجلس حیران اور ششدر ہوگئے۔

آپؒ نے فرمایا۔ ''اخوند صاحب! یہ فقیر دولتِ دنیا سے غنی ہے۔ اللہ کے فضل وکرم
سے اس فقیر کے لئے پتھر ہوں یا ڈھیلے، سونے اور چاندی میں تبدیل ہو سکتے ہیں۔ یہ چیزیں تو
لانے والے کی خوشنودی کی خاطر قبول کیا کرتا ہوں۔ اس سے طالب دُعا لوگ اور مطمئن ہو
جاتے ہیں۔ یہ مال ان لوگوں کو بہت عزیز ہوتا ہے وہ اپنی عزیز ترین چیز کو اپنے سے جدا کر کے
ہمیں دیتے ہیں، تو ان کا یہ اخلاص اور محبت ہے۔ اگر انکار کروں، تو وہ رنجیدہ خاطر ہو جائیں
گے۔ حدیث شریف میں ہے،'' لَا رَدَّ وَلَا کَدَّ ''اس لئے ان کی پذیرائی کرتا ہوں۔ میں ان
چیزوں کا محتاج نہیں۔ اللہ تعالیٰ غنی ہے اور وہ اپنی مخلوق کو غنی کرنے کی طاقت رکھتا ہے اور وہ
رازق ہے''۔ اور اس طرح اخوند صاحب مطمئن ہوگئے۔

حاجیان پشاور (امین بدخشی)

حضرت محمد امین بدخشی نے جو حضرت پیر بنور صاحب کے خلفاء میں سے تھے۔
مندرجہ ذیل مضمون پر مشتمل ایک خط مدینہ منورہ سے اپنے ایک دوست کو جو ہندوستان میں تھا

پشاور کے افغانوں میں سے دو (۲) شخص یہاں مدینہ منورہ میں میرے پاس آئے ... کرنے کے لئے آئے تھے۔ انہوں نے اپنا واقعہ یوں بیان کیا۔ ''ہم حج پر جانے ... پشاور سے کوہاٹ آئے تا کہ ''مخدوم خدا بین حضرت حاجی بہادرؒ'' کی خدمت میں ... کران سے فیض بھی حاصل کریں اور اپنے لئے دعا بھی کرائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ... شریفین سے نوازے اور ہم خیر و عافیت سے واپس اپنے وطن بھی آ جائیں۔ آپ نے ... دعائیں دیں اور فرمایا کہ تسلی اور اطمینان سے جائیں اور آپ دونوں بھی ... میں پہنچائیں۔ (یہ تقریباً چار سو سال قبل کا سفرِ حج جو ہر لحاظ سے کٹھن تھا) حضرت ... سے دعائیں لینے کے بعد ہم نے حجاز کا رُخ کیا۔ خشکی اور سمندر کی راہیں طے کرتے ... سرزمین عرب پہنچے۔ اس تمام راستہ میں ہمارا کوئی راہنما نہ تھا۔ ایک مقام پر پہنچ ... کرنے کے لئے ایک جگہ حاصل کی۔ دوسرے دن پھر سفر کا آغاز کیا۔ ہمارے پاس ... طور پر بھی کچھ نہ ہونے کے برابر تھا توقع تھی کہ کسی بستی میں پہنچ جائیں گے تو ... جائیگا۔ لیکن تقدیر دیکھیں کہ ہم غلط راستے پر جا نکلے۔ ہمارا رُخ صحرا کی جانب ہو گیا ... دن رات چلتے گئے آبادی کا کوئی نام و نشان تک نظر نہ آیا ہم نے سمجھ لیا کہ ہماری ہلاکت ... گئی ہے۔ زندگی کی اُمید جاتی رہی۔ گریہ وزاری شروع کر دی۔ اللہ تعالیٰ سے ... دعائیں مانگنے لگے۔ حیران و پریشان، بھوک پیاس سے برا حال، نقاہت لمحہ بہ لمحہ بڑھتی ... تھی۔ ہم نے ایک دوسرے سے کہا۔ ''یہ عجیب بات ہے کہ تمام دنیا اعتقاد رکھتی ہے ... کہتے ہیں کہ حاجی عبداللہ کوہاٹی محبوبِ سبحانی اور غوثِ زماں ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں ... غیب میں بھی پہنچتا ہے۔ ہم نے رخصت ہوتے وقت اُن سے دعائیں بھی حاصل کی تھیں ... اب تو ہم ہلاکت میں پڑ گئے ہیں۔ آپ کی دعا ہمارے حق میں قبول نہ ہوئی۔'' ہم ابھی یہی

باتیں کر رہے تھے کہ صحرا کی جانب سے درختوں اور وادی میں سے محبوبِ سبحانی غوثِ صمدانی حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی نہایت خوبصورت شکل میں لباسِ فاخرہ پہنے ہوئے مسکراتے ہوئے ہمارے قریب آئے اور فرمایا۔ ''ارے نادانو! پیغمبرِ خدا رسولِ مقبول محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا ہے، ''اطلب الرفيق ثم الطريق'' (سفر کرنے سے پہلے ساتھی تلاش کرو) تم لوگ جان بوجھ کر بغیر ساتھی اور راہنما کے یہ سفر اختیار کر کے حدیث شریف کی مخالفت کر رہے ہو۔ اسی لئے تم نے مصیبت اُٹھائی ہے۔ اس کے بعد کبھی بغیر قافلہ کے سفر نہ کرنا۔ آؤ اب جو کچھ میرے پاس ہے تھوڑا سا کھالو اور اس سخت پتھر سے تمہارے لئے اللہ جل جلالہٗ کے فضل سے تھوڑا سا پانی بھی حاصل کئے دیتا ہوں۔ یہ کہا اور ہاتھ میں جو عصا تھا اُسے ایک پتھر کے درمیان مارا جس سے ایک فوارے کی مانند پانی اُچھلنے لگا۔ آپ نے کہا آؤ اور جی بھر کے پی لو اور پھر اپنے سفر پر روانہ ہو جاؤ۔ میں تمہیں راستے کا نشان بتائے دیتا ہوں۔ میں خود بھی تین دن کے بعد آ جاؤں گا۔ میرا ارادہ بھی حج کرنے کا ہے۔ میں اس راستہ سے واقف ہوں

آپ ایک کوس تک ہمارے ساتھ چلتے آئے پھر ہمیں شاہراہِ عام کا نشان بتایا اور کہا ''یہ نزدیک کا راستہ ہے اسی راستہ سے چلتے جاؤ...... بس جاؤ میں بعد میں آؤں گا...... ہم نے اپنا سفر جاری رکھا۔ جلد ہی ایک آبادی تک پہنچ گئے جہاں کے لوگوں نے ہماری تواضع کی اور پھر وہاں سے منزل بہ منزل ہم یہاں آ پہنچے......۔

یہ تمام واقعہ لکھنے کے بعد محمد امین بدخشانی آخر میں لکھتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے حضرت حاجی بہادرؒ کو اس سے بھی زیادہ استعداد بخشی تھی۔ آپ آنکھ جھپکنے میں سو سال کی راہ طے کر سکتے تھے۔''

واقعہ ایک آفریدی کا (بہ زبان جنگی خان)

جنگی خان نامی ایک فرد دولت خیل قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ ایک زاہد و ریاضت کیش انسان تھا۔ حضرت حاجی بہادرؒ کا مرید اور یارِ خلوت بھی تھا۔ ظہر کی نماز سے قبل اپنے مرشد کے لئے کوزہ ہاتھ میں اُٹھائے کھڑا تھا، کہ آپ نے نہایت غصہ سے کوزہ اس کے ہاتھ سے لے کر تمام لوگوں کی موجودگی میں زمین پر دے مارا۔ کوزہ ریزہ ریزہ ہوگیا دوسرا کوزہ منگوا کر آپ نے وضو کیا۔ جنگی خان شرم سے پانی پانی ہو رہا تھا کہ لوگ کیا کہیں گے جنگی خان سے کونسا ایسا گستاخانہ کام سرزد ہوگیا کہ آپ نے کوزہ اس کے ہاتھ سے چھین کر زمین پر دے مارا۔ تھوڑی دیر بعد جب آپ وضو کر چکے۔ جنگی خان سے رہا نہ گیا عرض کیا ''حضور! مجھ سے کیا غلطی سرزد ہوئی کہ آپ نے کوزہ توڑ دیا۔ قصور کا علم ہو جائے تو معافی مانگ لوں، تو بہتر ورنہ قسم ہے یہاں نہیں رہونگا۔ اور سرزمینِ عرب اور بیت الحرام کا سفر اختیار کر کے بقیہ عمر وہیں گزار دوں گا۔'' آپ جنگی خان کو بہت عزیز رکھتے تھے فرمایا ''ذرا انتظار کرو۔ عصر کے وقت معلوم ہو جائے گا۔''

عصر کا وقت ہوا تو دیکھا آفریدی قبیلہ کا ایک شخص ایک گائے لے کر حاضر خدمت ہوا اور کہا ''حضور! یہ گائے آپ کے لئے بطورِ نیاز لایا ہوں، قبول فرمائیں۔'' آپ نے اس کے لئے دعا کی اور جنگی خان سے مخاطب ہو کر کہا ''جنگی خان! اسی سے پوچھ لو۔ یہ گائے کہاں سے لایا ہے اور اسے کیا حاجت درپیش ہے۔'' جنگی خان نے اس شخص کی طرف دیکھا تو اُس نے بتایا کہ مجھے اپنے بیٹے کی شادی کرنے کا غم لاحق تھا۔ گھر سے گائے لے کر روانہ ہوا کہ شہر (کوہاٹ) جا کر اسے فروخت کر کے رقم سے کچھ سودا سلف خرید لوں۔ جب کوتل پہنچا دیکھا کہ ایک بہت بڑا شیر

راستہ میں بیٹھا ہوا ہے۔ اُس نے جونہی مجھے دیکھا کھڑا ہوگیا۔ غرایا اور حملہ کرنے کا ارادہ کیا، دل میں ایک دم خیال آیا۔ ''اے کوہاٹی بہادرؒ! خدا کے لئے مجھے اس بلا سے نجات دلاؤ ورنہ میں تو ہلاک ہوا۔ اور دل ہی دل میں منت مان لی کہ اگر مجھے چھوڑ کر گائے کو ہی چیر پھاڑ کر کھا لے تو دوسری گائے لا کر حاجی بہادرؒ کے حضور پیش کر دونگا۔ دونوں بچ گئے تو اسی گائے کو ہی نذر کر دونگا'' ...... یہ خیال آیا ہی تھا کہ شیر حملہ کرنے کیلئے گویا بالکل تیار ہوگیا۔ ہمارے اور شیر کے درمیان دس بارہ گز کا ہی فاصلہ ہوگا۔ اچانک پہاڑ کی جانب سے زوردار آواز آئی۔ سارا پہاڑ لرز اُٹھا۔ میری آنکھوں کے سامنے بھی دھواں سا چھا گیا۔ دل پر ایک ایسی ہیبت اور خوف طاری ہوگیا کہ اب تک اُس کا اثر باقی ہے۔ تھوڑی دیر بعد ہوش آیا تو دیکھا، شیر زمین پر بے حس و حرکت پڑا ہوا ہے اور اس کی ناک سے خون بہہ رہا ہے۔ اِدھر اُدھر نظر دوڑائی شاید کوئی شکاری آیا ہو، لیکن کوئی نظر نہ آیا۔ ڈرتے ڈرتے شیر کے قریب گیا، یہ دیکھنے کہ اسے کیا چیز لگی ہے۔ بظاہر کہیں زخم کا نشان نظر نہ آیا۔ بس ناک سے خون جاری تھا۔ شیر اَب بھی وہاں مردہ پڑا ہوا ہے کوئی چاہے تو اس کی کھال کھینچ لائے۔'' یہ بیان سننے کے بعد حضرت حاجی بہادرؒ نے کہا ''جنگی خان! اَب تمہیں معلوم ہوگیا کہ میں نے تمہارے ہاتھ سے کوزہ لے کر کہاں مارا تھا؟'' اُگلے دن کچھ لوگ جائے وقوعہ پر گئے اور شیر کی کھال کھینچ لائے۔

نواب شیر خان (کو اپنے کیئے کی سزا)

ایک دن آپ کی مجلس خاص میں خواجہ شاہ ولی اللہ لنگر ہاری اخوند کرم، اخوند صالح اور اس کا فرزند اخوند سعید خوشابی اور چند دیگر اشخاص آپ کے ارشاداتِ گرامی سے فیض یاب ہو رہے تھے کہ ایک خادم نے آ کر اطلاع دی کہ شیر خان حاکم بنگش کے حکم سے سکندر خیل کے ایک فرد نے آپ کے توت کے وہ تمام درخت کاٹ دیئے ہیں جو آپ نے اپنے ہاتھوں سے

لگائے تھے اور جن کے سایہ میں آپ موسمِ گرما کی دوپہریں گذارا کرتے تھے۔ وہ ان درختوں کی اچھی لکڑی لے گئے ہیں اور اپنے مصرف میں لے آئے ہیں۔"

آپ نے یہ ماجرا سُنا تو آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا اور غیض و غضب کے آثار ظاہر ہونے لگے کہ اللہ کی پناہ، خود اُٹھے اور موقع پر جا کر درختوں کی حالت دیکھی۔ صوفی اللہ داد کو حکم کیا کہ وہ فوراً ملک شیر خان کو بلا لائے۔ شیر خان آیا، آپ نے اُسے کہا "تم نے میری اجازت کے بغیر میری موسمِ گرما کی خواب گاہ کے تُوت کیوں کاٹے ہیں۔ تمہیں شاید آخرت کی فکر نہیں اور قیامت کو حق نہیں سمجھتے۔ تم نے خدا سے خوف نہ کھایا اور ظلم و زیادتی کا بیج بویا۔" ملک شیر خان لیت و لعل کرنے لگا۔ تو آپ نے کہا، قوم کی سرداری جو تمہارے گھر رہی ہے اب دوسروں کو مل جائیگی اور تم ان کی رعیت بن جاؤ گے۔"

اس واقعہ کے چالیس پچاس دن بعد ایک دِن اچانک مغل شہنشاہ حضرت اورنگ زیب عالمگیر کی طرف سے دو ایلچی دہلی سے آئے اور شیر خان کو دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا۔ شیر خان نے بڑی منت سماجت سے سفر کی تیاری کیلئے تین دن کی مہلت مانگی اور ایک دستہ لے کر روانہ ہو گیا...... جب بادشاہ کی خدمت میں پہنچا تو اُسے دکن کی مہم پر روانہ ہو جانے کا حکم دیا گیا اورنگ زیب عالمگیر اس وقت جنوبی ہندوستان کی ریاستوں اور مرہٹوں کی بغاوتیں کچلنے میں مصروف تھا اور شمالی ہند کے مقبوضہ علاقوں سے بھی فوج بھیجا کرتا تھا۔ شیر خان کے ذمہ بھی ایک قلعہ کا محاصرہ کرنے کی مہم سونپی گئی۔ شیر خان نے جا کر قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ کئی دِن گزر گئے دُعائیں کرواتے ہیں۔ کہتے ہیں اُس کی دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں۔...... شیر خان فوراً روانہ ہو گیا۔ پانچ سو روپے مجذوب کی خدمت میں بطورِ نذر و نیاز پیش کئے۔ عرض کیا "حضور! میرے لئے دُعا کریں کہ خیر و عافیت سے اپنے وطن پہنچ جاؤں۔" درویش نے سر اُٹھایا اور پوچھا "

کہاں سے آرہے ہو۔" اُس نے کہا "علاقہ بنگش سے۔"

"تمہارا نام۔"

"شیر خان۔"

"اچھا وہ تم ہی ہو جس نے قطب الاقطاب مخدوم خدا بین حاجی سید عبداللہ کو ہاٹی کا دل دکھایا ہے۔ جاؤ اپنی نیاز واپس لے جاؤ۔ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ تم وطن واپس نہیں جاؤ گے تمہارا تابوت جائیگا۔" شیر خان نے یہ کلمات سُنے، رونے لگا۔ واپس ہوا۔ مجذوب کہہ رہا تھا۔ "ہم سب فقیر ایک ہی ترکش کے تیر ہیں۔"

شیر خان واپس اپنے کیمپ پہنچا۔ دوسرے دن لڑائی نے زور پکڑا۔ ایک گولی اس کے ماتھے میں ایسی لگی کہ اللہ کے اس مغضوب کا کام تمام کر گئی۔ اس کی لاش ایک تابوت میں ڈال کر وطن پہنچانے کا بندوبست کیا گیا۔ جب یہ قافلہ اٹک تک پہنچا۔ شیر خان کے نوکروں میں سے ایک آگے روانہ کر دیا گیا کہ پہلے پہنچ کر متوفی کے متعلقین کو اِطلاع دے کر اس کی تجہیز و تکفین کا اہتمام کیا جائے۔ یہ سوار کوہاٹ پہنچا تو عوام میں حقیقتِ حال معلوم کئے بغیر ایک شور برپا ہو گیا کہ شیر خان کا قافلہ آرہا ہے۔ اس نوکر سے لوگوں نے اپنے اپنے رشتہ داروں کے متعلق پوچھنا شروع کیا جو شیر خان کے جتھے میں بطور سپاہی اُس کے ساتھ گئے تھے۔ اُس وقت حاجی بہادرؒ چشمہ کے کنارے ظہر کی نماز ادا کرنے کیلئے وضو کر رہے تھے۔ اُڑتے اُڑتے یہ اَفواہ ان تک بھی جا پہنچی۔ کہ شیر خان کا ایک ملازم یہ خبر لایا ہے کہ ملک شیر خان کو شہنشاہ اورنگزیبؒ نے خلعت خاص سے نوازا ہے اور وہ کل تک یہاں پہنچنے والا ہے۔ آپ نے تھوڑی دیر کے لئے سر جھکایا۔ پھر سر اُٹھا کر کہا۔ "ملک شیر خان زندہ کوہاٹ نہیں آسکتا۔ اُس کا جنازہ آسکتا ہے۔ میں نے اپنا استغاثہ حق تعالیٰ جل جلالہٗ کے دربار میں پیش کیا تھا کہ وہی حقیقی منتقم ہے۔ اس بارگاہ

سے یہی علم ہوا ہے کہ شیر خان کو جلاوطن کر دیا گیا ہے۔ وہ وطن واپس نہیں آ سکتا۔ اس کا جنازہ آئے گا۔" اور پھر جلدی ہی معلوم ہو گیا کہ واقعی اُس کا جنازہ آ رہا ہے۔

اِس واقعہ یعنی شیر خان کے دکن جانے اور وہاں سے اُس کا جنازہ آنے سے چند دن پہلے یہی شیر خان ایک دن اپنے احباب اور ملازمین میں بیٹھا ہوا تھا۔ باتوں باتوں میں ذکر اولیاء اللہ کا چل پڑا۔ بعض لوگوں نے کہا اولیاء اللہ کی کرامات برحق ہیں۔ لیکن قبیلہ دولت خیل کے لوگ جو ملک شیر خان کے رشتہ داروں میں سے تھے اَولیاءُ اللہ کی کرامات کے منکر تھے۔ پھر ذکر حضرت حاجی بہادرؒ کا بھی درمیان میں آ گیا تو انہیں میں سے ایک نے کہا کہ حاجی عبداللہ اپنے آپ کو قطب الاقطاب اور غوثِ زماں کہتا ہے۔ اُسے یہ بھی دعویٰ ہے کہ وہ اللہ کا محبوب ہے اور اُس کا دیدار بھی کرتا ہے۔ حالانکہ حضرت بنوریؒ صاحب نے بھی ایسا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ یہ شخص دروغ گو اور کاذِب ہے۔ اس میں ولایت کی بو تک نہیں۔ شیر خان نے کہا یہ شخص بڑا ظالم ہے یہ کیسے ولی بن سکتا ہے۔ ہم دونوں نے حضرت بنوریؒ کی بیعت کی تھی لیکن دیکھ رہے ہیں، میں اس علاقہ کا حاکم ہوں۔ میرے ہاتھ سے اتنے ظلم نہیں ہو رہے جتنے اس شخص کے ہاتھوں سے ہو رہے ہیں۔ اس نے تمام سالمزئی کے علاقہ میں اپنے مُحتسِب مقرر کر رکھے ہیں جو لوگوں سے تاوان وصول کرتے ہیں۔ ایسا شخص کیسے قطب اور غوث ہو سکتا ہے۔" جب یہ الفاظ حضرت تک پہنچے۔ آپ نے سرِ مُبارک جھکایا تھوڑی دیر بعد چہرہ اُٹھایا تو آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ چہرے سے غیض و غضب کے آثار نظر آ رہے تھے۔ اپنا ہاتھ اُوپر اُٹھایا اور فرمایا "اللہ تعالیٰ اس فرقہ کو سے خالی نہ چھوڑے گا یا تو یہ ہمیشہ ظالم رہیں گے یا کوئی اور ان پر ظلم ڈھاتا رہے گا۔ خصوصاً ملک شیر خان کے رشتہ داروں پر بڑا ظلم کیا جاتا رہے گا اور یہ آپس میں نفاق سے رہیں گے۔"

شیخ قلوب دیوانہ

ایک دن چاشت کے وقت آپ ایک تخت پوش پر بیٹھے تھے۔ کافی تعداد میں لوگ اور اولیائے کرام بھی موجود تھے۔ اہلِ حاجت اپنے مقاصد کے حصول کیلئے دُعائیں کروا رہے تھے کہ ایک خوبصورت نوجوان آ حاضر ہوا اور چلغوزوں سے بھری ہوئی ایک بوری اور کچھ نقدی آپ کی خدمت میں پیش کی۔ آپ نے اس کی طرف دیکھا فرمایا اور "تمہاری حاجت کیا ہے، کہاں سے آ رہے ہو، حسب نسب کیا ہے؟" جوان نے جواب دیا "سید زادہ ہوں۔ کوڑ وزیرستان سے آیا ہوں جو علاقہ دَوڑ سے اوپر کی طرف واقع ہے۔ نام قلوب ہے، مقصد صرف خدا کو پانا ہے۔ گھر سے روانہ ہوا تو اللہ تعالیٰ سے عہد کیا کہ جب تک اپنا مقصد حاصل نہ کر لوں گا بیٹھوں گا نہیں (کھڑا ہی رہونگا) اور نہ سفر کی تکلیف سے آرام پاؤں گا۔"

آپ نے فرمایا "دو تین دن قیام کرو، بعد میں جو اللہ کو منظور ہو گا۔"

قلوب نے کہا "مجھ سے یہ نہیں ہو گا۔ میں نے بیٹھنا ہی نہیں۔"

آپ نے کہا "اس وقت مجھ پر شوق کا جذبہ غالب ہے (میرے نزدیک نہ آؤ) دیوانہ ہو جاؤ گے۔ کچھ دن ٹھہرو۔ اللہ کے فضل سے عارف بنا دوں گا۔"

قلوب نے کہا "جو ہو سو ہو۔ مجھے اسی وقت چاہئے۔"

لاچار ہو کر اُٹھے۔ قلوب کو اپنے نزدیک آنے کا اشارہ کیا۔ سینے سے لگا کر بھینچا اور فرمایا "قلوب دیوانہ۔ قلوب کا طریق مستانہ اور اس کے مرید بھی مجذوب ہونگے۔" جونہی آپ نے قلوب کو اپنے سینے سے جدا کیا۔ قلوب نے کچھ عاشقانہ نعرے مارے اور بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ کچھ دیر بعد ہوش آیا تو کپڑے پھاڑ کر صحرا کی طرف چل پڑا۔ بلند و بالا پہاڑوں اور درختوں سے بھرے علاقوں میں پھرتا رہا۔ اکثر خاموش رہتا۔ لوگ اس کی طرف

لگے۔اس کی زبان سے صرف ''اللہ'' [illegible]
متوجہ ہونے لگے اور دعائیں حاصل کرنے لگے۔اس کی حالت دگرگوں ہو جاتی۔ نماز تک نہ ادا [illegible]
جب یہ لفظ اس کے منہ سے نکلتا اس کی حالت دگرگوں ہو جاتی۔ نماز [illegible]
وقت آتا۔وضو کرتا، تکبیرِ تحریمہ کہتا، اور پھر بے ہوش و مدہوش پڑا رہتا۔نمازیں جاتی رہتیں [illegible]

اس قلوب دیوانہ سے بھی بہت سی کرامات واقع ہوئیں۔صرف ایک کا ذکر [illegible]

شیخ قلوب نے ایک رات اپنے علاقے کے لوگوں کو ایک جگہ جمع کیا اور انہیں [illegible]
صبح تم تمام کمر بستہ ہو کر آؤ۔سوار ہوں یا پیادہ، میرے پاس پہنچ جاؤ۔اپنے ہر قسم کے [illegible]
سے لیس ہو کر آنا......اگلی صبح لوگوں نے اس ارشاد کی تعمیل کی۔وہ خود بھی ایک گھوڑے [illegible]
کر نیزہ ہاتھ میں تھامے لوگوں کو شہر سے باہر ایک کھلے اور فراخ میدان میں لے آیا۔ [illegible]
پہاڑ بھی تھا، چٹانیں اور درخت بھی۔حکم دیا ''تلواریں نیاموں سے باہر نکال لو۔ [illegible]
سامنے جو درخت ہیں ان پر حملہ کر کے ان کو کاٹ دو۔سوار اپنے گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے [illegible]
نیزوں سے پتھروں۔چٹانوں پر دھاوا بول دیں''۔تین دن تک صبح سے شام تک اس طرح [illegible]
رہا۔تمام لوگ حیران و سرگردان یا الٰہی یہ شیخ کیا کر رہا ہے۔اس تمام بے معنی کام [illegible]
مقصد کیا ہے......؟

تقریباً دو مہینوں بعد لوگوں نے دیکھا، دو (۲) شاہی سوار شیخ قلوب کی خدمت میں
حاضر ہوئے۔پانچ سو اشرفیاں اس کے سامنے رکھیں اور شاہ محمود خلجی کا ایک فرمان [illegible]
کیا لکھا تھا ''آپ کی ہمت، دُعا اور کمک سے جو آپ نے ہمیں پہنچائی ہے ہم نے جنگ [illegible]
ہے ہم دیکھتے تھے کہ ہر دن دو تین ہزار سوار مشرق کی جانب سے آتے اور ہمارے دشمنوں [illegible]
دریغ قتل کرتے۔یہاں تک کہ آخری یعنی تیسرے دن ہمارا دشمن شکست کھا گیا اور ہم فتح [illegible]
ہوئے۔شیخ قلوب کو مُبارک ہو۔''

بعد میں شیخ قلوب نے فرمایا۔''ہم تین دن تک دوڑ کے لوگوں کو جنگ میں حصہ لینے کیلئے باہر لے جایا کرتے یہاں تک کہ غنیم کے لشکر کو اللہ تعالیٰ نے شکستِ فاش دی اور اسلامی لشکر کو فتح و نصرت نصیب ہوئی۔اس لڑائی میں میری ران بھی زخمی ہوئی۔لیکن میں نے لوگوں سے اپنا زخم چھپائے رکھا۔آج بادشاہ محمود جو دینِ متین محمد ﷺ کا حامی ہے ہمیں یہ خوشخبری دے رہا ہے تو ہمیں اطمینانِ خاطر نصیب ہو گیا ہے۔ہم اس بھید سے آپ کو اس لئے آگاہ کر رہے ہیں کہ آپ کا تردد بھی جاتا رہے۔''

اب تھوڑا سا ذکر اسی شیخ قلوب کے ایک مرید فقیر لائق نام کا۔

فقیر لائق اپنے چند درویش ساتھیوں سمیت ایک جگہ سے گزر رہا تھا۔راستے میں آڑو کے باغات تھے۔یہ علاقہ دَوڑ میں دُرمُڑ کے قریب ہے جب درویشوں نے پھلوں سے لدے پھدے درخت دیکھے، للچائے۔اپنے مرشد لائق نام سے التجا کی کہ باغ کے مالک سے تھوڑے سے آڑو ہمارے لئے حاصل کریں تاکہ ہم نفس کے تقاضے سے بری ہو جائیں۔فقیر اپنے ساتھیوں کی درخواست رد نہ کر سکا۔باغ کے مالک کو پکارا ''تھوڑے سے آڑو عُشر کے طور پر ان درویشوں کو دے دو تاکہ اللہ کا حق بھی ادا ہو جائے اور یہ بھی سیر ہو جائیں اور آپ کے لئے دُعا بھی کریں۔''

باغ کے مالک نے کہا ''میں اپنا پھل مُفت بلا قیمت اور کسی بدل کے بغیر نہیں دیتا۔اور میں آپ جیسوں کی دُعاؤں کا محتاج بھی نہیں ہوں۔'' فقیر نے پھر التجا کی ''دے دو اور دُعائیں طلب کرو۔ہماری طرف سے آپ کے لئے دُعائیں ہی زیادہ فائدہ مند ثابت ہونگی اور وہ دُعا یہ ہے کہ تمہارا دشمن تمہارے نزدیک بھی نہ پھٹک سکے گا اور یہ دُعا اَبد تک تمہارے شاملِ حال رہے گی۔''

باغ کا مالک چلایا ''زیادہ شور مت مچاؤ، اپنا راستہ لو۔''

فقیر نے کہا ''دیکھو بات مان لو۔ ورنہ پشیمان ہونا پڑے گا۔''

مالک نے کہا ''مجھے ان لمبے لمبے بالوں سے مت ڈراؤ۔ تم جیسے کئی لوگ اس باغ سے آتے جاتے رہتے ہیں۔''

فقیر لائق مایوس ہو گیا اپنے درویشوں سے کہا ''آؤ۔ حلقہ باندھ لو اور رقص شروع کر دو۔ اور انگشتِ شہادت سے اس باغ اور اس کے پھل دار درختوں کی طرف اشارہ کرتے جاؤ۔'' تمام درویشوں نے دائرہ باندھ کر رقص کرنا شروع کر دیا۔ وہ جُوں جُوں اشارہ کرتے درخت زمین بوس ہوتے جاتے۔ باغ کے مالک کے ہوش اُڑ گئے۔ فوراً فقیر کے پاؤں پڑا اور منت خوشامد کرنے اور بزرگوں کے واسطے دینے لگا۔ فقیر کے حکم سے درویشوں نے رقص کرنا بند کر دیا۔ درخت اپنی جگہ کھڑے ہو گئے یہ واقعہ دَوڑ کے علاقہ میں مشہور ہے۔

شیخ فیروز (آمد حضرت حاجی بہادرؒ)

ایک دن آپ کوہاٹ سے چلتے چلتے سُماری جا پہنچے۔ سُماری شہر کوہاٹ سے تقریباً ۲۰ ۲۲ میل کے فاصلہ پر ہے۔ اشراق کا وقت تھا۔ جا کر اپنے مرید کے گھر ٹھہر گئے۔ گھر والوں میں کسی سے صاحبِ خانہ کا پتہ کیا تو معلوم ہوا کہ وہ کھیتوں میں ہل چلانے کیلئے علی الصبح نکل گئے ہیں۔ کچھ دیر کے بعد آپ نے فرمایا ''اے پرندو! کوئی جاؤ اور شیخ فیروز آہنگر کو خبر کرو کہ تمہارے ہاں مہمان آیا ہوا ہے اور تم اپنے کام میں مشغول ہو۔'' تھوڑی دیر گذری تھی کہ فیروز لوہار اور اس کا بیٹا دَوڑے دَوڑے آئے۔ قدم بوسی کی سعادت حاصل کی۔ کچھ اور لوگ بھی آ گئے کسی نے پوچھا ''یہاں سے تمہارے کھیتوں تک ڈیڑھ دو کوس کا فاصلہ ہے۔ یہاں سے کوئی بندہ بھیجا بھی نہیں تمہیں اطلاع دینے نہیں گیا اور تم اتنی جلدی یہاں آ پہنچے''۔

شیخ فیروز نے کہا ''میں اور میرا بیٹا ہل چلانے میں مصروف تھے کہ ایک درخت کی ٹہنی سے تیتر کے بولنے کی آواز آئی۔ وہ اتنے زور سے بول رہا تھا کہ مجھے اس کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔ اس کے الفاظ مجھے صاف صاف سمجھ آ رہے تھے'' وہ کہہ رہا تھا ''یہ بڑا غافل اور نادان انسان ہے کہ قطب الاقطاب اور غوثِ زماں اس کے گھر آیا ہوا ہے اور یہ اپنی کھیتی باڑی میں مصروف ہے۔''

میں نے یہ آواز سنی تو بیٹے سے کہا ''بیٹا ہل چلانا چھوڑ دو۔ آؤ گھر چلیں۔''

بیٹے نے کہا ''ابا جی! آج کیا ہو گیا ابھی تو بڑا کام باقی ہے۔'' میں نے بیٹے سے کہا ''تم نے تیتر کی آواز نہیں سنی؟'' اُس نے کہا ''ہاں سنی تو ہے۔''

میں نے کہا وہ یہی کہہ رہا تھا کہ غوثِ زماں حضرت حاجی بہادرؒ تمہارا مرشد تمہارے گھر آیا بیٹھا ہے......''

''تو اس طرح میں اپنے گھر آ گیا ہوں۔''

محمد درویش لاہوری (مرض طاعون)

محمد درویش لاہوری اپنی کتاب ''تحفۃ السالکین'' میں جو حضرت حاجی بہادرؒ کی مناقبات سے بھری پڑی ہے ایک جگہ یوں لکھتے ہیں:-

میں اپنے کسی کام سے پشاور گیا ہوا تھا، ظہر کی نماز پڑھنے مسجد مہابت خان میں گیا۔ نماز سے فارغ ہوا تو دیکھا طالبِ علموں اور دیگر علماء کا ایک گروہ ایک جگہ بیٹھا علمی مذاکرہ میں مشغول تھا۔ میں بھی اس مجلس سے مستفید ہونے کیلئے ان کے قریب جا بیٹھا۔ اخوند ہشتنگر جو اس علاقہ میں اپنے علم و فضل اور زُہد و تقویٰ کی وجہ سے اچھی شہرت رکھتا تھا میری طرف متوجہ ہوا، میں نے بتایا ''کوہاٹ سے آ رہا ہوں۔ یہاں ایک نجی کام ہے اور حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی کا

ایک ادنیٰ خادم ہوں''۔ (اُس وقت حاجی بہادُر کو واصل باللہ ہوئے چار سال ہو
اخوند صاحب نے یہ سنا تو اپنی جگہ سے اُٹھے اور مجھ سے بغلگیر ہو
دونوں ہاتھوں کو چوما۔ اخوند صاحب کے اس فعل سے تمام حاضرین حیران ہوئے
برگزیدہ ہستی مجھ جیسے درویش کی یُوں عزت افزائی کر رہی ہے۔ اخوند صاحب نے انہیں
یہ شخص حاجی بہادُر کوہاٹی کا فیض یافتہ ہے۔ پھر اخوند صاحب نے ایک واقعہ سنایا
طالبِ علم تھا میری عادت تھی کہ ہر نماز کے بعد بیس بار سورۂ اخلاص پڑھ کر غائبانہ آپ
کچھ عرصہ بعد تقدیرِ الٰہی سے طاعون کے مرض میں مبتلا ہو گیا۔ تمام اعضا بُری طرح
گئے۔ ایک عذاب میں مبتلا ہو گیا۔ ایک دن بعد از نمازِ عشا، حضرت موصوف کا خیال
انہیں یوں مخاطب کیا۔ ''کئی سالوں سے سورۂ اخلاص آپ کی نذر کر رہا ہوں، آج اس
مرض میں مبتلا ہوں۔'' جلد ہی مجھے رفعِ حاجت کا تقاضا پیش آیا۔ جوں توں کر کے اُٹھا
میں چلا گیا۔ ایک جگہ بیٹھا ہی تھا کہ ایک سیاہ سانپ نے ڈس لیا۔ میں محسوس کر رہا تھا
جسم کے روئیں روئیں سے خون نکل رہا ہے۔ بڑی مشکل سے واپس آیا، رات بھر خون نکلتا
صبح تمام پھوڑے صاف ہو چکے تھے۔ میں کمزور تو کافی ہو گیا تھا لیکن شفا بھی مل چکی تھی

اخوند قاسم (علاقہ دہر)

اخوند قاسم اپنے وقت کے علمائے باکمال میں سے تھا اور علاقہ ہشتنگر کا باشندہ تھا
شاگردوں کے سامنے ایک واقعہ یُوں بیان کیا۔ میرے والد صاحب حضرت حاجی بہادُر
خادموں میں سے تھے۔ رات کو حضرت کی خواب گاہ کے قریب ہی رہتے تاکہ ضرورت کے
وقت ان کے کام آ سکیں۔ میں بھی اُن کے ساتھ ہی رہتا تھا...... ایک دن میں آپ کی
آپ کے گھر کے قریب ہی زار زار رو رہا تھا۔ اُس وقت وہاں سے آپ کا گزر ہوا۔

آپ کے ساتھ تھے۔ میرے والد صاحب بھی ان میں تھے۔ آپ میری طرف متوجہ ہوئے۔ میرے سر پر دستِ شفقت پھیرا۔ اس وقت میں پانچ برس کا تھا۔ ''یہ بچہ کیوں رو رہا ہے؟''

والد صاحب نے مُجھ سے رونے کا سبب پُوچھا تو میں نے بتایا کہ میرے پاس کُتے کا ایک پلا تھا کچھ لڑکے مُجھ سے چھین کر لے گئے ہیں۔ حاجی بہادُر نے کہا'' عجیب بات ہے اور عجب لوگ ہیں یہ کہ ایک علاّمۂ دہر کو جس کے علم و فضل کی نظیر اپنے زمانہ میں نہ ملیگی۔ ایک پلّے کی خاطر رُلا رہے ہیں۔ کوئی جائے اور اُن سے پلّا لا کر اسے دیدے تا کہ اس کا رونا بند ہو۔ چنانچہ ایک دو آدمی ساتھ والی گلی سے میرا پلّا میرے لئے لے آئے...... آپ کی وفات کے بعد ہم اپنے علاقے یوسفزئی کو آ گئے۔ میں طلبِ علم میں مشغول ہو گیا، لیکن ذہن کا غبی نکلا۔ لاکھ سر مارتا کچھ حاصل نہ ہوتا جو پڑھتا بھول جاتا۔ کئی مہینے ایسے ہی گزر گئے۔ ایک دن اُستاد نے سخت ڈانٹ پلائی میں نے یہاں تک کہہ دیا کہ یہ پڑھنا میرے بس کا روگ نہیں۔ کاشتکاری، تجارت یا کوئی اور کام کروں تا کہ کچھ روزی کمانے کے قابل بن سکوں...... میں روتا ہوا مدرسہ سے اُٹھ آیا۔ سیدھا کوہاٹ کا رُخ کیا۔ مزارِ مُبارک کے پاؤں میں روتا ہوا گر پڑا اور کہا۔'' اے صاحب! آپ نے تو کئی لوگوں کے سامنے فرمایا تھا کہ یہ قاسم علاّمہ بنے گا اور اس کی نظیر دُور دُور تک نہ ملے گی۔ آپ کا کہنا کہیں استہزاء کے طور پر تو نہ تھا۔ میرے لئے دُعا کیجئے کہ میں اپنی منزلِ مقصود پالوں''...... میری آنکھ لگ گئی خواب دیکھا کہ آپ بہت سے لوگوں کے درمیان بیٹھے علم و عرفان کی باتیں کر رہے ہیں۔ مجھے بھی پکارا'' آؤ قاسم، تجھے بھی سبق پڑھاؤں'' چنانچہ مجھے بھی سبق پڑھایا۔ پھر فرمایا ''بس جاؤ، اب اجازت ہے۔''

خواب سے بیدار ہُوا تو خوشی خوشی اپنے علاقے کو روانہ ہُوا، گھر پہنچا، مدرسہ کو گیا۔ اُستاد صاحب کے سامنے کتاب رکھی۔ اُستاد صاحب جو کچھ پڑھاتے مجھے ایسا لگتا گویا میں پہلے سے جانتا ہوں۔ خود اُستاد بھی مجھے طفلِ مکتب لگنے لگا۔ جلدی ہی وہاں سے رُخصت ہو کر لاہور

چلا گیا۔ وہاں بھی بڑے بڑے علماء سے تحصیلِ علم کیلئے جاتا رہا لیکن میری تسلی نہ ہوئی
تو میرے ہم جماعت ایک دوسرے کو کہتے یہ مُلاّ قاسم جان بوجھ کر جاہل بنا پھرتا ہے
کچھ پہلے سے جانتا تھا۔ تو عزیزو! یہ سب کچھ حضرت حاجی بہادرؒ کی دُعا و برکت سے حاصل ہوا

اخوند فاروق پشاوری

اخوند فاروق پشاوری بیان کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹ سے پشاور
آئے۔ ڈھیری باغبانان میں قیام پذیر ہوئے۔ آپ کی آمد کی خبر سُن کر اطراف و اکناف سے
علماء وفضلاء، فقراء واُمراء، خواص وعام آپ کا دیدار کرنے اور شرفِ نیاز حاصل کرنے بڑی
تعداد میں آنے لگے۔ مجھے بھی فیض حاصل کرنے کا شوق ہوا۔ دن بھی وہاں بسر کیا اور رات بھی
ٹھہرنے کا ارادہ کیا۔ حاجی ممریز تتی والے، شیخ شہباز مہمند اور شیخ کامل پشاوری بھی موجود تھے۔
ان کے علاوہ کئی دیگر بزرگ لوگ بھی مجلس میں شریک تھے رات دیر تک معارف وحقائق کے
متعلق گفتگو ہوتی رہی۔ آخر میں آپ کے لئے بستر تیار کیا گیا۔ آپ اس پر لیٹ گئے۔ حاجی
ممریز اور شیخ شہباز آپ کا جسم دابتے رہے۔ صبح بیدار ہوئے تو وضو کرنے کے لئے پانی مانگا۔
آپ کے دوسرے مشائخ تمام رات تسبیح وتہلیل اور نوافل ومراقبات میں مصروف رہے۔ میں
نے خادم کے ہاتھ سے کوزہ لیا اور آپ کے ہاتھوں پر پانی ڈالنے لگا۔ آپ وضو سے فارغ
ہوئے، دستمال سے چہرہ خشک کیا۔ میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ "راستے اوسہ
سلامت اوسہ" (اپنی نیت درست رکھو گے تو ٹھیک رہو گے) یہ اس لئے کہا کہ جب
تک آپ کے ہاتھوں پر پانی ڈالتا رہا، میرے دل میں ایک وسوسہ آتا رہا کہ اس شخص کو تو
ہے اولیاء اللہ کا رئیس بھی کہلاتا ہے دوسرے مشائخ تو رات بھر ذکر وفکر میں لگے رہے لیکن یہ
سوئے رہے تو شاید آپ کا اشارہ میرے اس وسوسہ کی طرف تھا پھر کہا۔ "اے اخوند!

اَولیاء اللہ جو اسیس القلوب یعنی اولیاء اللہ دِلوں کے بھید جان لیتے ہیں" پھر فرمایا" حدیث مبارک ہے الوضوعلیٰ وضو..... یعنی ایک وضو پر وضو کرنا نورٌ علیٰ نُور ہے۔ میں تمام رات وضو سے ہی تھا اور نفی واثبات میں رات کٹ گئی۔ سانس اندر لی تو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھا اور باہر نکالی تو مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰہ کہا اور بس ایک ہی سانس میں رات گزر گئی۔ وضو نہ بھی کرتا تو حاجت نہ تھی......"

میں سمجھ رہا تھا کہ یہ سارے اِشارات میری تسلی کی خاطر فرما رہے تھے۔ پھر میرے حق میں دُعا کی اور مجھے جانے کی اجازت دی......اس کا اثر یہ ہوا کہ کئی دن تک میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت ایسی جاگزین رہی کہ تمام دنیا مجھے بے بنیاد نظر آتی تھی۔ اللہ جل شانہٗ کی یاد کے بغیر میرے دل ودماغ میں کچھ بھی موجود نہ رہا۔ اس ایک رات کی صحبت کے اثر کی کیفیات تحریرو تقریر کے میدان میں نہیں سما سکتیں۔ اور جب ایک رات کا اثر اتنا گہرا اور پُرسُرور و پُرسکون ہے تو ان لوگوں کی کیا شان اور مرتبہ ہوگا جو آپ کی تعلیمات سے عرصہ تک فیض یاب ہوتے رہے ہیں۔ میرے دل میں ایسی آتشِ شوق بھڑک اُٹھی کہ دُنیا بھر کی روشنیاں اس کا مقابلہ نہ کر سکتی تھیں۔

یک زمانہ صحبتِ با اَولیاء
بہتر از صد سالہ طاعتِ بے ریا

مسخرہ باز عورت

ایک دن آپ اپنے گھر سے باہر نکلے۔ آپ کے ساتھ فقراء میں سے اخوند اللہ داد پیر پیائی کے عبدالرحیم، درمڑ کے شیخ کمال اللہ داد ملک میری، شیخ گگرمتانہ، اخوند سعید اور حاجی سلیمان بھی تھے۔ ایک عورت گلی میں اپنی دیوار کے سایہ میں چرخہ کات رہی تھی۔ ناگاہ چرخہ کی آواز آپ کے کان میں پڑی۔ اُدھر توجہ ہوئی..... یہ عورت بڑی بے حیا، مسخرہ باز اور منہ پھٹ

تھی۔ فوراً کہہ اٹھی ''دیکھو! یہ خدا بین صاحب بھی میرا حسن دیکھ کر مجھ پر فریفتہ [illegible] آپ نے جب یہ الفاظ سُنے تو چہرہ کا رنگ بدل گیا۔ غصہ اور نفرت کے آثار ظاہر [illegible] ایک بوجھ پڑ گیا۔ مُنہ ایک طرف موڑ کر کہا ''اے کُتیا! کیا بھونک رہی ہے تو [illegible] بازوں میں سے سمجھ لیا ہے۔ تو اَب بھونکتی رہ۔''...... اُس دِن سے دیکھا گیا کہ جو کوئی اس [illegible] کے ساتھ بات کرتا وہ کچھ دیر تک غپ غپ کرتی پھر اپنے مخاطب کی بات کا جواب [illegible] تک وہ ایسی ہی رہی۔

سبق

دانشوروں کا کہنا ہے اَولیاء اللہ کا گفتہ اَمرِ حق ہے حدیثِ قدسی کے الفاظ [illegible] وہ اللہ کی زبان سے بولتے، اللہ کی نظروں سے دیکھتے، اللہ کے کانوں سے سُنتے [illegible] سے چلتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے۔ ''عارف کی زبان پر جو آجاتا ہے یا دل میں [illegible] وہی کچھ ہو کر رہتا ہے۔'' اور اس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ پس جب تک اولیاء اللہ [illegible] میں رہو باادب رہو اور ڈرتے رہو۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ''جب تم اہلِ صدق [illegible] ساتھ بیٹھو بڑے صدق کے ساتھ بیٹھو، کیونکہ وہ دلوں کے بھید جاننے والے ہوتے ہیں اور [illegible] تمہاری نیتوں کا علم ہو جاتا ہے۔'' اللہ تعالیٰ کا اَرشاد ہے۔ ''مومن کی فہم وفراست سے [illegible] (معاملات کو) نُورِ ایمان سے دیکھ لیتے ہیں'' اسی لئے اَولیاء اللہ کے ساتھ گستاخی اور شوخی سے پیش نہیں آنا چاہئے۔ اولیاء کا کسی کو ردّ کرنا گویا اللہ کا ردّ کرنا ہے۔

شیخ شہباز مہمند

شیخ شہباز علاقہ مہمند کا باشندہ تھا۔ وہ شیخ حبیب پشاوری جیسے شیخِ کامل کا خاص مرید تھا جو حضرت آدم بنُوری کا خلیفہ تھا۔ شیخ حبیب نے کئی برس شیخ شہباز کی روحانی تربیت کی اور اُسے کشف واسرار کے میدان کا شاہسوار بنا دیا۔ ایک دن اُس (شیخ شہباز) نے اپنے مرشد سے عرض کیا۔ ''اے میرے حقیقی راہنما! آپ کی بابرکت توجہات سے میں نے بہت کچھ حاصل کر لیا ہے لیکن علمِ ظاہر مثلاً حدیث، تفسیر فقہ اُصول اور منقولات میں جو دینِ متین کی بُنیادی ضرورتوں میں سے ہیں۔ میں کورا ہوں۔ آپ کی ذات سے اُمید رکھتا ہوں کہ ازروئے شفقت وعنایت میری طرف توجہ فرمائیں کہ بغیر محنت ومشقت کے سب کچھ حاصل ہو جائے۔ ایسا ہوتا ہے کہ لوگ فِقہ وغیرہ سے متعلق مسائل مجھ سے پوچھتے ہیں۔ تو میں اپنے آپ کو عاجز پاتا ہوں۔ مجھے اتنا علم عنایت کریں کہ ایسے موقعوں پر بے بس نہ ہو پاؤں۔

شیخ حبیب نے جواب میں کہا ''میرے بھائی! اللہ تعالیٰ نے یہ استعداد وطاقت کوہاٹی بزرگ مخدوم خدا بین کو بخشی ہوئی ہے اور اس زمانہ میں علماء فضلاء اور صوفیاء میں سے کسی کو یہ طاقت نہیں۔ کوئی بھی اُن کا مقابلہ نہیں کر سکتا، اس لئے کہ انہیں سیدِ دوعالم رسولِ مقبول ﷺ کی انگشتِ مُبارک چومنے کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ آپؐ نے اپنا دستِ مبارک ان کے سینے پر پھیرا ہوا ہے۔ وہ اتنا علم رکھتے ہیں کہ اس زمانہ کے علماء وفضلاء عرب وعجم بھی ایک جگہ جمع ہو جائیں تو ان کا مقابلہ نہ کر سکیں۔ تم یُوں کرو میری طرف سے ایک سفارشی رقعہ اُن کے پاس لے جاؤ۔ مجھے یقین ہے ان کی صحبت سے تمہیں بہت کچھ مل جائیگا۔''

چنانچہ شیخ حبیب نے انہیں رقعہ دیا۔ وہ یہ خط لے کر کوہاٹ پہنچے۔ حضرت حاجی بہادُرؒ کی دست بوسی کی اور اپنے مرشد کا رُقعہ ان کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ رقعہ کے مضمون سے

آگاہ ہوئے فرمایا ''تسلی رکھو، تھکے ماندے آئے ہو۔ آرام کرو۔ کل علی الصبح ہم دونوں ایک جگہ بیٹھیں گے۔ تمہیں انشاء اللہ تمہارا مقصود مل جائے گا۔''

اگلے دن آپ نے شیخ کو اپنی خلوتِ خاص میں بلایا۔ اس کی طرف توجہ فرمائی تھوڑی دیر بعد جانے کی اجازت دیدی۔ شیخ شہباز رُخصت ہونے لگے تو کہا ''حضور! اس وقت تو میں اپنے آپ میں کوئی تبدیلی نہیں پا رہا۔ اَب بھی ایسا ہُوں جیسا پہلے تھا۔ البتہ آپ کے دہن مبارک کے لعاب کی شیرینی محسوس کر رہا ہوں۔''

آپ نے جواب میں فرمایا۔ ''میری مثال آفتاب کی سی ہے اور تمہاری ایک ستارے جیسی۔ جہاں آفتاب ہو وہاں ستارہ کیسے چمک دے سکتا ہے۔ ستارے اُس وقت چمکتے ہیں جب سورج غروب ہو جائے۔ جب کوہاٹ کی حدود سے پشاور کی حد میں داخل ہو جاؤ گے میں نے تمہیں بہ فضلِ خدا جو دیا ہے اس کا اظہار ہونے لگے گا۔ اور اُس وقت کے علماء و فضلاء جو بھی تم سے پوچھیں گے۔ تم بے دریغ و بلا تامل جواب دینا۔ انشاء اللہ اپنے آپ کو عاجز نہ پاؤ گے
چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب شیخ شہباز آپ کے فیض سے مالا مال ہو کر پہنچا۔ ایک جمِ غفیر اس کی طرف ٹوٹ پڑا۔ علماء و فضلاء بھی اُسے ملنے آتے۔ منقولات و معقولات سے متعلق مسائل سے ان کی تسلی و تشفی ہو جاتی...... کبھی بحث و مباحثہ کی نوبت آجاتی تو اُن کا مدِ مقابل اُن کے سامنے عاجز آجاتا۔

دھر مانند

دھر مانند نامی ایک ہندو کوہاٹ شہر کا رہنے والا تھا۔ اُس وقت اس کی عمر ساٹھ برس کی تھی۔ وہ ہفتہ میں ایک بار تھوڑی سی سیاہ مرچ اور مصری ایک چھوٹی سی پڑیا میں ڈال کر بطور نذر نیاز پیش کر دیا کرتا۔ کچھ عرصہ یُونہی گزرا تو آپ نے ایک دن اُس سے پُوچھا ''تمہارا نام کیا

ہے اور تمہاری خواہش کیا ہے؟ کہ اللہ سے تمہارے لئے استدعا کروں۔ مجھے یقین ہے کہ اللہ جل شانہٗ کے فضل و کرم سے میری دُعا تمہارے حق میں قبول ہو جائیگی۔''

دھر مانند نے جواب میں اپنا نام بتایا اور پھر کہا ''اے اللہ کے پیارے میری تین آرزوئیں ہیں پہلی یہ کہ مجھے طویل عمر حاصل ہو، دوسری یہ کہ مجھے دولت بھی بہت ملے، تیسری یہ کہ ظالم لوگ مجھ پر قابو نہ پا سکیں۔''

آپ نے فرمایا ''تمہاری تینوں مرادیں پوری ہونگی۔ ایک چوتھی حاجت بھی پوری ہو گی جو میں نے اپنی طرف سے پیش کی ہے۔'' پھر آپ نے حاضرین کو متوجہ ہو کر کہا ''سب دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھاؤ''۔ سب نے ہاتھ اُٹھائے آپ نے دُعا کی ''اے خالقِ زمین و آسمان! اے بے کسوں کے حاجت روا! اے دلوں کے بھید جاننے والے، تیرے اس بندے نے مجھ سے دُعا کرنے کی درخواست کی ہے اور مُجھ سے بڑی توقعات وابستہ کر لی ہیں تو ارحم الراحمین ہے۔ اس کی مرادیں پوری کر اور اسے بہشتِ بریں بھی دے۔'' پھر دھر مانند کی طرف متوجہ ہو کر کہا ''میں نے تیری تینوں حاجتیں تیری طرف سے دی ہوئی کالی مرچوں کے عوض دلوا دیں۔ مصری کے بدلے اللہ تعالیٰ نے جنت دلوادی۔ عمر بھی دراز ہوگی۔ دولت بھی کافی ملے گی دُشمنوں سے بھی بچے رہو گے اور آخر میں اسلام بھی قبول کر لو گے اور اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے گا۔''

حضرت حاجی بہادُر کے وصال کے چھ سال بعد دھر مانند ایک دن سخت سردی کے ایام میں چشموں میں نہا کر سردی سے ٹھٹھرتا ہوا گھر لوٹا۔ بیوی سے کہا ''جلدی کرو، میں تو مرنے لگا ہوں، آگ جلاؤ تا کہ گرم ہو جاؤں۔'' آگ جلائی گئی۔ گرم ہوا جان میں جان آئی، بیوی سے کہا ''میں نے جان لیا ہے کہ دینِ محمدی سچا دین ہے۔ مسلمان ہر دن غسل کرنے کی حاجت نہیں

رکھتے۔ اگر وہ ایک سال بھی نہ نہائیں تو اُن کے جسموں سے بد بو نہیں آتی۔ ہندو مذہب
سے باطل ہے۔ میں اگر ایک دن بھی نہ نہاؤں جسم سے بد بو آنے لگتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے
دل میں یہ بات ڈال دی ہے کہ میں دینِ محمدی قبول کرلوں۔ اب اگر تو اپنا
چاہتی تو میرا ساتھ دے ورنہ تُو خود مختار ہے۔'' یہ کہا اور کلمۂ شہادت پڑھ کر بیوی سے
مسلمان ہوگیا ہوں'' بیوی نے پہلے تو سر پیٹا مگر وہ بھی مسلمان ہوگئی...... اللہ نے
دولت دی کہ وہ شمار بھی نہیں کرسکتا تھا۔

پائی وزیر

پائی نامی ایک شخص جنوبی وزیرستان کا باشندہ تھا۔ ایک دن حضرت حاجی
خدمت میں حاضر ہوا اور گریہ وزاری شروع کردی۔ آپ اُسے تسلی دیتے رہے تو
حالِ زار یُوں بیان کیا ''میں قبیلہ شنگی کا فرد ہوں۔ نام پائی ہے میرے خویش اور
قسم کے لوگ ہیں۔ میں ان میں نہایت کمزور اور ناتواں ہوں وہ مجھے عاجز اور ذلیل
ناجائز ظلم کرتے رہتے ہیں۔ میرے حق میں دُعا کریں اِن ظالموں کے ظلم و ستم سے
اور ان کی زیادتیوں سے محفوظ رہوں۔''

حضرت نے فرمایا ''اطمینان رکھو، گھبراؤ نہیں۔ انشاءاللہ تم اُن پر غالب رہو گے''
چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پائی اور اس کی آئندہ نسلیں آج تک متقدر اور غالب
ہیں اور اُن کا رُعب اور وقار سارے علاقے میں قائم ہوگیا ہے۔

بابا شاہو

کبھی کبھی حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹ سے پشاور جاتے تو آدیزئی جو راستہ میں پڑتا ہے۔ اپنے ایک مرید بابا شاہو کے پاس دو تین رات قیام فرماتے۔ بابا شاہو پیشہ کے لحاظ کے آہنگر (لوہار) تھے۔ اور وہ بھی سال میں دو تین بار کوہاٹ آکر فیض حاصل کرتے تھے۔ ایک بار جب بابا شاہو کوہاٹ جانے کیلئے تیار ہو رہے تھے تو احباب میں سے کسی نے پوچھا ''بابا جی! آپ اکثر کوہاٹ جایا کرتے ہیں اور آپ کا مرشد بھی گاہے گاہے یہاں آتا ہے۔ بتائیں آپ نے ان کی خدمت کر کے کیا حاصل کیا۔ ہم سے پوشیدہ مت رکھیں تاکہ ہم بھی جا کر ان سے بیعت حاصل کریں۔'' بابا شاہو نے جواب میں کہا۔'' فی الحال میں نہیں بتاتا جب میں بندۂ عاصی اس دنیا سے کوچ کرنے لگونگا تب بتادونگا۔''

چند سال بعد جب اُس کے مرنے کا وقت قریب ہوا تو ساتھیوں نے وعدہ یاد دلایا۔ بابا شاہو بولا'' آپ سب جانتے ہیں کہ یہاں اس علاقہ میں جو کوئی بھی مرتا ہے اس کے رشتہ دار کئی دن تک اس کی قبر کی حفاظت کرتے رہتے ہیں۔ کیونکہ ایک جانور آکر قبر سے لاش نکال کر کھا جاتا ہے۔ میں مرجاؤں تو مجھے عوام کے قبرستان سے ذرا دور دفنانا۔ اور میری قبر کی حفاظت بھی رات کو نہ کرنا، صبح آکر تماشہ دیکھنا'' ...... چنانچہ اس کی وصیت کے مطابق اسے دفن کردیا گیا دوسرے دن صبح بہت سے لوگ اس کی قبر دیکھنے گئے تو دیکھا کہ اس کی قبر کے نزدیک وہی آدم خور کتا پڑا ہے ساتھ ہی بابا شاہو کا تیشہ جس سے اس جانور کو ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا تھا پڑا ہے...... سب لوگ متعجب ہوئے کہ واقعی اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اپنے دوستوں کو نوازتا ہے۔

مکہ سے سماری یعنی کوہاٹ تک

سماری، شہر کوہاٹ کے جنوب میں ایک گاؤں ہے۔ اس کے ایک جوان [illegible]
حرمین شریفین کا شوق پیدا ہوا۔ اپنے رشتہ داروں میں سے ایک لڑکی بچپن سے اس [illegible]
منسوب تھی جب لڑکی کے والدین کو اپنے ہونے والے داماد کے اس لمبے سفر [illegible]
کے والدین کے پاس آئے۔ بات چیت کی تو فیصلہ ہوا کہ اگر لڑکا پانچ سال تک [illegible]
لڑکی کسی اور کو دی جائے گی اور لڑکے یا اس کے رشتہ داروں کو اعتراض کرنے یا [illegible]
حق نہیں ہوگا۔

واپسی کی ٹھیک تاریخ بھی مقرر کر دی گئی ......لڑکا حج کے سفر پر روانہ ہو گیا۔ [illegible]
کرنے کے بعد مدینہ منورہ آیا۔ کچھ عرصہ محنت مزدوری کرتا رہا۔ دِن قریب آتے [illegible]
بیمار ہوا کہ جان کے لالے پڑ گئے۔ دن بہت تھوڑے رہ گئے۔ وہ بالآخر [illegible]
کے مطابق صرف ایک ہی رات باقی تھی۔......تو گویا اَب اس کے بچپن کی منگیتر [illegible]
جائیگی۔ یہ بات پٹھانوں کی غیرت کے منافی ہے۔ مسجدِ نبویؐ کے ایک کونے میں [illegible]
زاری شروع کر دی۔ ایک عرب نے آکر حال پُوچھا۔ اس نے تمام بات اُس [illegible]
عرب نے کہا، گھبراؤ نہیں۔ عشاء کی نماز کے بعد ایک شخص سفید لباس پہنے ہوئے [illegible]
ہے۔ نماز پڑھ کر روضۂ مبارک پر حاضری دینے کے بعد تھوڑی دیر فلاں جگہ بیٹھتے [illegible]
دروازے سے نکل جاتا ہے۔ جب وہ مسجد سے باہر نکلے تو دوڑ کر اس کا دامن [illegible]
کہے کرتے جانا......عشاء کی نماز کا وقت ہوا اس ضرورت مند نے دیکھا واقعی وہ [illegible]
کی۔ روضۂ مبارک پر سلام پیش کیا۔ کچھ دیر تک ایک جگہ بیٹھ کر ذکر و فکر میں [illegible]
باہر نکلا تو وہ جوان بھی اس کے پیچھے پیچھے، جونہی وہ شہر سے باہر نکلا اس حاجتمند نے [illegible]

مضبوطی سے پکڑ لیا۔ گریہ زاری کرتے ہوئے اور خدا رسُول کا واسطہ دے کر اپنی حاجت پیش کی......اس بزرگ کا دل پسیجا، اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور آنکھیں بند کرنے کا حکم دیا اور روانہ ہو پڑے تھوڑی دیر چلے تھے کہ اس بزرگ نے اُسے آنکھیں کھولنے کا حکم دیا اور کہا'' یہ ہے تمہارا گاؤں'' ......وہ تقریباً صبح کاذب کے قریب گاؤں پہنچ گیا تھا۔ تھوڑی دور اور چلا تو واقعی وہ اس کا گاؤں ہی تھا۔

پورے پانچ سال کے بعد آیا تھا......اَب صبح صادق شروع ہو گئی تھی۔ دیکھا اور سُنا کہ اس کی منگیتر کی گلی سے ہی دف بجنے اور گانے کی آوازیں آرہی ہیں۔ پلاؤ کی دو تین دیگیں بھی پک رہی ہیں۔ موجود لوگوں نے جوان کو پہچان لیا۔ ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ ہر ایک متعجب و حیران'' تم اچانک کیسے آ گئے۔ تمہارے وعدہ کے مطابق آج تمہاری آخری رات ہے اور تمہاری منگیتر کسی اور کو دی جارہی ہے۔ یہ دیگیں اسی خوشی میں پک رہی ہیں۔'' کسی نے اُسے بتادیا۔ اُس نے جواب دیا'' رات میں مدینہ منورہ میں تھا بس ایک نامعلوم شخص نے یہاں پہنچا دیا''......اس کے بعد طے ہوا کہ نوجوان حاجی نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے۔ اس کھانے پر جتنا خرچ اُٹھا ہے وہ یہی اَدا کرے گا۔ اور اس طرح اُس کی منگیتر اُس کی ہو گئی۔

کچھ مدت گزرنے کے بعد ایک دن مخدوم خدا بین اپنے فقراء سمیت سُماری کو تشریف لے گئے، جب قصبہ میں داخل ہوئے لوگ سلام دُعا اور قدم بوسی کو آنے لگے۔ وہ نوجوان حاجی بھی آ گیا جو ایک رات کی چند ساعتوں میں مدینہ سے سُماری آ پہنچا تھا۔ حضرت حاجی بہادُر کو دیکھتے ہی ان کے قدموں میں گر پڑا۔ بے اختیار پکار اُٹھا۔'' مجھے اسی مردِ خدا نے ایک رات میں یہاں پہنچایا تھا۔'' آپ نے سُنا تو اتنا کہا'' اے بندۂ خدا! حاجی ہو۔ حاجی جھوٹ نہیں بولتے لیکن سکوت بہتر تھا۔''

سماری کا کسان

ایک دن جمعہ کی نماز ادا کرنے آپ چشموں کی مسجد میں تشریف لے گئے۔ نماز کرنے کے بعد ایک جگہ بیٹھ گئے۔ لوگ آس پاس جمع ہونے لگے کہ آپ کے مواعظ حسنہ سے فیضیاب ہوں اور حقائق و معارفِ دینی سے آگاہی حاصل ہو۔ آپ نے اپنے بیان سے پہلے ہی اپنا دایاں ہاتھ آگے بڑھایا اور پھر اُسے جھاڑا تمام موجود حاضرین نے دیکھی کہ آپ کی سفید قمیص کی آستین سیلاب کے سرخی مائل گہرے پانی سے تر ہوگئی ہے۔ آپ نے اسی وقت قمیص اتار کر اپنے خادمِ خاص کو دی کہ اُسے دھو کر صاف کردے۔ قاضی عزیز اللہ قریشی جو اس وقت مجلس میں موجود تھے اپنی حیرت کا اظہار کرتے ہوئے وجہ پوچھی تو آپ نے بتایا کہ سماری کے علاقہ میں ایک شخص نے اپنے کھیتوں میں باجرہ کاشت کیا ہوا ہے زور کی بارش آئی تو اس شخص نے اپنی فصل کو اس بارانی پانی سے سیراب کرنا چاہا۔ وہ بڑے نالے سے اپنی زمین تک نالی بنا رہا تھا، کہ سیلاب کی ایک موج کی زد میں آگیا۔ اُس نے مجھے پکارا میں نے اپنا ہاتھ بڑھا کر اُسے سیلاب میں ڈوب جانے سے بچالیا...... اگلے دن قاضی صاحب نے اس واقعہ کی تحقیق کرنے اپنی طرف سے ایک شخص کو سُماری بھیجا تو اس کرامت کی تصدیق ہوئی۔ تب جا کر قاضی صاحب کی تسلی ہوئی۔

امام عبدالوہاب مصری نے اپنے رسالے میں فرمایا ہے کہ ''پیر کامل وہی ہے کہ اُس کا مرید کسی حادثہ میں اُسے پکارے تو وہ اس کی مدد کو پہنچے''۔

فتح شاہ ٹمن

فتح شاہ قوم اعوان کا سردار اور علاقہ ٹمن کا رہنے والا تھا۔ نہایت شریف النفس فرد، دیوانی واجبات کی عدم ادائیگی کی وجہ سے اورنگ زیب عالمگیر کے ایک افسر نے اُسے اٹک کے قلعہ میں قید کر لیا اور اُس پر ہر قسم کی سختیاں کرنے لگا۔ ان دنوں حضرت حاجی بہادرؒ پشاور تشریف لائے ہوئے تھے۔ فتح شاہ مخدوم خدا بین (حضرت حاجی بہادرؒ) کا نہایت راسخ العقیدہ مرید تھا اور وہ بھی نادیدہ۔ اُس نے اپنا ایک آدمی حضرت کی خدمت میں بھیج کر اپنی تکالیف کا حال بیان کیا۔ اور ان سے مدد چاہی۔ حضرت نے صوفی اللہ داد کو خط دے کر بطورِ سفارش اس اُفسر صاحب کے پاس بھیجا۔ اُفسر صاحب موصوف نے خط پڑھ کر صوفی اللہ داد کو واپس کر دیا اور کہا ''جاؤ اور خدا بین صاحب سے کہو، تم فقیر ہو تمہارے لئے فقیری کا کام ہی زیادہ مناسب ہے۔ تمہیں حکام کے کاروبار اور معاملات سے کیا واسطہ؟'' صوفی اللہ داد نے واپس آکر تمام بات بتائی۔ آپ نے امیر کا یہ جوابِ ناصواب سُنا تو چہرہ مبارک غصہ سے سُرخ ہو گیا فرمایا۔ ''اُس نے سچ کہا ہے فقراء تو قیدیوں کی رہائی اللہ سے مانگتے ہیں نہ کہ بندوں سے اَب ہم فتح شاہ کی رہائی اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہیں۔'' پھر فرمایا ''قلمدان لے آؤ'' ایک رُقعہ لکھا۔ صوفی اللہ داد کو دے کر کہا ''یہ رُقعہ اُفسر موصوف کو پہنچا دو اور فتح شاہ کو پیغام پہنچاؤ کہ جونہی وہ قلعہ میں شور اور رونے دھونے کی آواز سُنے، فوراً جیل سے باہر نکل آئے اور کسی سے نہ ڈرے''...... صوفی اللہ داد احکام بجا لایا۔ رُقعہ افسر کے پاس پہنچایا۔ افسر نے پڑھا اچانک لوٹا طلب کیا۔ اور رفعِ حاجت کے لئے گیا۔ ملازم باہر کھڑا انتظار کرنے لگا۔ افسر نے دیر لگا دی۔ ملازم سوچ میں پڑ گیا، ایسا تو پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔ اتنی دیر کیوں کر دی۔ آہستہ آہستہ ملازم نزدیک گیا۔ دروازہ کھٹکھٹایا، آواز نہ آئی۔ دوبارہ کھٹکھٹایا۔ کھولا تو دیکھا اُفسر اپنی جگہ پر گرا پڑا تھا۔ بڑی آنت پیٹ سے دو (۲)

بالشت باہر نکلی ہوئی تھی اور وہ دم توڑ چکا تھا۔ ملازم نے فوراً صورتِ حال سے سب [illegible] میں قلعہ میں ایک کہرام مچ گیا۔ ہر طرف ایک شور و ہنگامہ برپا ہو گیا۔ قیدی بھی باہر [illegible] فتح شاہ اور صوفی اللہ داد بھی قلعہ سے باہر نکل آئے۔...... حضرت حاجی بہادرؒ پشاور سے کوہاٹ آ گئے۔ چند ہی روز اور گزرے ہوں گے کہ ملک فتح شاہ کا ایک خاص ملازم [illegible] خدمت میں یہ پیغام لے کر حاضر ہوا ''مجھے اللہ تعالیٰ نے آپ کی دُعاؤں کی برکت سے عذاب اَلیم سے چھٹکارا دلایا ہے۔ میری سرداری بھی بحال ہو گئی ہے۔ میری خواہش ہے کہ [illegible] بیٹی آپ کے فرزند کو نکاح میں دوں۔ آپ خود اس تقریبِ سعید میں حصہ لیں اور مجھے [illegible] بخشیں۔ تاکہ میری عزت و تکریم میرے رشتہ داروں اور علاقہ میں اور زیادہ بڑھے۔''

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ملک فتح شاہ نے اپنی بیٹی کے جہیز میں کئی اُونٹنیاں، [illegible] غلام اور کنیزیں، بے شمار زیورات، بھینسیں اور گائیں تحفے میں دیں۔ براتیوں کو تین دن تک [illegible] ہاں مقیم کر کے مہمان نوازی کے فرائض اَدا کیے اور سعادت دارین حاصل کی۔ ملک فتح شاہ کی [illegible] شاندار ضیافت سے واقعی لوگ اُسے آفرین کہنے لگے۔ چوتھے دن بارات کوہاٹ روانہ ہوئی۔ جب دریائے اٹک کے کنارے مکھڈ کے قریب پہنچی۔ کشتیاں طلب کی گئیں۔ [illegible] احباب اور معتبرینِ دربار علمائے قریش اور تجار سمیت خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ [illegible] جانے کی دعوت دی۔ آپ نے ایک رات مکھڈ میں بسر کی۔ صبح آپ نے اہالیان [illegible] میں دُعائے خیر کی کہ اللہ تعالیٰ انہیں تمام مصائب سے محفوظ رکھے اور وہ نیک عمل ہوں۔

<u>نتیجہ</u>:- اُمیر اٹک نے اللہ کے ایک بندے اور بزرگ کی مخالفت کر کے اپنے آپ [illegible] ڈالا اور ملک فتح شاہ ٹمن اور اہالیانِ مکھڈ نے دُعائیں لے کر دُنیوی اور اُخروی [illegible] کیں۔

محمد یوسف

محمد یوسف ایک نہایت دیانتدار اور صالح شخص تھا، اپنا ایک واقعہ یوں بیان کرتا ہے ......میرے والد میرے بچپن میں ہی فوت ہو گئے تھے۔ والدہ تنور پر روٹیاں پکایا کرتی تھیں۔ اسی پر ہمارا گزارہ تھا۔ اُس وقت میری عمر سات برس کی ہو گی۔ مجھے کئی دن سے ایک خیال آتا رہا کہ یہاں کے تمام افغان، مُغل، اعوان اور علماء صاحبان بھی حضرت حاجی بہادرؒ کی خدمت میں جا کر دُعائیں حاصل کرتے ہیں اور مرادیں پاتے ہیں، میں بھی ایسا ہی کروں۔ انہی خیالات کا ذکر اپنی والدہ سے کیا کہ ہم بھی تھوڑی سی مہمانی مخدوم خدابین کی کریں اور اُن سے دُعائیں لوں تاکہ فکرِ معاش سے چھٹکارا حاصل ہو۔ والدہ کو یہ خیال پسند آیا۔ گھر میں تھوڑی سی سوّیاں تھیں۔ تیار کروائیں اور حضرت صاحب کی خدمت میں لے گیا، آپ نے فرمایا یہ سویاں ہمارے حجرہ میں لے جاؤ میں وہیں آتا ہوں''۔ چنانچہ آپ بھی حجرے میں میرے بعد آ پہنچے۔ آپ سوّیاں بڑے شوق سے کھاتے رہے اور میری طرف دیکھ کر مسکراتے رہے کھا کر فرمایا ''اللہ تعالیٰ تمہیں ہمیشہ سیر رکھے۔ تم کبھی درماندہ نہ ہونے پاؤ۔ واقعی بڑی لذیذ تھیں۔ اتنی اور ہوتیں تو بھی کھا لیتا۔'' آپ نے اس ناچیز جیسے کھانے کی اتنی تعریف کی کہ میری بھوک بھی چمک اُٹھی۔ گھر جا کر والدہ کو کہا ''میرے لئے بھی سویاں تیار کرو۔ حضرت صاحب نے بڑی تعریف کی ہے۔'' والدہ نے پکا کر طبق میں ڈال دیں۔ میں کھاتا گیا، ضرورت سے زیادہ ہی کھا گیا۔ کچھ دیر کے بعد درد ہونے لگا۔ اور میں تڑپنے لگا۔ برا حال ہو گیا۔ والدہ نے پڑوسیوں کو بلا کر مجھے چارپائی میں ڈالا اور حضرت صاحب کی خدمت میں لے گئے۔ میں کراہ بھی رہا تھا اور رو رو کر اپنا حال بھی بیان کر رہا تھا، مسکرا کر فرمایا ''برخوردار! میں نے تو جو کچھ کھایا اللہ تعالیٰ کے عشق کی آگ سے وہ میرے اندر ہی جل گیا۔ تم نے میری تقلید کیسے کی''؟ پھر آپ نے میرے

پیٹ پر اپنا ہاتھ پھیرا۔ اور اپنے دہن سے ایک قطرہ میرے لبوں پر لگایا۔ درد جاتا رہا مجھے سکون مل گیا..... اور واقعی جیسا کہ حضرت نے دُعا کی تھی، ہمارا کاروبار روز بروز ترقی کرتا گیا ہمارے وارے نیارے ہونے لگے۔ پھر میں نے بڑے پیمانے پر تجارت کرنا شروع کردی اور اب اللہ تعالیٰ کا ہم پر بڑا فضل وکرم ہے۔

شاہ ولی اللہ ننگرہاری

آپ خواجگانِ والاتبار میں سے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے وصال کے بعد آپ ہندوستان بھر میں ایک مرشدِ کامل کی تلاش میں سرگرداں پھرتے رہے لیکن کہیں بھی تسلی نہ ہوئی اسی طلب اور جستجو میں کئی سال گزر گئے۔ پشاور پہنچے تو یہاں کے اولیاء اور علماء سے حضرت حاجی بہادرؒ کے متعلق بہت کچھ معلوم ہوا۔ کوہاٹ آ کر ان کی خدمت میں حاضری دی۔ ملاقات ہوئی تو حضرت حاجی بہادرؒ نے فرمایا۔ ’’بہ فضلِ خدا آپ کی مراد پُوری ہوگی۔ آپ صحیح مقام پر آپہنچے ہیں۔ آپ کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی پیاسا آبِ حیات پر پہنچ جائے۔‘‘

جلدی ہی انہیں خلوتِ خاص میں طلب فرما کر منزلِ مقصود تک پہنچا دیا۔ اور اس طرح روحانی منازل طے کر کے اس نے خلعت خلافت پائی۔

کوہ کدا

کوہ کدا (جو شہر کوہاٹ کے مغرب میں واقع ہے) کے دامن میں جانبِ مشرق کُفار کے زمانہ سے ایک بہت بڑی چٹان پہاڑ سے ٹوٹ کر گر پڑی تھی۔ اس پر بگمات نامی ایک کافر نے ایک پنجہ تراشیدہ کروایا تھا۔ دراصل کوہاٹ اور بگمات دو سگے بھائی تھے۔ بگمات کی سکونت کوہِ کدا پر تھی اور کوہاٹ چشموں کے آس پاس آباد تھا۔ مشہور ہے کہ موجودہ قلعہ کی بنیاد بھی اسی نے رکھی تھی۔ بعد میں آنے والی نسلوں میں رافضی العقیدہ لوگوں نے یہ مشہور کر دیا کہ یہ پنجہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہٗ کا ہے۔ حضرت حاجی بہادرؒ کے زمانہ میں لوگ اس پنجہ سے مرادیں مانگتے اور نذرانے چڑھاتے۔ اُن کو یہ معلوم نہیں تھا کہ کہ شیرِ خُدا خود اس علاقہ میں کبھی نہیں آئے۔ حضرت حاجی بہادرؒ نے یہ تمام باتیں اپنے ایک مرید گلگو کو بتائیں اور اس کو حکم دیا کہ وہ جا کر اس چٹان کی طرف متوجہ ہو کر اس کو سرنگوں کر دے تا کہ لوگوں کو اس بداعتقادی سے بچایا جا سکے۔ شیخ گلگو کوہ کدا کی طرف روانہ ہوا اس چٹان کے سامنے کھڑے ہو کر اُس پر توجہ کی تو نہ صرف یہ کہ چٹان پر پنجے کا نقش مٹ گیا بلکہ چٹان پرے جا گری۔

ہندو جوگی

جہان پور (بھارت) میں ایک ہندو راہب تھا۔ چھ سال تک اپنے ایک گرُو (مرشد) کا چیلہ (مرید) بنا رہا۔ ریاضت اور مُشقت اپنے اُوپر لازم کی ہوئی تھی۔ اور خدا تعالیٰ کی بندگی کرتا تھا۔ اس کے بعد بیس سال ایک غار میں گزار دیئے۔ یہاں تک کہ اُس سے استدراج صادر ہونے لگے۔ جو خرقِ عادات پیغمبر سے صادر ہوں۔ معجزات کہلاتی ہیں ولی سے کرامات اور عام مومن سے معاونت کہلاتی ہیں۔ غیر مسلموں سے استدراج کہلاتی ہیں۔ اس جوگی سے اتنے زیادہ استدراج ظاہر ہونے لگے کہ عام مسلمان اپنی جہالت اور لاعلمی کی وجہ سے اُسے مسلمان سمجھنے لگے۔ اُس کے پاس ہندو اور مسلمان کافی تعداد میں جاتے اور نذرانے پیش کرتے اور دُعاؤں اور مُرادوں کے طالب ہوتے اور اس کی دُعائیں پُوری بھی ہوتیں۔ مسلمان اُسے مستجاب الدعوات سمجھتے اور کہتے ''کہ اگر یہ کافر ہوتا تو اس کی دُعائیں قبول نہ ہوتیں۔'' ہندو کہتے ''یہ ہندو ہے ہمیشہ جوگیوں کے لباس میں ملبوس رہتا ہے۔ مسلمان جُھوٹ بولتے ہیں''۔ جب اس کا گُرو (مرشد) مر گیا۔ یہ جوگی چھ سال تک اپنی تپسیا (ریاضت) میں مصروف رہا۔ لیکن رُوحانی لحاظ سے یہ جہاں تھا وہیں رُکا رہا۔ اپنے گرو کی ساری جائیداد پر قبضہ کرلیا۔ ساتویں سال بھی اُس نے اپنی ریاضت میں اور زور مارا لیکن ترقی کے مدارج مسدُود رہے۔ آخر شہر میں آیا۔ تلاش و جستجو کے بعد اُسے معلوم ہوا کہ سیّد احمد نامی ایک شخص ایک مرشدِ کامل ہے جو حضرت حاجی بہادُرؒ کوہاٹی کا مُرید ہے اور ہزاروں لوگ اُس سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔ جوگی نے اُس کے پاس جا کر اپنا احوال بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ ''میرا گُرو ایک راہب تھا مرتے وقت وہ مجھے سنگِ پارس دے گیا ہے (جو اُسے بادشاہ میمون شاہ کی بیٹی جہاں نواز پَری نے دیا تھا)۔ میرے گُرو نے یہ ہدایت کی تھی کہ اگر تمہیں کسی مسلمان سے بھی فیض حاصل کرنا پڑے تو بے شک

حاصل کر لینا بشرطیکہ وہ مسلمان صالح اور زاہد ہو اور مفت تعلیم نہ دے تو تم سے جو ہو سکے وہ نقدی کی صورت میں اُسے پیش کرنا ...... تو اے مہربان! میں آپ کے پاس آیا ہوں۔ یہ دو (۲) سو اشرفیاں بطورِ نذرانہ پیشِ خدمت ہیں۔''

سیّد احمد نے فرمایا ''میں دنیا کا عاشق نہیں ہوں اس لئے کہ میرے رسُول ﷺ نے فرمایا ہے۔ ''دنیا مُردار ہے اور اس کے طالب کُتے۔ تم جو چاہتے ہو رات کو معلوم کر کے بتاؤں گا۔''

رات گذر گئی جب سیّد احمد اپنے مراقبات اور توجہات سے فارغ ہوئے راہب کو بلایا اور کہا ''تم مقامِ شُکر میں ہو۔ اس گرداب سے تمہیں میرا مرشد حضرت حاجی بہادُرؒ کوہاٹی ہی نکال سکتا ہے۔ وہاں جاؤ من کی مراد پاؤ گے۔''

راہب سیّد احمد سے اجازت لے کر اپنا مقصد حاصل کرنے کوہاٹ کو روانہ ہوا ...... کوہاٹ پہنچا، حضرت حاجی بہادُرؒ نے اُسے دور سے دیکھتے ہی فرمایا۔ ''اس شخص کے ماتھے میں نورِ اسلام کی چمک نظر آرہی ہے۔'' جب آمنا سامنا ہوا راہب تعظیم و تکریم بجا لایا۔ حضرت نے اس سے آنے کا مقصد پوچھا، جواب میں اُس نے بتایا کہ اِس کا نام برم رام ہے۔ جہاں پُور سے آیا ہے اور مقصد راہِ فقر کی طلب ہے۔''

حضرت حاجی بہادُرؒ کی ہدایات کے مطابق اُس راہب کی رہائش و آسائش کا مکمل انتظام کر دیا گیا اور اس کے کھانے پکانے کیلئے برتن اور خام اشیاء بھی فراہم کر دی گئیں...... چند روز کے آرام و استراحت کے بعد ایک دن راہب طلوعِ آفتاب کے وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس راہب کی بڑی عزت کی۔ راہب نے کہا ''حضور! میں تنہائی میں آپ سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔'' آپ اُٹھے اور ایک کونے میں چلے گئے۔ راہب نے کہا ''حضور! مجھے تعلیم دیں۔'' یہ کہا اور سنگِ پارس اور دو (۲) سو اشرفیاں آپ کو بطورِ نذرانہ پیش کر دیں۔

آپ نے جب محسوس کرلیا کہ جوگی پُورے اخلاص کے ساتھ آیا ہے۔اس کی دلجوئی
ہدیہ قبول کرلیا۔تھوڑی دیر تک جوگی کو ساتھ رکھ کر اُس پر توجہ دی اور پھر کہا، کہو،

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

اُس نے کلمہ پڑھا آپ نے فرمایا''اَب جب تم دینِ محمدی اختیار کر چکے ہو تمہیں مبارک ہو۔ہمارے پیغمبر رسولِ خدا محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا ہے''لا رھبانیۃ فی الاسلام۔''اسلام میں رُہبانیت نہیں ہے اَب تم رُہبانیت سے احتراز و اجتناب ہی نہیں ... سے توبہ بھی کرو۔کافر اور مشرک اس طریقہ سے مقامِ قرب تک نہیں پہنچ سکتے ... العقیدہ تھا۔بات سمجھ گیا۔توبہ کی...... چند دن اور گزر گئے۔حضرت اس پر برابر اپنی توجہ ... رہے۔اس کی برکت سے اس پر عالمِ ناسوت و ملکوت و جبروت و لاہوت کی حقیقتیں کھلنے لگیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر بڑا فضل و کرم کیا۔ایک دن حضرت نے اُس سے پُوچھا۔''شیخ الاسلام! (اَب اس کو یہ خطاب مل چکا تھا) کیا حال ہے؟

شیخ نے جواب دیا۔اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔اَب تو اس عالمِ سفلی کی مثال میرے سامنے ایک دانہ سے بھی حقیر تر ہے۔اَب تو یہ فقیر آپ کی برکت سے ہفت آسمان سے تحت الثریٰ تک دیکھ سکتا ہے۔اَب تو یہاں کا ایک ذرہ بھی پوشیدہ نہیں رہا۔''

حضرت نے اپنے خادمِ خاص صوفی اللہ داد کو کہا کہ جو سنگِ پارس شیخ جی ... لے آئے۔صوفی اللہ داد وہ سنگِ پارس لے آیا۔یہ امام صاحب کے پاس بطور امانت ... تھا۔آپ نے قریب کے تمام لوگوں کو ایک جگہ جمع ہونے کا حکم دیا۔اور سنگِ پارس ... ''لوگو! یہ سنگِ پارس ہے اِسے اچھی طرح سے دیکھ لو۔حاضرین نے دیکھا۔... اپنے ہاتھ میں مَسلنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ ریزہ ریزہ ہوگیا اور پھر حکم دیا کہ اسے

دریائے اٹک میں پھینک دیا جائے۔شیخ الاسلام یہ تمام ماجرا دیکھ کر تھوڑا سا دلگیر ہوا اور کہا ''حضور! یہ عام پتھر نہ تھا۔یہ تو روئے زمین کا انمول خزانہ تھا۔ایسا خزانہ تو اس دھرتی پر کسی انسان کے پاس بھی نہیں۔حضرت نے فرمایا''کچھ روز انتظار کرو''

کچھ دن اور گزر گئے۔حضرت نے شیخ الاسلام کو کہا کہ مٹی کا ایک ڈھیلا (جو رفعِ حاجت کے وقت کام آتا ہے) اُٹھا لاؤ اور ایک لوٹے میں پانی بھی...... شیخ الاسلام اور آپ دونوں ایک طرف چل پڑے۔آگے چل کر حضرت نے لوٹا اور ڈھیلا اس سے لے لیا۔ حاجتِ انسانی رفع کرنے کے بعد واپس شیخ جی کے پاس آئے اور پھر دونوں اہلِ مجلس کے پاس۔ڈھیلا آپ کے ہاتھ میں تھا فرمایا۔''شیخ جی! یہ آس پاس کے پتھر ایک جگہ جمع کر کے ان کا ڈھیر بنادو ......جب ڈھیر بن گیا آپ نے وہی ڈھیلا اس پر زور سے دے مارا جس جس پتھر پر ڈھیلے کے ذرے لگے سنگِ پارس بن گئے، فرمایا جتنے سنگِ پارس چاہو اٹھا لو۔تم کہتے تھے اس دنیا میں ایسا کوئی پتھر نہیں ہے...... دیکھو! یہ کتنے ہیں۔میں دیکھ رہا تھا جس دن میں نے تمہارا پتھر توڑا تھا تم بہت غمگین تھے۔اور ناراض سے لگتے تھے۔''

شیخ الاسلام نے کہا''حضور! میں اس لئے خفا تھا کہ شاید آپ نے اُس پتھر کو پہچانا نہیں اور خیال بھی تھا کہ یہ پتھر آپ کی آئندہ نسلوں کے کام آتا۔میں نہیں جانتا تھا کہ آپ کی ایک نظر سنگِ پارس سے بھی زیادہ ہے۔''یہ کہہ کر وہ آپ کے پاؤں پر گر پڑا۔اور اپنی تقصیر کی معافی مانگی آپ نے مُسکرا کر کہا''میرے پاؤں چھوڑو۔میں نے تمہیں معاف کیا۔میں تم سے راضی ہوں اللہ تم سے راضی ہو......''

چند دن کے بعد شیخ جی کو جانے کی اجازت دیدی۔کہتے ہیں تقریباً دس ہزار افراد نے شیخ صاحب سے باطنی فائدہ اُٹھایا۔''

مریز خان (مُتنی)

ایک دن بعد از نماز ظہر متنی کے حاجی مریز خان مسجد تیلیاں میں حاجی سلیمان، حاجی محمود لواغری، حاجی محمد حیات بنوچی، حاجی نصرت گل کو جو حضرت حاجی بہادرؒ کے خلفاء میں سے تھے کے سامنے بیان کر رہا تھا ''کہ اللہ تعالیٰ نے مخدوم خدا بین کو مرتبہ محبوبیت سے نوازا تھا۔ یہ درجہ ان سے پہلے غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ، امام ربانی محبوب سبحانی شیخ احمد مجدد الف ثانی کو عطا ہوا تھا...... مرتبہ نبوت کے بعد مرتبہ خلافت آتا ہے۔ ان دونوں مرتبوں کے درمیان مرتبہ توسط ہے جو حضرت حاجی بہادرؒ کو ملا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ مرتبہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو عنایت کیا تھا۔ یعنی اس طرح حضرت حاجی بہادرؒ کو ولایت کا اعلیٰ ترین مرتبہ نصیب ہوا تھا جو کوئی اس مرتبہ کو پہنچ جاتا ہے۔ وہ محبوبِ حق بن جاتا ہے اور جس کو اللہ جل شانہ اس مرتبہ سے نوازتا ہے اُسے اتنا علم ظاہر عطا فرما دیتا ہے کہ زمانہ بھر کے علماء و فضلاء سے بھی علمی مذاکرہ میں بازی لے جاتا ہے''

ایک بار ہم حضرت حاجی بہادرؒ کی معیت میں حج سے فارغ ہو کر واپس آرہے تھے۔ ہمارے ساتھ تین سو افراد کا قافلہ تھا۔ ہم نے راستہ غلط کر دیا اور ہمارا رُخ صحرا کی طرف ہو گیا۔ حاجی صاحبان اِدھر اُدھر دوڑ کر راستہ کا نشان ڈھونڈتے رہے لیکن بے سود۔ حضرت حاجی بہادرؒ نے متبسم ہو کر فرمایا اِدھر اُدھر کیوں دوڑ رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ کے کام حکمت سے خالی نہیں ہوتے۔ صبر اختیار کرنے سے مشکلات حل ہو جایا کرتی ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الصبرُ مفتاح الفرح اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کا فرمودہ ہے صبر تین قسم کا ہوتا ہے۔ صبر علیٰ المعصیة، صبر علیٰ الطاعة، صبر علی المصیبة۔ ان (۲) قسموں سے تین تین سو درجات ملتے ہیں۔ مصیبت پر صبر کرنے سے پانچ سو درجات

ہیں...... الغرض ہم چلتے جاتے اور حضرت جی ہمیں صبر کرنے کی تلقین کرتے جاتے...... بالآخر ہم ایک دامنِ کوہ تک آپہنچے یہاں رُک گئے۔

نہایت خوشگوار موسم تھا۔ پہاڑ پر سے ٹھنڈی ہوا آرہی تھی اور دامن میں ایک ٹھنڈا چشمہ بہہ رہا تھا۔ میوہ دار درختوں کا ایک جھنڈ بھی تھا۔ حضرت حاجی بہادرؒ نے فرمایا، رات یہیں قیام کریں گے...... آدھی رات کو آپ اُٹھے۔ پہاڑ کی جانب روانہ ہوئے۔ سامنے ایک غار تھا اور غار سے ایک نہایت میٹھی آواز آرہی تھی۔ حضرت حاجی بہادرؒ سمجھ گئے کہ اندر اللہ کا کوئی بندہ ہے جو عبادتِ الٰہی میں مصروف ہے۔ آپ اور آگے بڑھے۔ اس شخص کو سلام کیا۔ آپ کا ایک مرید حاجی محمود آپ کے ساتھ تھا۔ اُس شخص نے سلام کا جواب دے کر کہا ''خوش آمدید سید عبداللہ، بڑی دیر سے آپ کا انتظار تھا کہ دیدار نصیب ہوں گے۔''

حضرت حاجی بہادرؒ نے کہا ''تم نے میرا نام کیسے معلوم کر لیا۔ اس سے پہلے کبھی ہماری ملاقات نہیں ہوئی۔''

فقیر نے کہا ''جس دن آپ حج کی سعادت حاصل کر کے فارغ ہوئے اور واپسی کا سفر اختیار کیا، ہاتفِ غیب نے مجھے مطلع کیا کہ چند دن بعد یہاں ایک شخص آئے گا اور تمہیں جو مسئلہ درپیش ہے اس کو حل کر کے تمہاری تسلی کر دے گا۔ اس کا نام سید عبداللہ ہوگا اور اس کی نشانی یہ ہوگی کہ جونہی وہ غار میں داخل ہوگا۔ غار روشن ہو جائیگا اور نُور نُور ہوگا۔ تو اب آپ میں یہ نشانیاں پائی جاتی ہیں اس لئے پہچان بھی لیا۔''

آپ نے پُوچھا ''کتنے عرصے سے اس غار میں مقیم ہو؟''

پچاس سال سے'' اُس نے جواب دیا۔

آپ نے فرمایا ''تجھے کیا مشکل درپیش ہے؟''

فقیر نے کہا ''میں حقیقت الانبیاء پہچاننا چاہتا ہوں۔''

اوراس طرح مناظرہ کا آغاز ہوگیا۔ دونوں طرف سے عجیب وغریب قسم کی دلیلیں اور
حوالے پیش کیئے جاتے رہے۔ ہماری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا۔ آخر وہ فقیر عاجز آ گیا [illegible]
دن رات تک یہ مباحثہ جاری رہا تھا...... اوراس دوران میں قافلہ کے بہت سے ساتھی ایک ایک
کر کے غار میں آگئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے میدان حضرت حاجی بہادر [illegible]
میں رہا۔ آخر میں فقیر نے کہا'' آپ نے میرے تمام شکوک وشبہات دور فرمادیئے ہیں میں تو
سمجھ رہا تھا کہ اس دنیا میں کوئی بھی میرے شبہات دُور نہیں کرسکتا اور میری دلیلوں کا جواب نہیں
دے سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے جو علم دیا ہے وہ آپ کے علم کے مقابلہ میں بچوں کا سا ہے۔''

پھر اس نے آپ کے ہاتھوں پر بیعت کرلی ...... اور ہم اپنی منزل کی طرف روانہ
ہوئے اور ایک ماہ کی مسافت کے بعد اپنے مقام کو پہنچ گئے۔

شیخ عبدالرحیم پیر شویکی

شیخ عبدالرحیم ایک دن حضرت حاجی بہادرؒ کی والدہ صاحبہ کے پاس آیا۔ آپ کی والدہ
صاحبہ نہایت پارسا صالحہ راکعہ اور ساجدہ بی بی تھیں۔ عبدالرحیم نے رونا دھونا شروع کر دیا۔
زمین پر سے مٹی اُٹھا اُٹھا کر سر پر ڈالتا اور کہتا جاتا۔ ''اے مادرِ مہربان! سات سال سے حضرت
کی خدمت میں آیا ہوں۔ میرے ذمے جو خدمت مقرر کر رکھی ہے وہ آپ کو معلوم ہے [illegible]
لئے بھیڑ بکریوں اور گایوں کی انتڑیاں صاف کرتا ہوں۔ ایک من آٹا گوندنا بھی [illegible]
ذمے ہے۔ اس سات سال کے عرصے میں ایک دن بھی مجھ سے کوئی کوتاہی نہیں ہوئی [illegible]
حضور کی نظر وکرم سے محروم ہوں۔ میرے بعد کئی لوگ آئے اور تھوڑا تھوڑا عرصہ رہ کر [illegible]
پا کر چلے گئے۔ میں ویسے کا ویسا یہاں پڑا ہوں۔ اَب آپ کے دربار میں استغاثہ [illegible]

ہوں۔ آخر مجھ سے کیا قصور سرزد ہوا ہے کہ مجھے توجہ کے قابل نہیں سمجھتے۔ اگر مجھ سے کوئی گناہِ
عظیم سرزد ہُوا ہو تو بتائیں تو بہ استغفار سے کام لوں کہ توبہ کا دروازہ ابھی کھلا ہوا ہے۔ اگر خدمت
میں کوئی کمی واقع ہوئی ہو تو بھی فرمائیں کہ مزید اخلاص اور صدقِ تمام سے اس میں کوشش کروں
اور اگر کسی قابل نہیں سمجھتے تو میں اپنی قسمت پر صبر کر کے یہاں سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے چلا جاؤں۔''
جب بی بی جی نے عبدالرحیم کا یہ بیان سُنا دل ہی دل میں اپنے بیٹے سے ناراضگی محسوس کرنے
لگیں۔ کہا ''تسلی رکھو، دل میلا نہ کرو، حاجی صاحب نمازِ چاشت کے بعد یہاں میرے پاس
آتے ہیں۔ کل آئیگا تو ضرور کہوں گی کہ تمہیں منزل پر پہنچادیں۔ اب جاؤ اپنے کام میں لگ جاؤ۔''

دوسرے دن نمازِ چاشت کے بعد آپ اپنی والدہ صاحبہ کے پاس آئے۔ تعظیم وتکریم
بجالائے اور دست بستہ کھڑے ہو گئے۔ والدہ صاحبہ نے عبدالرحیم کی باتیں من وعن پیش کر
دیں اور کہا ''بیٹا! تم سے جو کچھ ہوسکتا ہے اس شخص کیلئے کردو یا رُخصت کردو، جہاں نصیب ہوگا
چلا جائیگا۔''

آپ نے کہا ''امّی جان! آپ کا فرمان سر آنکھوں پر، مجھ سے جو ہوگا اس میں کمی نہیں
کروں گا۔''

اس طرح ایک ہفتہ اور گزر گیا، عشاء کے وقت گریہ زاری کی آواز سُنائی دی۔ بی بی
صاحبہ نے پُوچھا تو معلوم ہوا کہ عبدالرحیم پھر مٹی اُٹھا اُٹھا کر اپنے چہرے اور سر پر ڈال رہا ہے اور
روئے جا رہا ہے، اُسے بلایا۔ بی بی صاحبہ نے پُوچھا پھر کیا بات ہوئی؟ عبدالرحیم نے پھر کہا
ایک ہفتہ ہوا مقدمہ آپ کے دربار میں پیش کیا تھا۔ حضرت حاجی بہادرؒ نے کوئی توجہ نہیں کی۔
جب والدہ صاحبہ نے سُنا دلگیر ہوئیں۔ اگلے دن پھر جب مخدوم خدا بین والدہ کے پاس گئے،
سلام کیا۔ والدہ نے سلام کا جواب دیا اور کہا سنتِ رسولؐ کے مطابق جواب دے رہی ہوں لیکن

آئندہ میری تعظیم نہ کرنا حضرت حاجی بہادرؒ فوراً بول اُٹھے ''امی جی، آپ کا حکم تو
آپ کی ناراضگی برداشت نہیں کرسکتا۔ آپ کی عنایات و احسانات کا شکر ادا کرنا
شکر ادا کرنا ہے۔ آپ کا اشارہ بھی میرے لئے حکم کا درجہ رکھتا ہے...... بات اتنی ہے
نفس نہایت موٹا اور سرکش ہے۔ اس کے نفس کی تربیت کیلئے اس کے فرائض میں
انتڑیاں اور دوسرے ایسے کام شامل کئے گئے ہیں۔ مقصد، اس کے نفس کو لاغر اور خوار
ہے آپ کے اِرشاد کے بعد اسے ایک ہفتہ اور دیا گیا تھا۔ اَب دیکھ لیا ہے کہ بات بن گئی
اس کا نفس تھوڑا سا عاجز ہوگیا ہے تو انشاءاللہ کل اس کو رُخصت کردوں گا۔''

اگلے دن شیخ کو اپنی خلوتِ خاص میں طلب کیا۔ اس پر توجہ کی اور اس کی
کئی پردے دُور کرکے اُسے منزل دکھادی اور رُخصت کردیا۔ اس کا مزار شوکی
مرجع خلائق ہے۔ آپ ''میاں جی گل'' کے نام سے پہچانے جاتے ہیں۔

جنگی خان کی زبانی

ایک دن آپ کے یارانِ خاص کی مجلس جمی ہوئی تھی کہ باتوں باتوں میں
نے اخوند سعید سے کہا ''تم ہر روز مجھ سے ناراض ہو جاتے ہو اور کہتے رہتے ہو کہ میں
مرشد (حضرت حاجی بہادرؒ) کے سامنے اتنی شوخی کرتا ہوں کہ وہ مجھ سے ناراض ہو جاتے ہیں
اور یہ بھی کہتے ہو کہ میں بے ادبی کا مرتکب ہو جاتا ہوں اور اللہ کے بندوں کی محفل میں
سخت گناہ ہے اور مجھے ڈراتے رہتے ہو کہ کہیں مرشد مجھ سے ناراض نہ ہو جائیں اور
ہو کہ میں اُن کی محفل میں مسخرہ پن کرتا ہوں۔''

اخوند سعید نے کہا ''واقعی تمہیں بہت زیادہ احتیاط کرنا چاہئے۔ فقراء
کے مزاج بڑے نازک ہوتے ہیں۔''

چنانچہ کئی دن تک جنگی خان نہایت سنجیدہ رہا۔ بات چیت کرنے میں بہت زیادہ محتاط ہوگیا بلکہ حضور کی مجلس میں جانا چھوڑ دیا۔ کئی دن اس طرح گزر گئے تو حضرت حاجی بہادرؒ نے شاہ دلاور کو کہا کہ وہ جنگی خان کو بلالائے۔ جنگی خان آیا تو حضور نے خود پوچھا ''شیخ جی! مجھ سے ناراض ہوگیا؟ یا کسی نے کچھ کہہ دیا ہے۔ تمہارا مزاج کچھ بدلا بدلا سا نظر آرہا ہے۔ تمہاری وہ خوش طبعی کیا ہوئی۔ تم بیمار تو نہیں؟''

اب آگے کا حال جنگی خان کی زبانی خود سُنیں۔

میں نے کہا ''حضور! نہ بیمار ہوں نہ کوئی حادثہ پیش آیا ہے۔ البتہ بھائی اخوند سعید کی نصیحت پر عمل کررہا ہوں''۔ انہوں نے کہا کہ'' میں آپ کی مجلس میں کوئی شوخی یا مسخرہ بازی نہ کروں ایسا نہ ہو آپ کی طبیعت کو کوئی بات ناگوار محسوس ہو اور آپ آزردہ خاطر ہوجائیں۔''

یہ سُن کر آپؒ نے کہا ''جنگی خان! میں تمہارے ناز اُٹھاتا ہوں۔ میں تم سے ناراض نہیں ہوں جو چاہو کہو، بشرطیکہ شریعت کی حد سے تجاوز نہ کرو۔ اگر ذرا بھی تجاوز کیا تو تم پر حد لگا دی جائے گی۔ شریعت اللہ اور رسُولِ خُدا محمد مصطفی ﷺ کا حکم ہے اس میں برادری اور دوستی کا کوئی دخل نہیں۔ اگر ایک طرف میرا بھائی ہو اور دوسری طرف خُدا اور رسُول کا حکم ہو تو میں بھائی چارہ اور دوستی ترک کردوں گا۔ اگر اَمرِ حق اپنا بیٹا ذبح کرنے کا ہو تو بھی اس میں لیت ولعل اور کمی نہیں کرنی چاہئے۔ جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے فرزند دلبند حضرت اسمٰعیلؑ کے ساتھ کیا ویسا ہی حکم ماننا چاہئے۔ ہر مسلمان کو چاہئے کہ اللہ کے حکم سے ذرا بھی تجاوز نہ کرے...... اے شیخ! اگر تو دین سے خارج کوئی بات کرے گا تو ضرور تجھ سے ناراض ہونگا۔''

شیخ نے کہا ''حضور! میرا آپ سے وعدہ ہے کہ ایسی کوئی بات نہ کروں گا۔ میری ایک عرض ہے...... جنگی خان نے جھجکتے جھجکتے ہکلا ہکلا کر کہنا شروع کیا۔'' آپ فرمایا کرتے ہیں کہ حضورؒ نے

ارشاد فرمایا ہے کہ دُنیا مُردار ہے اور اس کا طالب کُتا۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ آپ [illegible]
نذرانے وصول کرتے ہیں۔ اور اُن کیلئے دُعائیں بھی کرتے ہیں۔"

آپ نے فرمایا" میرا دل کسی طرح بھی اس دنیا کی طرف مائل نہیں۔ [illegible]
لانے والوں کا دل رکھنے کیلئے لے لیتا ہوں اور حدیث پر عمل کرتا ہوں۔ دوسرے [illegible]
دُنیاوی مال کا دوسروں کو دینا یعنی اپنے سے جدا کرنا بڑا ہی مشکل کام ہے [illegible]
وہ اپنے خون کا قطرہ اپنے دل سے نکال کر پیش کر رہا ہے۔ اس طرح اُس کا دل [illegible]
ہے اور پھر اس طرح وہ دُعا کا بھی زیادہ حق دار بن جاتا ہے۔ اے شیخ کل علی الصبح [illegible]
ہم دونوں یہاں سے تھوڑی دُور پہاڑوں کی طرف جائیں گے۔"

دوسرے دن صبح سویرے میں آپ کے ہمراہ پانی سے بھرا ہوا ایک لوٹا [illegible]
...... تھوڑی دور گئے تھے کہ ایک کوا سامنے آیا اور اپنی چونچ زمین پر مار کر کائیں کائیں [illegible]
حضرت حاجی بہادرؒ نے مجھ سے کہا" جانتے ہو یہ کیا کہہ رہا ہے۔" میں نے [illegible]
فرمانے لگے" یہ کہہ رہا ہے اس جگہ اس درخت کے نیچے کُفار کے زمانے سے [illegible]
کافر بادشاہ کا خزانہ مدفون ہے۔ اِس کو مَرے ہوئے پانچ سو سال ہو گئے ہیں اور [illegible]
نزدیک۔ صرف ڈیڑھ دو گز زمین کھودنے سے نکل آئیگا۔ جاؤ گھر اور کدال اور [illegible]
لے آؤ تاکہ اس کوے کا سچ جھوٹ معلوم کر سکیں"۔ میں تھوڑی سی دیر میں [illegible]
زمین کھودی تو ہماری کدال ایک آہنی دیگ سے ٹکرائی ٹن ٹن کی آواز آئی [illegible]
سرخ اشرفیوں سے لبالب بھری ہوئی تھی اس طرح کی پندرہ دیگیں اور نکلیں [illegible]
تھیں۔ کوا پھر کائیں کائیں کرنے لگا۔ حضرت حاجی بہادرؒ نے کہا" یہ کوا ابھی [illegible]
دیگیں ان کے نیچے اور بھی ہیں انھیں اٹھا لے جائیں یہ آپ کی اولاد کے کام آئیں [illegible]

شیخ! تم نے دیکھا کہ ہم نے تو دنیا کو طلاق دی ہوئی ہے مگر یہ مکار پھر ہمارے سامنے آتی ہے..... ہم نے تمام زمین حسب سابق ہموار کر دی۔

اخوند محمد سعید (از کشف الاسرار)

محمد سعید کے والد محمد صالح کا بیان ہے کہ اس نے اپنے بیٹے محمد سعید کو قرآن پڑھوا چکنے کے بعد مزید دینی تعلیم کے حُصول کے لئے مُلا نورالدین ابنِ مُلا فیض الدین کے پاس بٹھایا لیکن وہ اس معاملہ میں غبی اور کند ذہن نکلا۔ میں اُسے حضرت حاجی بہادرؒ کے پاس لے گیا کہ اُس کے لئے دُعا کریں۔ حضرت حاجی بہادرؒ نے محمد سعید کی طرف دیکھا۔ مسکرائے اور مجھ سے فرمایا تمہارا یہ بیٹا یگانہ عصر اور وحید دہر ثابت ہوگا تسلی رکھو۔ لیکن ہمیں کیا نذرانہ پیش کرو گے۔ میں نے کہا" حضور! میرا جان و مال اور زن و فرزند آپ کے غلام ہیں۔ آپ کو اِن سب پر اختیار حاصل ہے یہاں دَم مارنے کا یارا کس کو ہے۔"

آپ نے فرمایا" اے شیخ! دو گھوڑے سالانہ ادا کرنا ہر ایک کی قیمت سو روپے ہو۔ اے شیخ مجھے درہم و دینار نہیں چاہئیں۔ اس میں ایک اشارہ ہے اگر تم سمجھو۔ اس بچے کی پُشت سے استغنا اور بے پرواہی کی بُو آ رہی ہے۔ اس کی اَولاد میری اَولاد سے بے توجہی برتے گی اور اس علاقہ کے معتقدین کی اہانت کرے گی۔"...... یہ سُن کر بہت فکر مند ہوا عرض کیا" حضور! آپ اس پر اپنی نظرِ کرم ڈالیں۔ اسے اپنے پاس رکھیں۔ تعلیم دیں۔"

آپ نے فرمایا" ٹھیک ہے سات سال تک رہ کر خدمت کرے اور ظاہری اور باطنی فیض حاصل کرے۔ اس کی اَولاد ہم سے بے پرواہ ہو جائیگی اور ہماری مریدی سے بھی انکار کریگی۔ لیکن تمہاری خاطر سب کچھ کرونگا۔"...... چنانچہ آپ کی دُعا کی برکتوں سے فقہ،

اصول، تفسیر اور احادیث کے علوم میں بہت جلد ترقی کرتا گیا۔ وہ چھ سال چھ مہینے اور پچیس [illegible] تحصیل علوم کرتا رہا۔ جب اُسے حضرت حاجی بہادرؒ رخصت کرنے لگے تو فرمایا ''محمد سعید [illegible] اور تمہاری اَولاد ہماری طرف سے مقرر کیا ہوا نذرانہ سالانہ پیش کرتے رہو گے تو قیامت [illegible] تمہارے گھرانے سے ظاہری اور باطنی علوم معدوم نہ ہوں گے اور تم نے استغناء [illegible] باطنی علوم تمہارے دلوں سے نکل جائیں گے اور اگر ہماری مریدی سے انکار کرو گے تو تمہاری [illegible] دعاؤں میں تاثیر نہ رہیگی اور تمہاری اَولاد متکبر و مغرور کہلائیگی''۔

اے محمد سعید! یاد رکھ، طالب الاستقامت بن، کرامات دکھانے کا طالب [illegible] عاملِ شریعت بن کہ یہی بزرگی اور بڑائی ہے......اور اگر کبھی تم سے کوئی کرامت ظاہر [illegible] دل میں یہ خیال نہ لانا کہ صاحبِ مرتبہ بن گیا ہوں یہ خیال آتے ہی تمہاری سو سال [illegible] برباد ہو جائیگی۔ پشیمانی کے گرداب میں پھنس جاؤ گے اور پھر اس پشیمانی سے کچھ فائدہ [illegible] ہوگا اور اگر کوئی شریعت کی حدود سے تجاوز کرے تو اُسے تنبیہ کرتے رہنا۔ تم اس علاقہ [illegible] طرف سے نائب ہو۔ حدودِ شریعت کو قائم رکھو اور کسی سے سو کرامات بھی ظاہر ہوں [illegible] کا عامل نہ ہو تو اس پر شریعت کا حکم جاری رکھو۔''

محمد سعید نے یہ نصیحتیں سُنیں تو آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور اپنی آنکھوں [illegible] رو کر رُخصت ہوا۔ دور تک اُلٹے پاؤں چلتا گیا کہ آپ کی طرف پُشت نہ ہو۔ اپنے [illegible] کشی کی۔ چلّے سے فارغ ہوا تو لوگوں کو جگہ جگہ پر یہی نصیحتیں کرتا کہ شریعت کے [illegible] کرو کہ اسی میں نجات ہے۔ دن رات اس کا یہی مشغلہ تھا......ایک دن ایک شخص [illegible] آیا اور کہا ''صاحب! یہ عجیب بات ہے کچھ لوگ نماز کے نزدیک پھٹکتے بھی نہیں [illegible]

اپنے آپ کو ولیِ کامل بھی کہتے ہیں۔'' اخوند سعید نے کہا ''کون ہے وہ شخص جو اپنے آپ کو ولیِ کامل بھی کہتا ہے اور نماز بھی نہیں پڑھتا۔'' اُس نے جواب دیا ''کوڑ (وزیرستان) میں ایک شخص ہے جو حضرت حاجی بہادرؒ کا خلیفہ ہے قلوب دیوانہ نام ہے نماز نہیں پڑھتا اور دوسرا اگلو دیوانہ ہے۔ اِن شخصوں کے بغیر تمام لوگ شریعت کی پابندی کرتے ہیں۔'' جب اخوند سعید نے یہ باتیں سُنیں، طلباء کی ایک کثیر تعداد کے ساتھ کوڑ جا پہنچا۔ شیخ قلوب مستانہ کو بُلایا اُس سے نماز نہ پڑھنے کی دلیل مانگی اور یہ بھی کہا کہ ہم دونوں ایک ہی مرشد کے مرید ہیں اور ہمارے صاحب نے ہمیں نماز پڑھنے اور خُدا اور اُس کے رسُول ﷺ کے احکامات پر عمل کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ شیخ قلوب نے جواب دیا ''خُداوند تعالیٰ کا حکم ماننے سے انکار کرنیکا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا لیکن کوئی ہے جو مجھے نماز پڑھنے کے لئے کھڑا کر سکے۔''

اخوند سعید نے کہا ''میں یہ کام کر سکتا ہوں۔''

چنانچہ فوراً ہی پانی سے بھرا ہوا لوٹا حاضر کیا گیا اور شیخ قلوب کو وضو کرنے کے لئے کہا گیا۔ اس نے، بسم اللہ کہا اور صرف بسم اللہ کہتے ہی بے ہوش ہو گیا اور کیچڑ میں لت پت۔ باہر اٹھالائے مُسلسل چوبیس گھنٹے بے ہوش رہا۔ ہوش میں آیا بسم اللہ کہا اور پھر بے ہوش گیا۔ ایک دن رات پھر اسی عالم میں گزر گئے۔ اخوند سعید سب کچھ دیکھتا رہا اور یہ آیت پڑھی، ''وَاللہ ذو الفضلِ العظیم''، اور کہا اس شخص کا احوال سمجھنے سے عقل قاصر ہے۔ استغراق کا کمال ہے''۔ جب پھر ہوش آیا کہا ''آؤ نماز پڑھواؤ۔''

اخوند سعید نے جواب دیا ''تم تو ہر وقت حالتِ حضوری میں ہو۔ مجھ سے ناراض نہ ہونا'' شیخ قلوب نے اُسے دُعا دی کہ ''وہ جو شریعت پر عمل کرانے میں اتنی سختی کرتا ہے وہ قابلِ داد و

ستائش ہے۔ اس کا اَجر آخرت میں ملے گا"۔

اخوند سعید نے کہا میرے بہت سے مہمان آتے رہتے ہیں۔ ان کی خاطر مدارات کرنے میں مجھ کو کچھ تکلیف ہوتی ہے۔

شیخ قلوب اس کے لئے ایک گدڑی لے آیا جس پر کئی پیوند لگے ہوئے تھے۔ اخوند سعید سے کہا "اسے اپنے کاندھوں پر ڈال کر جا۔ اس میں سے جب تک ایک ٹکڑا بھی تمہارے گھر میں رہے گا دُنیا کی نعمتیں تمہارے گھر میں رہیں گی"۔ اخوند سعید نے گدڑی اپنے کاندھوں پر رکھی۔ گھوڑے پر سوار ہوا۔ تھوڑی دور جا کر گدڑی کاندھوں سے اُتار کر گھوڑے کی پیٹھ پر رکھدی تو گھوڑا ایک دم سے بیٹھ گیا۔ اخوند سمجھ گیا۔ ساتھیوں کو کہا "اس گدڑی کو گھوڑے کی پیٹھ سے اُتار دو"۔ اسے اتارنے لگے تو دس آدمی بھی نہ اُتار سکے۔ اخوند کو غصہ آیا خود ہاتھ بڑھایا تو آسانی سے اُٹھالی۔ سوچ میں پڑ گیا۔ اس نتیجہ پر پہنچا کہ شیخ قلوب نے تو یہ گدڑی صرف اسے پہننے کی اجازت دی تھی......۔

اس کے بعد اخوند سعید نے اتنی محنت کی کہ بہت سے باطنی مدارج طے کرلئے۔ نور محمد مدقق لاہوری نے کشف الاسرار میں اخوند سعید کی اتنی کرامات کا ذکر کیا ہے۔ ان کے لئے پورا دفتر چاہئے۔

سانڈ کا کنوئیں میں گرنا

ایک اور حیران کن کرامت جس کے چشم دید گواہ تو شاید اب اس دنیا میں نہ ہوں گوش شنید لوگ اب بھی موجود ہیں یہ نظارہ کوہاٹ مین بازار اور قرب کے اہلیان محلے نے دیکھا کہ ایک قوی ہیکل سانڈ روزانہ صبح کے وقت بازار آتا اور جس دکان کے پاس ...

چاہتا کھڑا ہو جاتا اور اپنی من پسند خوراک دکان کے ٹوکرے سے کھاتا۔ کوئی دکان دار اسے نہ روکتا بلکہ اسے دن بھر کی کمائی میں برکت کے لئے ایک اچھا شگون سمجھتا۔ بعض دکاندار بذاتِ خود اس کے آگے اس کی خوراک رکھ دیتے۔ یہ سانڈ سیر ہو جانے کے بعد خود ہی واپس اپنی تھاں پہنچ جاتا۔

یہ سانڈ مقبرۂ حضرت حاجی بہادر رحمتہ اللہ علیہ کے کنوئیں کے رہٹ (Persian Wheel) کو چلاتا اور کنوئیں سے پانی نکالا کرتا تھا پانی نالیوں کے ذریعے مسجد کے تالاب تک جاتا اس کے علاوہ سبیلیں اور زائرین کیلئے رکھے گئے مٹ وغیرہ بھر جاتے تو رہٹ سے اس سانڈ کو کھول دیا جاتا۔

میاں سید داؤد شاہ اپنے ماموں میاں سید محمود شاہ مرحوم کے حوالے سے بتاتے ہیں (میاں سید احمد شاہ والد ملک معصوم شاہ کے علاوہ کئی دیگر افراد بھی اس کرامت کا ذکر کرتے ہیں)۔ کہ

ایک دن ایسا ہوا کہ صبح سویرے خلیفہء خاص جب پانی بھرنے رہٹ کو چلانے کیلئے آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ سانڈ نہ دارد۔ سانڈ کی آواز آئی اِدھر اُدھر دیکھا کہ یہ آواز کہاں سے آرہی ہے جب کنوئیں میں جھانکا تو دیکھا کہ سانڈ کنوئیں میں کھڑا ہے یہ ایک تکلیف دہ اور پیچیدہ صورتحال تھی۔ نمازیوں کے لئے تالاب میں پانی نہ ہونے کے برابر تھا اب کریں تو کیا کریں جس کے منہ میں جو آتا کہے چلا جاتا کوئی کیا رائے دیتا تو کوئی کیا تجویز لاتا۔ مضبوط رسوں کے ذریعے مختلف حربے استعمال کئے گئے مگر کوششیں بے سود ثابت ہوئیں۔ یہ تگ و دو تیسرے روز بھی جاری رہی۔ آخر کسی ایک صالح عقیدت مند نے جذباتی انداز میں کہا "سانڈ جانے بہادر جانے" لوگ مایوس ہو کر اپنے اپنے گھروں کو سدھارے۔ خدا کا کرنا کیا کہ اگلی صبح جب وہی

خادم خلیفہ اپنے وقت مقررہ پر کنوئیں پر آیا تو کیا دیکھتا ہے وہ سانڈا اپنے کنوئیں کے نزدیک
پاس کھڑا ہے اور زبانِ حال سے کہہ رہا ہے "خلیفہ صاحب! جلدی کرو پانی بھر، نمازی انتظار
میں ہیں"

(باب چہارم)

ملفوظات

(ارشادات)

ملفوظاتِ (ارشادات) حضرت حاجی بہادر

1 ۔ تیرا دل اللہ کی نزول گاہ ہے اس لئے جو شے اللہ کے سوا ہے اس کو دل میں [illegible]
کرو تا کہ تم اس کی رحمت کی نزول گاہ بن جاؤ ۔ دل کو ماسوا اللہ کے خالی کرنا ہے [illegible]
اللہ کا محرم ہے مظہرِ محبوب بن جائے ۔

2 ۔ تجھ پر لازم ہے کہ اپنے نفس اور شیطان کے ساتھ جنگ کرے ، شیطان کی شرارتیں بہت [illegible]
وہ تجھ کو مارتا ہے تجھے چاہئے کہ تو اس کو مار دے اگر شیطان کو مار دے گا تو تجھے خلاصی نصیب
ہوگی ۔

3 ۔ نفس اندر ہے اور شیطان باہر ۔ نفس اندر کا چور ہے اور شیطان باہر کا ۔ اندر کا چور [illegible]
سے بدتر ہوتا ہے جب اندر کا چور مار دیا جائے تو باہر کا چور خود بخود دفع ہو جاتا ہے ۔ [illegible]
انسان کی رگوں میں ہوتا ہے اور اس کی خوراک خون ہے اگر تم اس کو مارنا چاہو تو اس [illegible]
اور پانی بند کر دو تا کہ وہ اندر سے باہر آ جائے اور تجھے اس سے نجات مل جائے ورنہ اس [illegible]
مشکل ہے ۔

4 ۔ اے برادر ! جب تک اپنی ذات سے بھاری بوجھ نہ ہٹاؤ گے محبوب تک نہ پہنچ [illegible]
تیرا اپنا بوجھ بھاری بوجھ ہے اس کو ہٹانا ذرا مشکل ہے تاہم ذکر سے آہستہ آہستہ [illegible]
جائیگا اور تیری روح کو اس بوجھ سے چھٹکارا نصیب ہو جائیگا ۔

5 ۔ اگر محبوب حق کو پہچانتے ہو تو والدین کا ادب کرو ۔ یتیم ہونے کا مطلب یہ کہ [illegible]
ایک سے قطع تعلق کرلو ، والدین کا ادب اللہ کے لئے ، نہ کہ پرورش کے ناطے سے [illegible]
کرنے والا درحقیقت اللہ ہے ۔

6 ۔ اے برادر ! کوئی بھی انسان ذکرِ محبوب کے بغیر اپنے محبوب تک نہیں پہنچ [illegible]

پر کار بند ہو جائے تو وہ درجۂ ولایت تک پہنچ جائیگا ۔ ذکر درحقیقت ولایت کی علامت ہے ۔

7 ۔ اے برادر ! خوابِ غفلت سے بیدار ہو جا ، اس حالت میں کہ طریقت پر قائم رہو ایسا نہ ہو کہ پاؤں میں کانٹا چبھ جائے کیونکہ اس راہ میں کانٹے ہی کانٹے ہیں ۔ اس راہ میں اپنا قدم احتیاط سے رکھ ۔ اللہ کے سوا ہر چیز کانٹا ہے ان کانٹوں کو شوق کی آگ سے جلا دے تا کہ راہِ حق کھل جائے ۔

8 ۔ اے بھائی ! مومن کا دل حقیقت میں خدا کا حرم ہے ۔ اس کے حرم میں داخل ہونا مشکل امر ہے جب تک کہ دائیں ہاتھ میں شمشیر یعنی کتاب (قرآن) نہ ہو اور بائیں ہاتھ میں ڈھال نہ ہو یعنی حدیث (سنتِ نبویؐ) ۔

9 ۔ تم حق تک پہنچ جاؤ گے اگر حق کے طلبگار ہو اور برے کاموں سے تائب ہو یعنی جب تک نیست نہ ہو گے اللہ تک نہ پہنچ سکو گے ۔ چاہئے کہ خود کو نیست کر دے اور برے کاموں پر پشیمان ہو اور ذکر کی مداومت کرتا رہ تا کہ "تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کرونگا ۔" (آیت القرآن) کا مقام حاصل ہو جائے ۔

10 ۔ شرع پر دھیان رکھ تا کہ آتشِ جہنم سے امان ملے ۔ ...... چاہئے کہ حسد ، بخل اور غیبت سے پرہیز کرے تا کہ تجھے انعام میں جنت الفردوس ملے ۔ جب شریعت پر استقامت رکھو گے تو پھر تمہارا مقام جنت ہے ورنہ خود کو دوزخ کے لئے تیار رکھ ۔

11 ۔ شب و روز عبادت میں مشغول رہو اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہو کہ کتنا وقت عبادت میں گزارا تا کہ قیامت کے دن تیرا حساب آسان ہو ۔

12 ۔ اگر تیرے دل کا تختہ سیاہ ہے تو دل کے امراض کی وجہ سے ہے ۔ غیر اللہ کی سوچ کی وجہ سے تیرے دل میں تاریکی ہے اس کو بیمارئ دل کہا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ۔

''تمہارے دل میں بیماری ہے'' اگر اس کا علاج نہ کیا گیا تو یہ بیماری بڑھتی جائیگی ''اللہ ان [illegible]
بیماری کو بڑھا دیتا ہے'' (آیت شریف) ان کے دل بغیر مداومت ذکر کے سفید نہ [illegible]
جب ذکر کے ذریعے دل کے تختے کو صاف کر چکو تو اس کی صفائی پر نگاہ رکھو تا کہ دوبارہ سیاہ نہ ہو
جائے۔ غیر اللہ کی وجہ سے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ اپنے دل کا محافظ اور نگران رہ۔ دل پر [illegible]
مشکل کام ہے البتہ جب تمہیں ''صفتِ رقیب'' مل جائے تو پھر دل کی صفائی کو قائم رکھ سکو گے یہ
صفت ''ذکر'' سے حاصل ہوتی ہے۔ ذکر دل کیلئے صیقل کا کام کرتا ہے جب تک دل کو صیقل نہ [illegible]
گے اس کا زنگ زائل نہ ہوگا...... صیقل سے دل کا آئینہ صاف ہوتا ہے اور صاف رہیگا۔

13۔ انسان کے لئے پانچ بت بہت زیادہ نقصان دہ ہیں:۔

i۔ آنکھ کا بت   ii۔ زبان کا بت   iii۔ کان کا بت   iv۔ ہاتھ کا بت

v۔ پاؤں کا بت

(i) **آنکھ کا بت:** وہ ہے کہ جو نہیں دیکھنا چاہئے اس کی طرف دیکھے۔

(ii) **زبان کا بت:** وہ ہے کہ جو بات کہنے کی نہ ہو اسے کہا جائے۔

(iii) **کان کا بت:** وہ ہے کہ جو سننے کے قابل نہ ہو اس کو سنے۔

(iv) **ہاتھ کا بت:** وہ ہے کہ جو نہ کرنا چاہئے اس کیا جائے۔

(v) **پاؤں کا بت:** وہ ہے کہ جہاں نہ جانا چاہئے وہاں جائے۔

طالبِ طریقت ان بتوں سے تائب رہے۔ ان کو کافر جانے اور ان سے لڑے تو حق [illegible]
بردار بن جائیگا۔

14۔ اے بھائی! ان سے دور رہو جو خود کو صالحین اور زاہدین میں سے سمجھتے ہیں اور شیخ بن [illegible]
ہیں۔ دنیا کا حرام جمع کرتے ہیں حقیقت میں وہ بدنصیب ہوتے ہیں۔ مریدوں سے [illegible]

کھانے کو روا سمجھتے ہیں ان کو حرام سے منع نہیں کرتے۔ ایسے لوگ دراصل شیطان کا لشکر ہیں اگر چہ صورت میں انسان نظر آتے ہیں۔

15۔ **شریعت پر چلنا** ہر کسی کا کام نہیں کیونکہ بندہ عاجز ہے اس کے پیر اور مقتدا کا ملنا مشکل ہے۔ **لیکن اتنا تو ضروری ہے** کہ فرائض نماز و واجبات سُنّت اور مفسداتِ نماز، حرام و حلال کو پہچانے **اور ان میں تمیز** بھی کر سکے۔ تجلی رحمانی، روحی، نفسی اور شیطانی کو بھی جانتا ہو۔ موثر حلقۂ ذکر و مجلس **کا پابند ہو** اور دل کی زمین میں تخم ریزی کا اثر رکھتا ہو پیر کامل میں بارہ صفاتِ حمیدہ ہوں:۔

۱۔ **علم:**۔ جب علم شریعت کی حاجت پیش آئے تو اس کی اچھی طرح عہدہ برآئی کر سکے اور راہِ **طریقت** میں کوئی مشکل پیش آئے تو مرید کو اس مشکل سے چھٹکارا دلا سکے۔ مذہبِ اہلِ سُنّت **والجماعت** پر استقامت رکھے۔

۲۔ **سخی:**۔ سخی ہو۔

۳۔ اگر مرید کو شیخ پر **اعتراض** ہو تو اس کا راستہ ٹوٹ جائیگا اگر اسرار شیخ سے واقف ہو گیا تو اس کا **نفس** ختم ہو گیا اور مرید یقیناً کمال کو پہنچ گیا۔

۴۔ یہ کہ اپنے ہاتھ کو دنیا اور مال سے کھینچ کر رکھے تا کہ مرید کو بھی طلبِ دنیا کی حرص نہ ہو۔

۵۔ یہ کہ **دنیاوی دولت** جو اس کے پاس آئے اسے راہِ خدا میں خرچ کر دے۔

۶۔ یہ کہ تمام لوگوں سے **شفقت** سے پیش آئے۔ مریدوں پر شفقت یہ ہے کہ ان کے اوقات **غفلت** میں نہ گزریں ان کے شب و روز اطاعت میں بسر ہوں۔ مبتدی کو ان کی طاقت سے **زیادہ** کا حکم نہ دے۔

۷۔ **حلم:**۔ وہ حلیم اور بردبار ہو۔ غصہ، بخل، حسد اور غیبت کو اپنے دل سے نکال دے۔

۸۔ یہ کہ **حسنِ خلق ہو**۔ غضب کو اپنے دل میں راہ نہ دے۔

۹۔**صفتِ کرم ہو**۔اگر کرم ولایت نہ ہوتو دوسروں کو ولایت نہیں بخشے گا اور اس کے مرید بے ولایت رہ جائیں گے۔کرمِ ولایت کی پہچان یہ ہے کہ اس کا وجود نرم مزاج اور برد بار ہو۔یہ صفت رحمتِ خداوندی کا اثر ہے۔

۱۰۔یہ کہ **مقامِ تسلیم** میں ثابت قدم ہواور رہے۔لوگوں کی اپنے پاس آمد ورفت پر فریفتہ نہ ہو۔ بندگی کا وظیفہ جاری رکھے۔اگر عوام کی آمد روفت ہوتو اسے اللہ کا **فضل** سمجھے اور اس کو اپنے آپ کو کامل ہونے کی دلیل نہ سمجھے۔

۱۱۔یہ کہ اپنے **احوال** میں جلدی نہ کرے۔جلد بازی شیطان کی صفت ہوتی ہے۔

۱۲۔یہ کہ **قضائے الٰہی** پر راضی ہو۔مرید کی تربیت میں اس کے ہاتھوں جو بھی ہوسکتا ہے ہمت اور دعائے خیر میں کوتاہی نہ کرے اور پوری کوشش جاری رکھے۔

16 ۔اے برادر! جب تو یہ کہتا ہے کہ ''میں میں ہوں'' تو یہ گفتہ تیرے نفس کی جانب سے ہے۔طالب کو چاہئے کہ اپنے نفس سے گزر جائے اور اپنی ہستی سے باہر نکل آئے باطن کی طہارت فرض ہے ۔ صفاتِ ذمیمہ جیسے حسد ، کبر ،بخل ،عناد ،حرص ،غصہ،شہوت،خون ریزی، جھوٹ اور غیبت وغیرہ سے بچے ۔یہ سب ہوائے نفس اور شیطان سے تعلق رکھتی ہیں ۔جان لو کہ قومِ ثمود نے تکبر کیا اور جبرئیل کی آواز سے ہلاک ہوئی۔

17 ۔محبت دل کا آئینہ ہے اور دل حق کا آئینہ ہے۔محبت بغیر ذکر کے محال ہے اور ذکر بغیر مرشد کامل کے محال ہے اور مرشد کامل بغیر یقین کے محال ہے۔

18 ۔لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کا ذکر اسکی ہدایت بھی ہے اور نہایت بھی۔ہدایت یہ ہے کہ جو اللہ اور اس کے رسول کی مرضی ہے اس پر استقامت رکھ اور یہ ایمان کا موجب ہے۔ ......ذکر کی نہایت یہ ہے کہ اس مرتبہ سے ترقی کر کے'' مقامِ احسان'' تک پہنچے۔

حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے''اللہ کی بندگی ایسے کرو کہ جیسے وہ تم کو دیکھ رہا ہے'' اس حالت میں تمہیں محبوب کی ذات کے سوا کچھ نظر نہیں آئیگا۔

19 ۔اے برادر! جس قسم کا غم تجھے آگھیرے اس پر صابر رہ ''صبر کرو صبر جمیل کے ساتھ'' (القرآن) دوسری جگہ فرمایا''صبر کرو جیسے اولوالعزم پیغمبروں نے کیا'' (القرآن)

صبر وہ ہے کہ نفس کو اپنی خواہشات سے محبوس کرے اور جو زیادتی اس پر ہو تو اپنی زبان کو شکایت میں نہ کھولے......سالک تکالیف پر صبر کرے اور صبر پر ثابت قدم رہے تو اللہ اس بندہ کو پسندیدہ اخلاق اور بلند خصائل سے سرفراز فرمائے گا۔

صبر کی چند قسمیں:۔ پہلا صبر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے حضور میں محمود ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندہ کو ایسا معاملہ پیش آئے جو اس کی طبع کے خلاف ہو تو چاہئے کہ طیب دل سے پیش آئے اور خوشی سے قبول کرے اس طرح صبر حمیدہ وہ ہے کہ پیشتر اس کے کہ خدا کی طرف سے تکلیف آئے تو وہ صبر و رضا کے ساتھ اس کے حکم کو قبول کرے اگر تکلیف دور ہونے کی آرزو کرے تو یہ صبر کے خلاف ہے بلکہ جزع ہے، بندۂ صابر کی تین نشانیاں ہیں۔پہلی یہ کہ اگر کوئی تکلیف پہنچے اور اس تکلیف کے بارے میں کسی کو علم نہ ہو اور نہ خود کسی کو بتائے کیونکہ لوگوں کو بتانا اللہ سے گلہ کرنا ہے۔دوسری یہ کہ باطن میں بھی اعتراض نہ کرے اگر کسی کو خبر ہو جائے تو زبان کو اظہار سے روکے کیونکہ اظہار سے صبر کو نقصان پہنچتا ہے تیسری یہ کہ تکلیف کے وقت صبر و رضا ہو اور زبان پر اللہ کی حمد وثناء ہو۔تو ایسی حمد وثناء میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کی امید ہو جاتی ہے۔

20 ۔اپنے رب کی بندگی کر یہاں تک کہ تجھے یقین آجائے، علمائے ظاہر کہتے ہیں کہ بندہ عبادت کرتا رہے یہاں تک کہ موت آجائے علمائے باطن کہتے ہیں کہ بندگی کر یہاں تک کہ تجھے **کامل یقین** ہو جائے اس کے بعد بندہ بن کر رہ ۔ جب بندہ بن گئے تو پھر تجھے

رضائے الٰہی چاہئے، پس حق تعالیٰ جو تجھے کہے وہ کر اور حکم دے کہ یہ کام نہ کرتو اسے ...
آپ کو درمیان سے نکال دے جو بھی کرتا ہے وہی کرتا ہے یہاں درمیان میں آنا ...
ولایت کے لئے نقصان دہ ہے۔

21۔ گناہ گار اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں بلکہ اپنے گناہوں اور صفات ...
کرتے ہیں اور اللہ سے مغفرت کی امید رکھتے ہیں ...... جو غیر سے بھاگتے ہیں وہ نجات پاتے
ہیں۔ غیر سے مراد ہوائے نفس ہے۔ نفس کی دو قسمیں ہیں ایک ہوا دوسری غضب ...
فرمان ہے کہ "جو میری حضوری سے ڈرتا ہے اور نفس کو ہوا (اپنی خواہش) سے روکتا ہے اس کا
ٹھکانہ جنت ہے۔ (آیت شریف)

22۔ ذکر کی سات قسمیں ہیں۔

۱۔ **ہاتھ کا ذکر:**۔ ضعیفوں، مساکین اور یتیموں کی مدد کرے۔

۲۔ **قدم کا ذکر:**۔ کہ علماء، فقرا اور صالحین کے پاس جائے۔

۳۔ **کان کا ذکر:**۔ کہ ان سے اللہ کا کلام اور وعظ و نصیحت سنے۔

۴۔ **زبان کا ذکر:**۔ کہ لغو باتوں، غیبت سے محفوظ رہے۔

۵۔ **آنکھ کا ذکر:**۔ کہ اپنی خطاؤں پر روئے۔

۶۔ **سر کا ذکر:**۔ اپنے خالق کو سجدہ کرے جو اس کا رازق ہے۔

۷۔ **دل کا ذکر:**۔ کہ اسے دنیا کی محبت سے پاک رکھے کیونکہ دنیا کی محبت ہر گناہ کا منبع ہے۔

23۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "اپنے رب کا ذکر کرو اور اسی کی طرف اپنے آپ کو منقطع
کردو"۔ یعنی اپنے نفس اور خلق سے اپنا تعلق مکمل طور پر ختم کردو۔ مکمل کاٹ سے مطلب یہ ہے
کہ محبوب کے سوا تجھے کچھ نظر نہ آئے اول رات کو خلوت۔ اس کے بعد قرآن کی تلاوت میں

مشغولیت اور رحمان کا ذکر اور پھر اللہ کے سوا سب کی نفی اور بعد اس کے زمین و آسماں کے خالق
پر توکل رکھنا ہے......تمام چیزوں سے دست کش ہو جائے......حقیقی ذکر یہ ہے کہ بندہ یادِ حق میں
ہر چیز سے منقطع ہو کر کسی اور شے کی پیوند کاری نہ کرے۔

24۔ **حواس کو اپنے درمیان سے ہٹا دو تو اس کے بعد جو بھی دیکھو گے ایک دیکھو گے اور ایک ہی**
کہو گے اس کے بعد عارف محبوبِ حقیقی کے عاشقوں میں ہو جاؤ گے۔

25۔ **اگر اللہ کی طرف سے بلا و قضاء پر راضی نہ ہو تو پھر وہ دو بین ہے**......اول قدم پر شریعت
ہے۔ شریعت پر شرعاً و منہاجاً چلے۔ یہی حال حقیقت اور معرفت میں بھی رکھے تا کہ سالک میں
دو بینی کا مرض داخل نہ ہو۔

26۔ **اے برادر! تمہارے اعمال شریعت کے مطابق ہوں۔ یہ مومنوں کی نشانی ہے**......پیر وہ
شخص ہوتا ہے جو مرضی حضور ﷺ کی ہو ویسے اس کی بھی ہو۔ پیر آئینہ کی مانند ہوتا ہے۔

(باب پنجم)

اہم مقالہ جات

- ☆ اسنادِ عالمگیری
- ☆ اَنفاسُ العارفین
- ☆ ہم نام عبداللہ
- ☆ اسنادِ دیگراں
- ☆ محلّہ میاں خیل
- ☆ مساجد اور اولادِ حضرت حاجی بہادر (رحمت اللہ علیہ)

اسنادِ عالمگیری

مغل بادشاہ اورنگزیب عالمگیرؒ اور انکی حکومت کی طرف سے حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی کے بیٹوں (میاں محمد یوسف اور میاں محمد قاسم) کے نام جاری ہونیوالی اسناد انتہائی اہمیت کی حامل ہیں۔ نئی نسل کے لئے عموماً اور تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے طالب علم کے لئے خصوصاً کئی حقائق سامنے آتے ہیں۔ ان اسناد سے اہم اور قدیم شاید ہی کوئی ایسا حوالہ ہو جس میں حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی اور انکی اولاد کے متعلق اتنا واضح اور جامع مواد موجود ہو اور وہ بھی حکومتی سطح پر منظور اور تسلیم شدہ۔ ان سرکاری فرامین (اسناد) میں جو اہم نکات عیاں ہوتے ہیں وہ ہیں۔

(ا) نسبی (ب) تاریخی (ج) روحانی

(د) معاشی (ہ) سرکاری

(الف) نسب کا ذکر کرتے ہوئے حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی کو ان اسناد میں سیادت پناہ اور دو بیٹوں میاں محمد یوسف اور میاں محمد قاسم کو "شرافت پناہان اور سیادت پناہان" سے مخاطب کیا گیا ہے۔ جس سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی اور انکی اولاد کا تعلق بنی فاطمہ (الزہرا) سے ہے جن کو عام زبان میں سید یا آل رسول کہا جاتا ہے۔

(ب) دوسرا اہم نکتہ ان اسناد میں تاریخی (تاریخ کا) ہے۔ ان اسناد میں دو اہم ترین سندیں دربار عالیہ حضرت حاجی بہادرؒ میں آویزاں ہیں ان میں فرزندان حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی کے نام انتقال اراضی کے فرامین ہیں۔ اور ان اسناد کی تاریخ اجراء 1077ھ اور 1078ھ ہے اسکے علاوہ حضرت حاجی بہادرؒ کے لئے یہ کلمات "جعل اللہ جنۃ مثواہ"

درج ہیں۔ جن کا مطلب "اللہ تعالیٰ نے جنت کو ان کی قدم گاہ بنایا" ان [illegible]
اور جملوں سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے۔
کہ حضرت حاجی بہادرؒ 1077-78ھ میں ہرگز بقید حیات نہ تھے۔ بلکہ [illegible]
گئے تھے جیسا کہ کئی جگہ لکھنے اور سننے میں آیا ہے کہ آپکی تاریخ وفات 1099ھ [illegible]
وفات حقیقت کے بالکل برعکس ہے۔

(ج) ان اسناد میں تیسری اہم بات وہ القابات ہیں جو حکومت وقت ([illegible]
اورنگزیب عالمگیرؒ) نے حضرت حاجی بہادرؒ کو عطا کئے۔ زبدۃ السالکین، عمدۃ [illegible]
الفقراء، گوہر تاجِ طریقت، مہر برجِ معرفت، معدن دفائن اسرار نامتناہی، مخزن [illegible]
اسرار الٰہی، نیر اعظم اور برگزیدہ سبحان جیسے القابات کا سرکاری سطح پر عطا کیا جانا [illegible]
میں منفرد واقعات میں سے ایک ہے۔ ان القابات کی معنویت اور مفہوم و مدنظر [illegible]
چلتا ہے کہ حضرت حاجی بہادرؒ ولایت کے کس مقام پر فائز ہیں۔

(د) ان سناد میں چوتھا پہلو معاشی ہے۔ بظاہر کم اہم نظر آتا ہے۔ [illegible]
عمیق دیکھا جائے تو اس میں دو خاص نکتے ہیں۔
پہلا یہ کہ حضرت حاجی بہادرؒ کے دونوں بڑے بیٹے میاں محمد یوسف شاہ، میاں محمد [illegible]
دینیہ میں ہمہ تن مصروف ایک بڑی دینی درس گاہ (آج سے تین سو تریسٹھ سال پہلے) [illegible]
وانصرام کی ذمہ داری سرانجام دے رہے تھے دوسرا نکتہ جو اسی عمل سے منسلک ہے [illegible]
بزرگ ہستیاں چونکہ ہمہ وقت دین اسلام کی خدمت میں مشغول رہتی تھیں تو بادشاہ [illegible]
کے اور ان کے خاندان کی روزمرہ مدد معاش کی خاطر ان کو مختلف علاقوں میں [illegible]
عطا کیں۔

(ہ) ان اسناد عالمگیری کی ایک اور اہمیت یہ ہے کہ یہ شاہی احکامات (فرامین) ہیں۔ یعنی مغل بادشاہ اورنگزیب عالمگیرؒ کے احکامات سے یہ دستاویزات جاری کی گئی تھیں۔ اور یہ وہ سرکاری دستاویزات ہیں جن کی اکابر عمال شاہی اور معتبرین علاقہ نے اپنے دستخطوں (دستخط ہا) سے تصدیق کی اور اپنی مہریں ثبت کیں۔ اور ایسا کم ہی دیکھنے اور سننے میں آیا ہے کہ کسی دینی اور روحانی شخصیت اور اسکی اولاد کی حیثیت کو اسقدر مستند انداز میں تسلیم کیا گیا ہو۔ ان اسناد پر درج ذیل سرکاری حکام اور معتبرین نے دستخط ثبت کئے {واضح رہے کہ مذکورہ بالا اسناد حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی کے سب سے بڑے بیٹے میاں سید یوسف شاہ نے اپنے دستخط اور مہر ثبت کر کے وصول کیں۔

(۱) قاضی حسام الدین صاحب (۲) قاضی محمد نسیم خٹک صاحب
(۳) مظفر خان رئیس ہنگو (نواب آف ہنگو) (۴) سید محمد افضل صاحب
(۵) سردار نور محمد خان صاحب (۶) ملک شہباز خان گڑھی مواز خان
(۷) ملک ابراھیم خان بہزادی (۸) ملک کاظم خان میر احمد خیل

حضرت حاجی بہادرؒ کے یہ دونوں فرزند حضرت حاجی بہادرؒ کی پہلی زوجہ محترمہ بی بی رقیہ کے بطن مبارک سے تھے اور بی بی رقیہؒ حضرت سلطان اورنگزیب عالمگیرؒ کی لے پالک (Adopted) بیٹی تھیں اس لحاظ سے یہ دونوں فرزند اورنگزیب عالمگیر کے نواسے ٹھہرے۔

بی بی رقیہ" کا شجرہ نسب درج ذیل ہے۔

شجرہ بی بی رقیہؒ (زوجہ کبریٰ) بی بی رقیہؒ بنت سید شرف الدینؒ بن شمس الدینؒ سے ہوتا ہوا سیّد عبدالرزاقؒ بن پیرانِ پیر شیخ سیّد عبدالقادرؒ جیلانی تک پہنچتا ہے اور پھر انکے والد محترم سیّد ابوصالح بن سیّد ابوعبداللہ سے ہو کر حضرت سیّد حسنؒ (مثنیٰ) اور انکے والد حضرت امام حسن رضی

اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔

قارئین کی معلومات کے لئے حضرت حاجی بہادرؒ کے دوم فرزند سید محمد قاسم شاہ بن زوجہ بی بی پشمینہ کا شجرہ درج کیے دیتے ہیں:۔

بی بی پشمینہ بنت شیخ محمد نور بن شیخ اللہ نور بن شیخ ولی محمد بن شیخ علی محمد بن شیخ اسماعیل بن شیخ علاؤالدین بن شیخ ضیاءالدین بن شیخ جلال الدین بن شیخ کمال بن شیخ نصیرالدین بن شیخ بصیرالدین بن شیخ حسن بن شیخ احمد بن شیخ محمد روحانی قدس اللہ سرہ العزیز۔

(شیخ محمد روحانی کا شجرہ نسب 25 واسطوں سے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہ سے مل جاتا ہے)۔

حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی اور کتاب

''انفاس العارفین''

بعض نادان دوست اور حضرات جب کبھی حضرت حاجی بہادرؒ کا ذکر کرتے ہیں تو درج بالا تصنیف کا حوالہ دیتے ہوئے سوال کرتے ہیں "کیا آپ نے انفاس العارفین پڑھی ہے" بے چارہ سننے والا اس مشکل نام سے پہلے ہی پریشان ہوتا ہے دوسرا اس نے یہ کتاب کبھی دیکھی بھی نہیں ہوتی اس نے ''نہیں'' کے سوا کیا کہنا ہوتا ہے یہ سوال پوچھنے والے کون ہوتے ہیں ان میں اکثریت ان لوگوں کی ہے جن کی اپنی کوئی اصلیت ہے اور نہ شناخت وہ جو کچھ بھی بنتے ہیں خود ساختہ ہی ہوتے ہیں۔

ایک ولی کامل کی تنقیص کرتے ہوئے ایک صاحب فرماتے ہیں "حضرت حاجی بہادرؒ کی تو کوئی اولاد بھی نہ تھی''۔ ''اُنہوں نے تو شادی بھی نہیں کی تھی'' وغیرہ وغیرہ۔

ناطقہ سر بہ گریبان ہے اسے کیا کہیے!

آیئے اب تصوف کی اس معروف کتاب "انفاس العارفین" کا اس حوالے سے بے لاگ تجزیہ کرتے ہیں تاکہ قاری یا عقیدت مند یا جستجو کرنے والے پر واضح ہو جائے کہ حقیقت کیا ہے؟ اس کتاب میں حافظ سید عبداللہؒ نامی بزرگ ہستی کے کچھ حالات زندگی درج ہیں۔

انفاس العارفین کے مصنف حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ ہیں۔ اور اس کا ترجمہ

ہیں۔

حضرت حافظ سید عبداللہ واسطی اکبرآبادی کی سوانح حیات صفحہ نمبر 23 تا 36 درج ہے۔طوالت سے بچنے کی خاطر ہم صرف متعلقہ جملوں یا پیراگراف پر اکتفا کریں گے کیونکہ ان کے متعلق زیرِ نظر کتاب میں ''بھیانک غلطی'' کے عنوان کے تحت حالاتِ زندگی درج ہیں۔ یہ کتاب یعنی "انفاس العارفین" دوسو 200 سے زیادہ صفحات پر مشتمل ہے۔ان تمام صفحات میں سے صرف دو صفحے ایسے ہیں جہاں صرف ایک ایک جملہ حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی کے متعلق درج ہے۔

اولاً ہم انہی جملوں کو پیراگراف کے ساتھ بالترتیب رقم کرتے ہیں۔تاکہ سیاق و سباق سے مفہوم جدا نہ ہو سکے۔

ثانیاً انہی جملوں کی رُو میں آگے چلیں گے۔اور غیر جانبدارانہ طور پر جاننے کی کوشش کریں گے اور یہ دیکھیں گے کہ کتاب "انفاس العارفین" میں صفحہ نمبر 23 تا 36 میں جو حالات اور سوانح درج ہیں۔اس کا حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی سے کیا تعلق بن سکتا ہے؟ مذکورہ تصنیف ''انفاس العارفین'' کے صفحہ نمبر 30 پر آخری پیراگراف میں درج ہے۔

جملہ نمبر 1۔ ''باوجود اس گمنامی کے شیخ آدم بنوریؒ کے فیض یافتگان جیسے عبداللہ کُہاتی جن کا لقب حاجی بہادرؒ تھا شیخ بایزید اور اس قسم کے دوسرے لوگ حضرت سید کی انتہائی تعظیم کرتے تھے اسی کتاب کے صفحہ نمبر 190 کے دوسرے پیراگراف میں ذیل کی عبارت تحریر ہے۔

جملہ نمبر 2۔ ''والعصر ان الانسان لفی خسر کی تشریح میں فرماتے تھے کہ اس جگہ زمانہ کی قسم، ذات، بقا، سرمدیت اور اس کا دوام ہے کیونکہ واصلین کے سوا تو ہم اور دوئی میں واقع ہیں کسی نے حضرت والا سے سوال کیا کہ'' سالک کی انتہا کیا ہے''؟ تو فرمایا۔'' دوئی کو مٹانا اور

شہود و وحدت اور یہ وہ بلند ترین مقام ہے جس سے اُوپر کوئی چیز نہیں''۔شیخ عبداللہ کہاتی جو اس زمانے کے مشائخ میں سے تھے نے کہا کہ'' توحید ایک مقام ہے جو راستے کے درمیان پیش آتا ہے'' حضرت والا نے فرمایا'' مجھے اس سے آگے کی خبر دیجیے'' اس نے کہا'' ایک بہت ہی گہری چیز ہے'' فرمایا'' سالک جب وحدت محضہ کے ساتھ واصل ہوتا ہے اور کثرت اس کی نظر سے غائب ہو جاتی ہے اس کے بعد تنزل کرتا ہے تو وحدت کو کثرت میں دیکھتا ہے یہ تنزل ہے۔ اسے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ توحید سے بلند مرتبہ ہے۔

جملہ اولیٰ میں'' عبداللہ کوہاٹی اور اس قسم کے دوسرے لوگ حضرت سید (عبداللہ اکبر آبادی) کی انتہائی تعظیم کرتے تھے'' پڑھنے سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ یہ دو عبداللہ الگ الگ ہیں ایک وہ جو عزت کرنے والے ہیں اور دوسرے وہ جن کی عزت کی جارہی ہے یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ دونوں (فاعل اور مفعول) بہ یک وقت ایک ہی شخصیت ہو۔لہذا مذکورہ کتاب میں پورا باب جو لکھا گیا ہے وہ حضرت شاہ ولی اللہ نے حافظ سید عبداللہ واسطی اکبرآبادی کے متعلق تحریر کیا ہے نہ کہ حافظ سید عبداللہ کوہاٹی کے متعلق۔

جملہ ثانیہ میں درج ہے "شیخ عبداللہ کہاتی جو اس زمانے کے مشائخ میں سے تھے" اس جملے میں سے بھی یہی ترشح ہوتا ہے کہ شیخ عبداللہ کوہاٹی الگ ہیں اور عبداللہ اکبرآبادی الگ ہیں کیونکہ شیخ عبداللہ کے ساتھ واضح طور پر کوہاٹی درج ہے اس کے علاوہ مذکورہ دونوں ہستیوں کے حالات کا مطالعہ بنظرِ غائر کیا جائے تو یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ حافظ عبداللہ اکبرآبادی اور حافظ سید عبداللہ کوہاٹی الگ الگ شخصیت ہیں ان دونوں کی جائے ولادت، تاریخِ ولادت، مقامِ ہجرت (جس جگہ کو چھوڑ کر دوبارہ آباد ہوئے دونوں) ان کے مسکن اور تاریخِ وفات اور ان

کے مدفن تمام الگ الگ اور بالکل مختلف ہیں۔

مذکورہ بالا تبصرہ سے راقم کو اُمید واثق ہے کہ ایک قاری، ایک تحقیق کرنے والا اور غیر جانب دار اور وسیع الذہن، عقیدت مند، حقیقت پر مبنی نتیجے پر پہنچ جائے گا۔

البتہ حضرت حاجی بہادر کوہاٹیؒ کی اولاد سے پرخاش اور عناد (وجوہات کچھ بھی ہوں) رکھنے والوں سے دست بہ دست التماس ہے کہ بے شک وہ موجودہ سادات بہادریہ سے بغض کا اظہار کریں مگر خدارا 363 سال پہلے گزرنے والی بزرگ ہستیوں کو آپس میں خلط ملط نہ کریں۔ نادانستگی میں ایسا ہونا ایک معمولی بات ہے مگر عمداً ایسا کہنا یا لکھنا ایک گناہ کبیرہ ہے۔ یعنی آپ کسی کے نسب کو ارادتاً تبدیل کر رہے ہیں۔ وما علینا الا البلاغ۔

ہم نام عبداللہ

جیسا کہ کرامات میں درج ہے کہ روضہ رسول ﷺ پہ حاضری کے موقع پر آپ (سید عبداللہ کوہاٹی) کے علاوہ عبداللہ نام کے کئی افراد اور بھی تھے ایسے ہی کچھ عرصہ بعد میں بھی عبداللہ نام کی کئی بزرگ ہستیاں گزری ہیں ان میں سے چند کا ذکر قدرے تفصیل سے کرنا ضروری ہے کیونکہ اسی ''ہم نامی'' سے مغالطہ پیدا ہوتا ہے یا عمداً مغالطہ پیدا کیا جاتا ہے۔ جس سے تاریخ کا چہرہ مسخ ہو جاتا ہے اور پھر اسی کی آڑ لے کر تعصب کو ہوا دی جاتی ہے جسکا مخلص عقیدت مندوں اور اولادِ حضرت حاجی بہادرؒ کو سامنا کرنا پڑتا ہے۔

سید عبداللہ اکبر آبادی

حضرت حافظ سید عبداللہ بارھوی واسطی سادات زیدی کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کے جداعلیٰ عراق سے پٹیالہ ہندوستان تشریف لائے۔ وطن کو خیر آباد کہہ کر ایک با خدا قاری سے حفظ و تجوید کیا اور دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر کے حضرت سید محمد ادریسؒ گیلانی کے خادم بن گئے۔ ان (حضرت سید گیلانی) کے وصال کے بعد حضرت شیخ آدم بنوریؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سلوک کی منازل طے کیں اور خلافت حاصل کی۔ 1052ھ میں حضرت آدم بنوریؒ جب حرمین شریفین روانہ ہوئے تو انہیں ہندوستان ہی میں رہنے کا حکم دیا۔ سید عبداللہ اکبر آبادی تمام عمر مجرد رہے۔ آپ نے کوئی شادی نہیں کی۔ آپ نے 1106ھ میں وصال فرمایا آپکی وصیت کے مطابق آپکو اکبر آباد (آگرہ) کے عام قبرستان میں دفن کیا گیا۔ آپ حضرت آدم

بنوڑ کے خلیفہ اکبر تھے پھر ان کے خلیفہ شاہ عبدالرحیم دہلوی ان کے خلیفہ حضرت شاہ ولی اللہ اور ان کے خلیفہ شاہ عبدالعزیز دہلوی تھے۔ واضح رہے خاندان محدثین کی مذکورہ بالا ہستیاں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ آدمیہ میں گزری ہیں نہ کہ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ بہادریہؒ میں۔ انہی حافظ سید عبداللہ اکبر آبادی کے متعلق حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اپنی تصنیف انفاس العارفین میں یہ سب تحریر کیا ہے۔ عام طور پر انہی سید عبداللہ واسطی اکبر آبادی کو حافظ سید عبداللہ کوہاٹی سے منسوب کر دیا جاتا اور پھر اسی کو حوالہ بناتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ حضرت حاجی بہادر، حضرت شیخ آدم بنوڑؒ کے خلیفہ اکبر تھے اور یہ کہ حضرت حاجی بہادرؒ بے خلف تھے جبکہ یہ منطق تاریخ اور حقائق سے بالکل متضاد ہے جیسا کہ حالات زندگی میں درج ہے کہ حضرت حاجی بہادرؒ نے مختلف قبائل میں سے چار شادیاں کیں۔ جن میں ایک زوجہ محترمہ حضرت اورنگزیب عالمگیرؒ کی لے پالک بیٹی تھیں اور آپ کے پانچ بیٹے تھے۔

(مزید تفصیل پرنٹ میڈیا کے مضامین میں درج ہے)

عبداللہ خویشگی قصوری / عبداللہ سلطان پوری

اسطرح بعض حضرات سیّد عبداللہ کوہاٹی (حضرت حاجی بہادر) کو عبداللہ خویشگی قصوری گردانتے ہیں، حالانکہ یہ امر تاریخ اور تاریخی لحاظ سے سراسر غلط ہے۔

(الف) خان روشن خان ''افغانوں کی نسلی تاریخ''، صفحہ نمبر 58 پر لکھتے ہیں۔ ''عبداللہ قصوری خویشگی افغان جو ایک نامور بزرگ گزرے ہیں اپنی ایک کتاب اخبارالاولیا من الاصفیا تحریر میں 1077ھ میں افغانوں کو بنی اسرائیل کہتے ہیں۔

(ب) بحوالہ احوال و آثار صفحہ نمبر 102 پنجاب یونیورسٹی لاہور میں درج ہے ''عبداللہ خویشگی قصوری (عہد شاہجہانی کے ایک عالم ہو گزرے ہیں) نے اپنی تالیف معارج

الولایت'' 1094ھ میں نقل کیا ہے (بحوالہ عبداللہ خویشگی قصوری معارج الولایت قلمی نمبر 25)

بعینہٖ کچھ لوگ حضرت عبداللہ سلطان پوری کو بھی سید عبداللہ کوہاٹی تصور کرتے ہیں، ان کی تاریخ وصال 1119ھ ہے اور ان کا مزار شریف مغلپورہ دہلی بھارت میں ہے۔

اگر درج بالا ہر تین بزرگ ہستیوں (سیّد عبداللہ اکبر آبادی بارہوی واسطی، عبداللہ خویشگی قصوری اور عبداللہ سلطان پوری) کے متعلق درج بالا تحریر کا سرسری طور پر (تعصب کی عینک اتار کر) مطالعہ کیا جائے تو عیاں ہو جاتا ہے کہ ان تین ہستیوں کا سیّد عبداللہ کوہاٹی (حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی) سے کوئی تعلق نہیں بنتا کیونکہ بڑا اہم واضح نکتہ یہ ہے کہ حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی کی تاریخ وفات 1070ھ ہے۔

عبداللہ بنگش

ایسے ہی کچھ لوگ حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی کو عبداللہ بنگش بتاتے ہوئے ہچکچاتے نہیں۔ عبداللہ بنگش کے بارے میں چند سطور قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ ان سطور کا مقصد ریکارڈ کو درست بھی کرنا ہے اور تاریخ کے ساتھ انصاف بھی کرنا ہے۔ ایک ہی وقت میں ایک جیسے نام رکھنے والی شخصیات کے ناموں کو مختلف لوگوں نے اپنے اپنے مقاصد کے لئے مختلف پیرائے میں استعمال کیا۔

عبداللہ بنگش محمد خواجہ (متوزہ) میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام الّا خان اور دادا کا نام سرور خان تھا۔ جبکہ حضرت حاجی بہادرؒ (سید عبداللہ کوہاٹی) کی جائے ولادت آگرہ ہے۔ ان کے والد کا نام شاہ محمد سلطانؒ اور دادا کا نام میر سرور سلطانؒ تھا۔ عبداللہ بنگش کی دو بیویاں تھیں۔ اور سید عبداللہؒ کوہاٹی کی ازواج کی تعداد چار تھی۔

عبداللہ بنگش کے تین بیٹے تھے۔ میر جاجو، میر طاؤس اور میر سلمان دوسری طرف حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی کے پانچ بیٹے تھے۔ میاں محمد یوسف شاہ، میاں محمد قاسم شاہ، میاں حاجی محمد عمر، میاں محمد عثمان شاہ اور میاں محمد یعقوب شاہ۔

عبداللہ بنگش کے انہی تین بیٹوں کے نام سے حاجی خیل، طاؤس خیل [illegible]
اقوام تحصیل (حال ضلع) ہنگو میں آباد ہیں۔ جبکہ حضرت حاجی بہادرؒ سید عبداللہ [illegible]
میاں خیل کے نام سے مشہور اور کوہاٹ شہر میں آباد ہے۔

ہم نام "حاجی بہادر"

ایسے ہی بعض نادان اور انگریز کی ہاں میں ہاں ملانے والے لوگ حاجی [illegible] شامل زئی دولت خیل کو "حاجی بہادر" کوہاٹی بنا کر پیش کرتے ہیں اور عام لوگوں [illegible] میں رکھ کر حسد، کینہ پروری اور احساس محرومی کی آگ بجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔

اپنے اس قول کی تائید میں ہم حوالے کے طور پر تصنیف "عبد بنگش کی سیاسی [illegible] ثقافتی تاریخ" مؤلفہ مفتی ولی اللہ فرخ آبادی مترجمہ حکیم شریف الزمان شریف [illegible] پیراگراف صفحہ ۹۴/۵۰ سے من وعن پیش کرتے ہیں۔

نواب محمد بنگش غضنفر جنگ کے بیان میں مؤلف لکھتا ہے:

"ان کے والد ماجد ملک عین خاں بن ملک گوہر خاں بن ملک [illegible] جہاں خاں بن مالک سارنگ خاں کاغذئی کرلانی رئیس بنگش، عالمگیر اورنگزیب [illegible] کے زمانہ میں ولایت سے ہندوستان آئے اور عین خاں سردانی کے رسالے میں [illegible] سرکار میں شامل ہوئے۔ کاغزئی کرلانی کے چند گروہ ہیں۔ ان میں سے عین خاں [illegible] اور گروہ ہریہ میں سے شامل زئی ہے اور شامل زئی سے دولت خیل ہے۔ دولت خاں [illegible] بہادر تھے اور یہ حاجی بہادر، حاجی بہادر کوہاٹی کے علاوہ ہیں جو شیخ آدم بنوری کے خلیفہ ہیں۔"

قارئین کرام! خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ تعصب اور عناد انسان کو کہاں سے [illegible] جاتا ہے۔

اسنادِ دیگراں

گذشتہ ابواب میں ہم نے اُن اسناد عالمگیری کا تفصیلی تذکرہ کیا تھا جو براہِ راست حضرت حاجی بہادرؒ کے بڑے بیٹوں (میاں محمد یوسفؒ و میاں محمد قاسمؒ) کے نام جاری ہوئیں۔ اور جن کی تصویری نقول روضۂ حضرت حاجی بہادرؒ میں شجرہ عالیہ کے دائیں بائیں آویزاں ہیں۔ اور جن کا مختصر اُردو ترجمہ اسی شجرے کے نیچے بلاک فریم میں درج ہے۔ اس کتاب کے آخر میں اُن اسناد کے علاوہ چند دیگر اسناد بھی منسلک کی جارہی ہیں جو حضرت حاجی بہادرؒ کے پوتوں، پڑپوتوں کے علاوہ دیگر اولاد حضرت حاجی بہادرؒ کے نام جاری ہوئیں۔ ہم ان اسناد کے مختصر نفس مضمون اور چیدہ چیدہ نکات درج کرنے کی کوشش کریں گے۔ یقیناً ان میں قارئین کی دلچسپی کا سامان بھی موجود ہے اور اولاد حضرت حاجی بہادرؒ کے لئے اُن کے بزرگوں کی تاریخ بھی موجود ہے۔ اس سے ان کا آگاہ ہونا خاص اہمیت رکھتا ہے۔ آج کے دور میں اصلیت (خاندان) بدلی جارہی ہے یا چھپائی جارہی ہے۔ دو نمبر والا ایک نمبر بن رہا ہے اور وہ ایک نمبر کو دو نمبری کہتا ہے۔

یہ اسناد مسلم حاکمان وقت کے احکامات سے جاری ہوئیں۔ ان میں حکومت وقت کی طرف سے عطا کردہ اراضی کے مالکانہ حقوق کا ذکر ہے۔ اس وقت کے قاضیان شرع (شریعت) نے ان پر اپنے دستخط اور مہریں ثبت کیں۔ {ایسا نہیں ہوا کہ فرنگی سے وفاداری نبھانے کے بدلے میں بخشش ہوئی ہوں۔ جیسا کہ کوہاٹ کے ایک قبیلے نے جب انگریزوں کی وفاداری نبھاتے ہوئے مسلمانوں کے آزاد قبائل کے خلاف جنگ میں حصہ لیا تو انگریز سرکار نے اولاد

حضرت حاجی بہادرؒ سے ایک قطعہ زمین چھین کر اُس قبیلے کو دیدیا۔ جو اورنگزیب عالمگیرؒ نے اولاد حضرت حاجی بہادرؒ کو عطا کیا تھا}۔ بعض اسناد اولاد حضرت حاجی بہادرؒ کے پاس اصلی حالت میں موجود ہیں اور بعض محکمہ مال صدر قانونگو سے حاصل کی گئیں۔

آیئے ہم دیکھتے ہیں کہ یہ اسناد کن کے نام جاری ہوئیں؟ کس مقصد کے لئے جاری ہوئیں؟ جاری کرنے والے کون لوگ تھے؟ کس سن ہجری میں جاری ہوئیں؟ اور اولاد حضرت حاجی بہادرؒ کے لئے مختلف ادوار کی حکومتوں نے کیا کیا القابات استعمال کئے اور کیا اعزازات دیئے جو اولاد حضرت حاجی بہادرؒ کے شایان شان تھے؟

یہ اسناد میاں محمد مرزا، میاں محمد نور، میاں عبدالغفور اور میاں عبدالشکور (پسران میاں محمد قاسم جو کہ حضرت حاجی بہادرؒ کے دوسرے بیٹے تھے) میاں میران شاہ، میاں احمد شاہ (بانڈہ احمد شاہ انھی کے نام سے موسوم ہے، احمدی بانڈہ۔ اور واضح رہے کہ بانڈہ داؤد شاہ انہی کے بیٹے میاں داؤد شاہ کے نام سے موسوم ہے) حسین شاہ، ولی اللہ شاہ، سراج الدین، بہاؤالدین، جلال الدین، محمود شاہ، باقر شاہ، غفار شاہ، سید مسعود الدین، سید معصوم الدین اور سید نورالدین رسالدار (ریاست ٹونک انڈیا) کے نام جاری ہوئیں۔

حکومت ہائے وقت نے نہ صرف یہ کہ ان مذکورہ بالا افراد کی مدد معاش کے لئے اراضی عطا کیں۔ بلکہ اجناس اور غلہ وغیرہ کے محصول اور راہداریاں بھی معاف کر دیں۔

ان اسناد میں علاقہ خٹک، علاقہ بنگش، مکھڈ، باغ، جبہ اسماعیل خیل، ڈھیری باغبان (پشاور)، محمد جونہ کوہاٹ، (شاہ آباد، عبداللہ کالونی، صدر تھانہ، خیبر کالونی، بہادر کالونی، کالج ٹاؤن، منگل بی بی حیات شہید کالونی) کا ذکر ہے۔

یہ اسناد اس وقت کے حکمرانوں کے احکامات سے جاری ہوتی رہیں۔ اور ان کی

تصدیق اس وقت کے بااختیار باشرع قاضیان شریعت نے کی، چند ایک کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

** المتوکل العالم، المختار الملک خادم شرع حافظ محمد سعید * حافظ عبدالصمد * احمد شاہ درانی * محمد علی * سعادت خان بنہزادی * خوشحال خان بہزادی * حافظ محمد یوسف * خادم شرع خواجہ محمد * قاضی عبدالرشید * محمد شاہ بادشاہ غازی (کابل) * خواجہ قطب الدین * نصرت جنگ بہادر ملک وزیر خان وزیر الدولہ * شاہ نجف امیر جہاں * صاحب زادہ افتخار الامراء فخر الملک عبداللہ خان بہادر خان، محکمہ محتشمہ نیابت ٹونک انڈیا * خادم شرع میاں ولی اللہ نبیرہ حضرت حاجی بہادرؒ * خواجہ محمد عبدہ * متوکل ملک المنان خادم شرع قاضی ابوالقاسم بہادر جنگ صولت الملک ملک حافظ محمد ابراہیم امین الدولہ وزیر

مذکورہ بالا اسانید کا اجراء

1136, 1143, 1145, 1148, 1149, 1216,

1229, 1249, 1250, 1262, 1264, 1266, 1291

اور 1295 سن ہجری میں ہوا۔ (چند سندیں 1308 اور 1309 سن ہجری کی بھی ہیں) واضح رہے کہ تادم تحریر ہجری سال 1433 جارہا ہے۔ قارئین کرام خود ان دستاویزات کے تقدم کا حساب کر سکتے ہیں۔ یعنی 125 سال سے لیکر 300 سال تک پُرانی ہیں۔

اب ہم اس پہ نظر ڈالتے ہیں کہ جن افراد کے نام یہ اسناد جاری ہوئیں۔ انھیں کن القابات سے مخاطب کیا گیا؟

* مخدوم زادہ ہائے نبائر حقائق ومعارف آگاہ، دقائق لدنیات دستگاہ حاجی عبداللہ کوہاٹی (خدام شریعت) * زبدہ خاندان عظام، دودمان کرام، شرافت ونجابت دستگاہ *

سیادت وشرافت آئین، نجابت وبسالت آگیں * سیادت پناہ * [illegible]

انتباہ * شرافت پناہان *شرافت وسیادت مرتبت، شجاعت وبسالت ومنزلت [illegible]

مآب، شرافت انتساب

تاریخ اور طریقت کی طرف رجحان رکھنے والے اور تھوڑی بہت فارسی جاننے [illegible]

حضرات اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ان القابات میں کیا اعزاز اور اکرام پنہاں ہے جس کا [illegible]

سرکارِ وقت نے بھی کیا اور شریعت وطریقت کے پیروکاروں نے بھی کیا۔

میرے محلے کو کس کی نظر لگ گئی؟

پیار، محبت اور عظمتِ رفتہ کا آئینہ دار میرا

''محلّہ میاں خیل''

''وہ لوگ کہاں گئے وہ محلّہ کہاں گیا''

زیرِ نظر (اس) تالیف میں جہاں ہم نے سادات بہادریہ کے جدِ اعلیٰ حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی سے متعلق کچھ لکھنے کی جسارت کی ہے۔ وہاں ہم اس مقام کا بھی ذکر کریں گے۔ جہاں میاں خیل (ساداتِ بہادریہؒ) نے آج سے تقریباً چار سو سال پہلے اپنی بود و باش کا آغاز کیا تھا۔ چلتے چلتے اگر ہم یہ بھی بتا دیں کہ محلے کا نام ''محلّہ میاں خیل'' کیوں پڑا تو مناسب ہوگا۔ حضرت حاجی بہادرؒ کے اجداد غزنی (افغانستان) سے ہندوستان گئے وہاں سے حضرت حاجی بہادرؒ تبلیغ دین کی خاطر کوہاٹ (صوبہ کابل) آئے۔ آپ کی رحلت کے بعد آپ کے بڑے صاحبزادوں سید محمد یوسف اور سید محمد قاسم کو سرکاری طور پر ''میاں صاحب'' پکارا جانے لگا۔ (میاں، میراں کا مخفف بمعنی سردار اور آقا اور یہی مفہوم سید کا ہے) افغانستان اور صوبہ خیبر پختونخوا میں سادات کو بطور خاص میاں صاحب کہا جاتا ہے۔ چونکہ یہ محلّہ میاں صاحبان کا تھا۔ اور صوبہ سرحد میں قوم قبیلے کے لئے ''خیل'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اس لئے محلے کا نام محلّہ میاں خیل پڑ گیا۔ حالانکہ میاں کوئی قوم نہیں یہ ایک اعزاز ہے۔ لقب ہے۔ جو اولاد حضرت حاجی بہادرؒ کو مغل سلطنت کی طرف سے عطا کیا گیا تھا۔

زیرِ نظر مضمون میں ہم اس محلے کی روحانیت، عظمت، رونقیں اور اس کے باسیوں کی آپس میں محبت کی یاد تازہ کریں گے۔ ویسے تو یادیں واقعات اور وابستگیاں تو بے شمار ہوں گی،

نگران کا احاطہ یہاں ناممکن بھی ہے اور شاید نامناسب بھی ہو۔ یہاں ایک اہم نکتہ یہ بھی بتانا مقصود ہے کہ آج کے لوگ خصوصاً نئی نسل اس محلے کو جس شکل اور طور طریقوں میں دیکھ رہی ہے۔ یہ ہرگز ایسے نہ تھا۔

یہ محلّہ دامن سنگھیڑ کی غیر آباد زمین پر آباد ہوا۔ مغلیہ سند کے مطابق اس کا رقبہ چالیس بیگہ (160 کنال) پر مشتمل تھا۔ جو مغل بادشاہ اورنگزیب عالمگیرؒ نے حضرت حاجی بہادرؒ کے فرزندوں کو برائے رہائش عطا کیا۔ اولاد حضرت حاجی بہادرؒ نے یہاں اپنے ساتھ مختلف پیشوں سے تعلق رکھنے والے ہمسایہ گان اور خدمت گار آباد کرنا شروع کئے۔ وقت کے ساتھ یہ علاقہ آباد ہوتا گیا۔ اس کی آبادی والی حدیں مسجد و مدرسہ و مزار حضرت حاجی بہادرؒ سے لے کر شاہ فیصل گیٹ (کنگ گیٹ) چھاؤنی تک تھیں۔ اس میں مختلف کوچے اور گلیاں مختلف ناموں سے موسوم ہوتی گئیں۔ آبادی کے اضافے کی وجہ سے بعد میں یہ کوچے اور گلیاں بھی محلے بن گئے۔ اس محلے میں اولاد حضرت حاجی بہادرؒ کے علاوہ آپؒ کے خلفاء ، خدمت گار اور وہ پیشہ ور لوگ جو مختلف علاقوں سے ہجرت کر کے آئے۔ آباد ہونے لگے۔

انگلش گزٹیئر کوہاٹ 84 - 1883ء میں لکھا ہے ''اولاد حضرت حاجی بہادرؒ میاں خیل کوہاٹ میں بہت بڑی تعداد میں آباد ہیں۔ جہاں باقاعدہ ان کے اپنے گھر ہیں۔ اور ایک سو پچاس بڑے بڑے حصہ دار ہیں۔ امام شاہ، یوسف شاہ، باقر شاہ اس قبیلے کی نمایاں شخصیات ہیں''۔

درسگاہ اور مسجد حضرت حاجی بہادرؒ اُس وقت شریعت اور طریقت کا مرکز تھیں۔ جہاں مختلف علاقوں سے علم کے رسیا اور روحانی فیض کے طلبگار اپنا اپنا حصہ پاتے اور اپنے علاقوں میں جا کے اس فیض کو تقسیم کرتے۔ پشتو زبان کے مشہور صوفی شاعر حضرت رحمان باباؒ اور شیخ

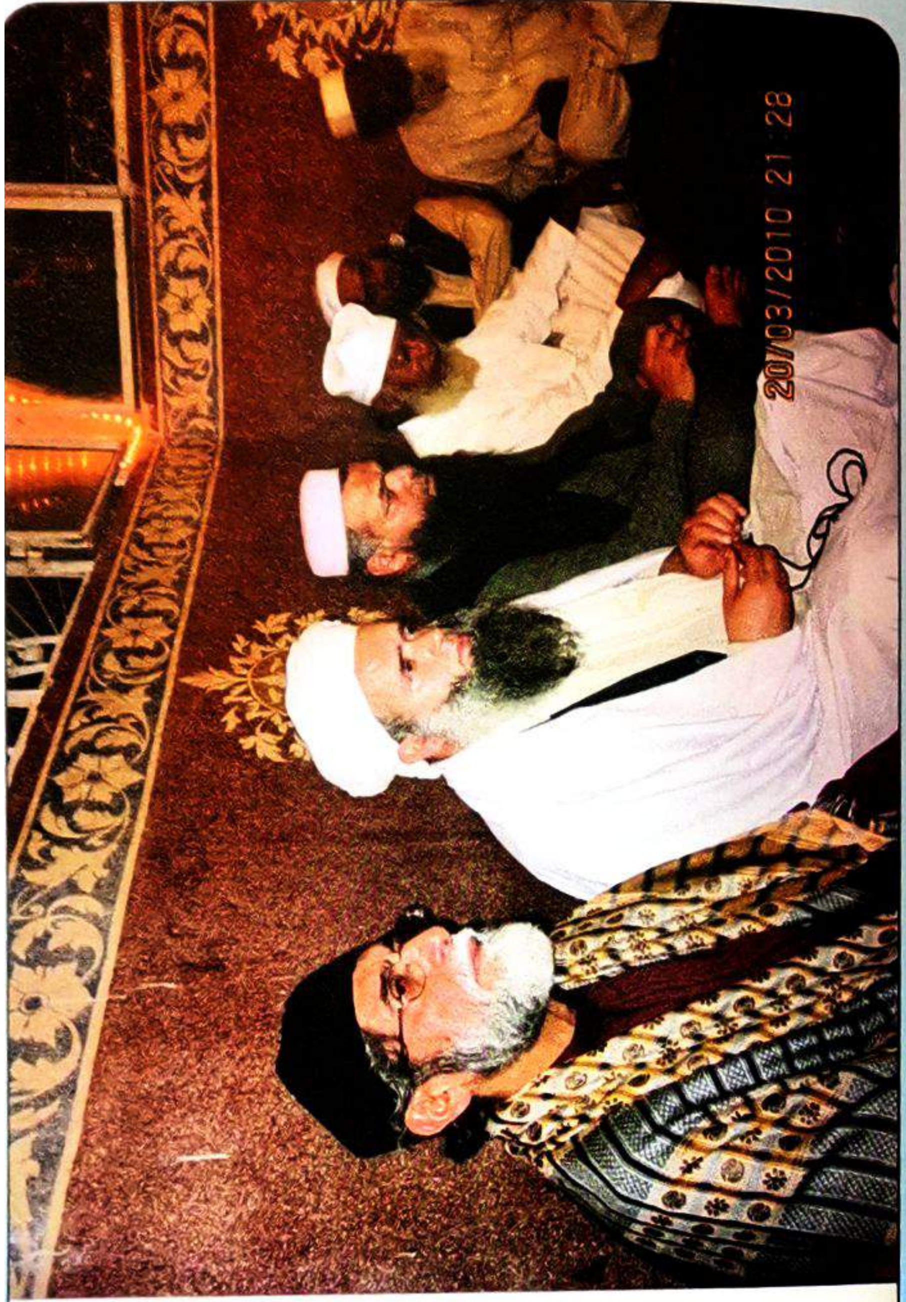

عرس کے موقع پر محفل نعت میں پشاور، لاہور، ایبٹ آباد کے آئے ہوئے عقیدت مندوں کی شرکت

صاحبزادہ صاحب (کھمکول شریف کوہاٹ)

پیر حبیب اللہ شاہ سالانہ عرس کے موقع پر چادر پوشی کرتے ہوئے

صاحبزادہ صاحب (کھمکول شریف کوہاٹ)

پیر حبیب اللہ شاہ سالانہ عرس کے موقع پر چادر پوشی کرتے ہوئے

عبدالرحیمؒ آف شیوکی اسی درسگاہ اور خانقاہ کے فیض یافتہ تھے اور حضرت حاجی بہادرؒ کے خلفاء میں سے تھے۔

محلہ میاں خیل میں مسجد نور اور حجرہ میاں خیل کو خاص حیثیت حاصل تھی یہ مسجد حضرت حاجی بہادرؒ کے پوتے میاں محمد نور کے نام پہ آباد ہوئی۔ اس حجرے میں کیسی کیسی ہستیاں عوام الناس کی سرپرستی کرتی نظر آتی تھیں۔ ایک خاتون حجرے کے پاس سے گزرتی ہیں، اس نے پازیب پہن رکھی ہے اور جھنکار سنائی دیتی ہے۔ ''میاں صاحب'' اُٹھتے ہیں اور اُس خاتون کا پیچھا کرتے کرتے اُس کے گھر تک جاتے ہیں۔ عورت کے گھر کے اندر داخل ہونے کے بعد میاں صاحب دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں۔ تو اس گھر سے ایک مرد جونہی باہر آتے ہیں۔ میاں صاحب اُس کی پٹائی شروع کر دیتے ہیں۔ وہ فریادی انداز سے سوال کرتا ہے۔ ''میاں صاحب میں نے کیا کیا ہے؟'' میاں صاحب کہتے ہیں۔ ''اگر آئندہ یہ خاتون اس طرح جھنکار کرتے ہوئے حجرے کے پاس سے گزری تو اس کی ٹانگیں توڑ دونگا۔'' یہی میاں صاحب چشمہ جات کی ایک مسجد، مسجدِ داوٗد شاہ (کمپنی باغ کے مغرب میں) میں نماز پڑھتے اور عبادت کرتے تھے۔ ایک دن گھر آئے اور اپنے بدن سے چادر ہٹائی تو اُن کو اس پر ایک چیونٹا نظر آیا۔ بڑی افسردگی سے بولے۔ ''اوہو! میں نے تو اس چیونٹے کو بے گھر کر دیا'' محلہ میاں خیل سے واپس چشمہ جات کی اس مسجد گئے اور اس چیونٹے کو وہیں چھوڑ کر آئے۔ یہ تھے میاں نظیر اللہ (مرحوم) یہ میاں صاحب اپنے دور کے صاحب کرامت بزرگ تھے۔

اب انگریز دور میں آتے ہیں۔ ایک انگریز افسر محلہ میاں خیل سے گزرنا چاہتے تھے۔ اُس وقت کے کسی میاں خیل بڑی شخصیت سے ملنا چاہتے تھے۔ پیغام ملاقات بھیجا۔ انگریز سے ملنے تو آئے مگر اپنے ہاتھ پر چادر لپیٹ لی۔ اور ہاتھ ملایا۔ انگریزی گزٹیئر صفحہ نمبر 183 پر درج ہے کہ ''سنگھیڑہ پر واقع ڈسپنسری کے بالکل شمال میں حاجی بہادرؒ کا مزار ہے اس کی کوئی تعمیراتی

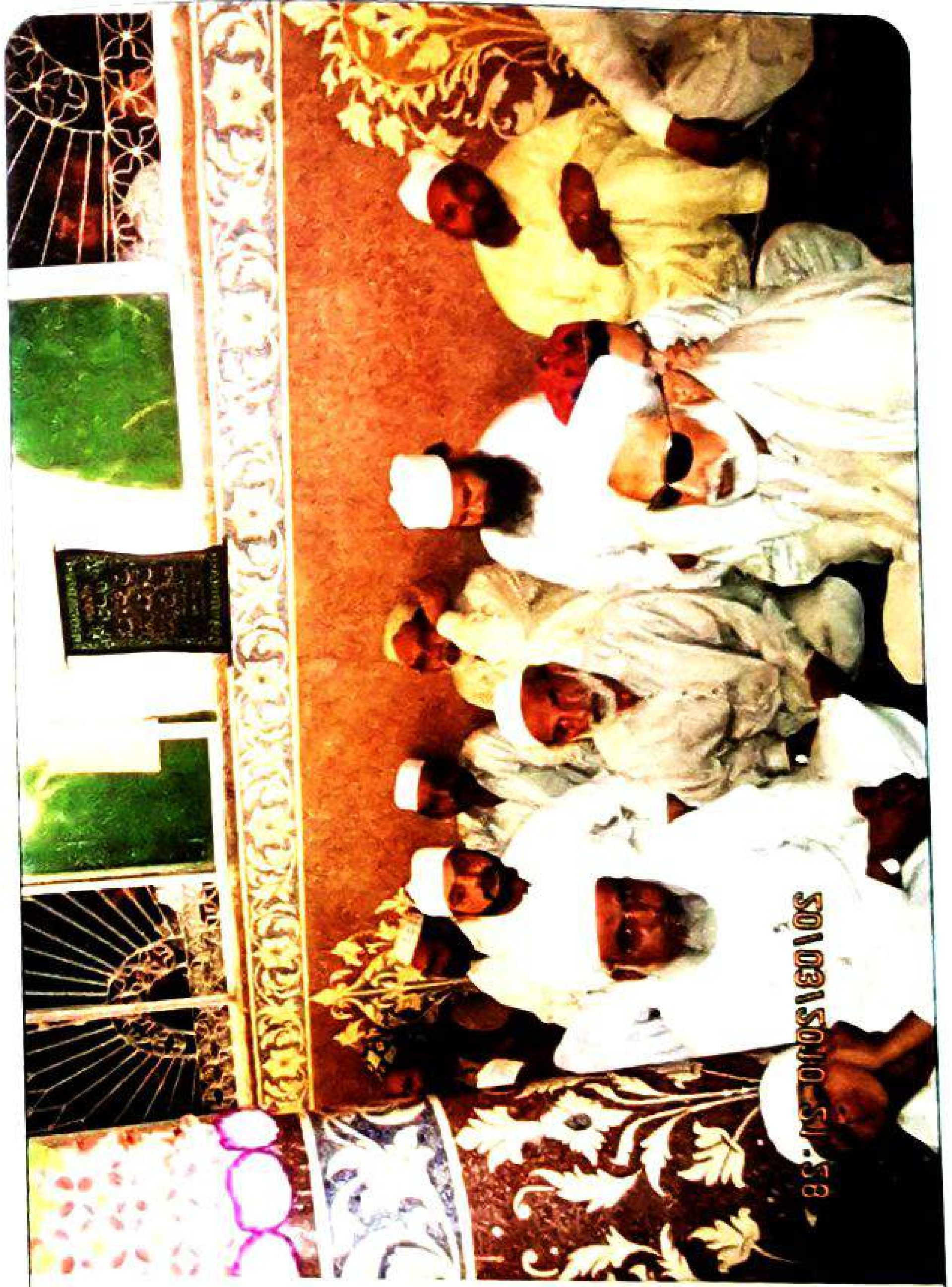

عرس کے موقع پر محفلِ نعت میں پشاور، لاہور، ایبٹ آباد کے آئے ہوئے عقیدت مندوں کی شرکت

فوقیت نہیں لیکن انتہائی مقدس مقام سمجھا جاتا ہے۔ جب لوگوں کے تنازعات بذریعہ حلف طے کئے جاتے تو اکثر یہ شرط رکھی جاتی کہ حلف حضرت حاجی بہادرؒ کے مزار میں لیا جائے گا۔ اس گزٹیئر کے صفحہ نمبر 67 پر درج ہے کہ ''میاں خیل سید اس بات سے عاری ہے کہ وہ اپنی بیٹی کو کسی غیر زمیندار کے نکاح میں دیدے''

پھر ایک دور یہ تھا کہ زائرین جو دور دراز سے مزار حضرت حاجی بہادرؒ پر حاضری دینے آتے تو میاں خیل محلّہ میں بڑے گیٹ سے داخل ہوتے تو پہلے اپنی جوتیاں (کھیڑیاں) اتار کر بغل میں پکڑ لیتے کہ بے ادبی نہ ہو جائے؟ چشم دید ہے کہ کئی تاجر پیشہ حضرات اپنے یومیہ کاروبار کے آغاز سے پہلے مزار حضرت حاجی بہادرؒ پر حاضری دیتے ۔اور دیر تک مراقبہ میں مشغول رہتے۔ مثلاً حاجی حبیب الرحمٰن پراچہ اور حافظ حاجی فقیر محمد پراچہ قابل ذکر ہیں۔ ایسے ہی محلے کے بعض باسی حجرہ میاں خیل کے پاس آ کے حضرت حاجی بہادرؒ کے مزار کی طرف رُخ کر کے دُعا کرتے اور اس کے بعد کام کاج کے لئے چل پڑتے۔ بابا مختار اعوان، بابو غلام صدیق اور کمال خان عرف کاکو وغیرہ نمایاں مثالیں ہیں؟ اسی بڑے گیٹ کے ساتھ ایک حجرہ ہے جس میں عصر کے بعد مجلس ہوتی۔ جہاں پیار اور محبت کا راج ہوتا۔ کیا اپنے کیا پرائے، سب باہمی اخوت کے نظارے ہوتے۔ بعض لوگ حجرے میں تو ''میاں صاحب'' کے ساتھ چارپائی پر بیٹھنا بے ادبی سمجھتے تھے۔ ایک دوسرے کے مسئلے مسائل سنتے، دوسرے کے دکھ کو اپنا دکھ سمجھتے، ممکنہ حد تک شریک ہوتے آج کل کے دور میں جنہیں بدمعاش کہا جاتا ہے۔ وہ راتوں کو اپنی گلی میں گشت لگاتے اور عام حالات میں اپنے محلے کی عزت کے محافظ ہوتے مسجد نور سے متصل حجرے میں میاں خیلوں کے بیل اور گھوڑے باندھے جاتے۔ مخصوص لوہار ادھر ہی ان کو نعل لگایا کرتے۔ حجرے اور مسجد نور کے ساتھ گلی ''کوچہ لوہاران'' سے جانی جاتی ہے آج کل اس گلی

کوچہ مسجد نور کے نام سے بھی لکھا جاتا ہے۔

محلّہ میاں خیل کے لوگوں میں پیار اور محبت کے اس راج میں ایک اور بات یہ تھی کہ سردیوں کے موسم میں اکثر گھروں میں صحبتیں (Picnics) ہوتیں۔ ان صحبتوں میں شیرنیاں بنائی جاتیں۔ گراموفون، ریکارڈر بجائے جاتے۔ بڑے بوڑھے بچوں کو کہانیاں سناتے۔ برآمدے یا کمرے کے بیچوں بیچ مٹی کی چھوٹی سی انگیٹھی بنی ہوتی تھی اور اُس میں لکڑیوں کے انگارے دہکائے جاتے اور اہل مجلس اپنے ہاتھ تاپتے اور رات گئے تک گپ شپ لگاتے۔ ایسے ہی دن کے اوقات میں میاں خیل حضرات محلّہ میاں خیل سے نکل کر محمد جونہ (جو آج کل شاہ آباد، عبداللہ کالونی، خیبر کالونی، بہادر کالونی، کالج ٹاؤن، حیات شہید کالونی منگل بی بی مدینہ ٹاؤن وغیرہ) کو جاتے۔ رونقیں لگاتے کھیتی باڑی اور باغبانی یہاں کا معمول تھا۔ یہاں بھی خاص مواقع پر Picnics ہوتیں۔ خصوصاً گندم اور جوار پک جاتی بلہ گلہ ہوتا اسے بلندرہ کہتے تھے۔ (بلندرہ سے مُراد کئی کاشتکار مل کر ایک جگہ کسی ایک کاشتکار کا کام کرتے تھے) اس محمد جونہ میں دنیا کا بہترین امرود ہوتا۔ اس کے علاوہ لوکاٹ ہوتا، ہر قسم کی سبزی یہاں پیدا ہوتی ایک بزرگ خاتون (بوڑھی) نے بتایا کہ صدر تھانہ (آج کل ایس ایس پی بنگلہ، انکم ٹیکس دفتر، ڈی سی بنگلہ، ڈی آئی جی بنگلہ، کسٹم ہاؤس) کے پاس کے علاقے کو نجلو کہا جاتا۔ اس میں کئی قسم کی انگور کے باغات تھے۔ یہاں سے غلہ، پھل اور سبزیاں بازار کو بیل گاڑیوں کے ذریعے لے جاتے۔ ماہِ رمضان میں مغرب کی اذان سے کچھ دیر پہلے محلے بھر کے بچے مسجد کے پاس اکٹھے ہو جاتے۔ لاوڈ اسپیکر تو ہوتے نہیں تھے۔ جب موذن اذان کے لئے چبوترہ پر چڑھ کر اللہ اکبر کہتا تو تمام بچے گھروں کو بھاگتے اور بلند آواز میں'' بانگ ملی روزہ کھلی'' کہتے ہوئے گھروں کو پہنچتے۔ ایسا محلے کی دیگر مساجد کے پاس بھی ہوتا تھا۔ اور سحری کے وقت مختلف

علاقوں کے خوش الحان جوان گلی گلی گشت کرتے ہوئے نعتیں اور قوالیاں پڑھتے ۔ (ان کو مدائی کہا جاتا تھا)۔ وہ لوگوں کو بیدار کرنے کے لئے آتے ۔ پھر یہی مدائی عید کے پہلے روز آتے اور اپنی عیدی وصول کرتے ۔ عام دنوں میں مسجد نور میں میاں محمد شاہ صبح کی اذان دینے سے پہلے صلوٰت (درود) پڑھتے پھر گلی میں جاتے اور بلند آواز سے کہتے جاتے ''ایماندارو، اُٹھو صبح ہوگئی' مسجد کے صحن میں بائیں طرف آخری کونے میں ایک چبوترہ بنا ہوا تھا۔ موذن سیڑھیوں سے چڑھ کے اذان دیتا۔ بڑے اچھے اور خوبصورت آواز والے موذن اور نعت خواں ہوتے ۔ میاں حسین شاہ، سلیم قریشی، حافظ فدا، رحمت اللہ (کاکا) خوست والے میاں صاحب، جب بھی الصلوۃ والسلام چبوترے پر بلند آواز سے پڑھتے تو سوزِ آواز کی بدولت سننے والے کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے۔

عید کے تیسرے دن محلہ میاں خیل کی خواتین موضع شیخان کے مشہور و معروف ولی کامل پلوسی بابؒ کے مزار پر جاتیں۔ تقدس و احترام سے عقیدت کا اظہار کرتیں۔ ایک زمانے میں اہل محلہ کے تانگے رکھنے والے اپنے تانگوں کی دوڑ لگاتے یہ مقابلے بنوں روڈ اور پنڈی روڈ پر ہوتے۔ سڑک کے دونوں طرف لوگ جمع ہوتے اور حوصلہ افزائی کرتے ۔ محلہ میاں خیل اور اس کے گلی کوچوں میں بڑے بڑے پہلوان رہا کرتے تھے۔ یاسین پہلوان، بخشیش پہلوان، اسماعیل پہلوان، عبدالقادر پہلوان، رحیم شاہ پہلوان، کرڈو پہلوان، فضل شاہ پہلوان، یہ دیسی کشتی کرتے۔ مختلف اکھاڑوں میں مقابلے کی کشتیاں ہوا کرتیں۔ اس طرح فٹ بال کے بڑے نامی گرامی کھلاڑیوں نے اس محلے میں جنم لیا۔ عبدالرشید عرف شیدو (یہ پاکستان لیول کے کھلاڑی تھے اور اس کے مرنے پر ہمدم اخبار نے لکھا کہ ''کوہاٹ کا فٹ بال مر گیا'')، بابو نثار، میاں محمد عمر شاہ، ہمایون وکیل، فقیر محمد عرف چنی فٹ بال کے بہترین کھلاڑی تھے۔ بہت پہلے

کے دور میں اسلم تیلی، غفور شاہ، رحیم شاہ شبرنگ مشہور فارورڈ تھے۔ بعد میں مانو اور ککو بہتر کھلاڑی تھے۔ انہی ایام میں محمود شوکت، ماسٹر سردار شاہ، میاں دلاور شاہ اور حبو ماسٹر نامی گرامی فل بیک تھے۔ ان کی شاٹش بہت مشہور تھیں۔ میاں اشرف شاہ اور کوچہ عبدالجبار پہلوان کے یوسف ہپو کا گول کیپنگ میں بڑا نام تھا ۔ فٹ بال کے کھیل میں دلچسپی کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اُس وقت محلہ میاں خیل اور چکرکوٹ کے بیچوں بیچ بہت بڑا میدان تھا جسے ہندکو میں (جبہ) کہا جاتا تھا۔ اب اس میں گاف کھیلی جاتی ہے۔ اور یہ گراؤنڈ آرمی والوں کے پاس ہے۔ اس طرف جانا ممنوع ہے۔ سوائے پاس رکھنے والوں کے۔

عصر کی نماز پڑھتے ہی لوگ بڑے بوڑھے، بچے اور خصوصاً جوان اس میدان کی طرف لپکتے۔ اس وسیع میدان میں کرکٹ اور ہاکی برائے نام ہوتی۔ مگر فٹ بال کی مختلف ٹیموں مختلف کلبوں اور فوجی یونٹوں کے درمیان ٹورنامنٹ ہوتے تو تماشائیوں کی ایک کثیر تعداد ہوتی

چکرکوٹ کے زمیندار کلب اور محلہ میاں خیل کے فرینڈز کلب کا مقابلہ جب ہوتا تو چکرکوٹ اور محلہ میاں خیل کے بچے بوڑھے سب میچ دیکھنے آتے کوہاٹ میں ان دونوں ٹیموں کا بڑا نام تھا۔ یہ کھلاڑی اذان مغرب کے ساتھ گھروں کو لوٹتے۔ محلہ میاں خیل میں حجرے کے پاس میاں ہمایون شاہ کی دودھ کی دکان تھی۔ جس میں بڑی کڑائی میں گرم دودھ ہوتا۔ سفید مٹی کے پیالوں میں دودھ دیا جاتا اور اس پر پستہ ڈالا ہوتا۔ ساتھ میں الائچی کی خوشبو ہوتی اس دودھ کا سواد ہی کچھ اور ہوتا! اکثر کھلاڑی یہاں دودھ پیتے۔

مساجد اور اولادِ حضرت حاجی بہادر (رحمت اللہ علیہ) کوہاٹی

ارشاد ربانی ہے۔ ''رکوع کرو (جھکو) رکوع کرنے والوں (جھکنے والوں) کے ساتھ''

حدیث نبویؐ ہے۔ ''بہترین مجالس مساجد میں ہوتی ہیں''۔ ایک اور حدیث پاک ہے۔

''جو اللہ کی رضا کے لئے مسجد بنائے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا''

(بخاری شریف)، ان ارشادات کی روشنی میں دیکھا جائے تو مساجد کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے

مساجد کی تعمیر کے حوالے سے جب ہم میاں خیل قوم کی سوچ اور خدمات پہ نظر ڈالتے ہیں تو یہ قوم خوش قسمت نظر آتی ہے۔ حضرت حاجی بہادر (رحمت اللہ علیہ) کوہاٹی کی والدہ محترمہ سے لے کر آج کے میاں خیل افراد تک اس فی سبیل اللہ خدمت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ذیل میں ہم ان متعدد مساجد کی مختصر تفصیل بیان کریں گے جن کی تعمیر کے لئے زمین مکمل طور پر میاں خیل افراد نے وقف کی۔ جبکہ دو ایک میں کچھ حصہ دیا گیا۔

چار سو سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے جب سب سے پہلی مسجد بنائی گئی۔ یہ مسجد حضرت حاجی بہادر (رحمت اللہ علیہ) کوہاٹی کی والدہ نے اپنی زر خرید زمین پر تعمیر کروائی۔ اس مسجد میں ایک بڑی دینی درسگاہ بھی قائم کی گئی تھی۔ جس میں طریقت، شریعت اور حکمت کی نشستیں ہوا کرتیں۔ جہاں فیض پانے والے دور اور نزدیک سے آ کر فیض پاتے اور پھر اسی علم کی روشنی سے اپنے اپنے علاقوں کو روشن کرتے۔ اس درسگاہ کے فیض یافتگان علماءِ ظاہر اور علماءِ باطن کی ایک طویل فہرست تیار کی جاسکتی ہے۔ اب اس مسجد میں بہادریہ غوثیہ کے نام سے مدرسہ قائم ہے۔ جس میں سینکڑوں طلباء حفظ و ناظرہ اور تجوید کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ حضرت حاجی بہادر (رحمت اللہ علیہ) کوہاٹی کی اولاد بڑھتی اور

پھیلتی گئی۔ یہ پتھریلا علاقہ آباد ہوتا گیا۔ زندگی کے تقاضے اور ضروریات بڑھتی گئیں۔ خلفاء، مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے والے عقیدت مند، ہنر مند مختلف کسب کے لوگ بھی یہاں آباد ہوتے گئے۔ یہ لوگ حضرت حاجی بہادر (رحمت اللہ علیہ) اور ان کی اولاد کی خدمت کو باعث مسرت سمجھتے۔ ان کی نسلیں بھی بڑھتی گئیں۔ آبادی کے اضافے کے ساتھ مساجد کی ضرورت بھی بڑھتی گئی۔

بعد ازاں حضرت حاجی بہادر (رحمت اللہ علیہ) کوہاٹی کے پوتے میاں محمد نور کے قطعہ ارضی پر مسجد نور تعمیر کی گئی۔ جس سے متصل حجرہ میاں خیل بھی بنایا گیا۔

کوچہ قصابان کے بالکل اندرون آخر میں ایک چھوٹی سی مسجد ہے۔ قطعہ ارضی مکمل طور پر میاں خیل افراد نے وقف کیا۔

جبکہ جامع مسجد کوچہ حمام میں زمین کا زیادہ تر حصہ میاں خیل افراد نے وقف کیا ہے۔

ایک طرف تو محلہ میاں خیل میں دیگر قوم قبیلے کے لوگ آباد ہوتے گئے۔ تو دوسری طرف پیسے کی لالچ نے اس روحانی دینی مرکزی علاقے کو تجارتی مرکز بنا دیا۔ محلہ تنگ ہوتا گیا۔ تو میاں خیل لوگ نقل مکانی کرتے گئے۔ ان لوگوں نے کوہاٹ شہر سے باہر تین مختلف علاقوں میں اپنے مکانات بنائے اور سکونت اختیار کی۔ (۱)۔ بھاولنگر پنڈی روڈ (۲)۔ بہادر کالونی، عبداللہ کالونی، شاہ آباد، میر احمد خیل روڈ (۳)۔ کالج ٹاؤن تا منگل بی بی۔

اب ہم ان علاقوں میں تعمیر کی گئیں اُن مساجد کا مختصر ذکر کریں گے جن کی اراضی مکمل طور پر میاں خیل افراد نے وقف کی ہے۔

انتہائی چھوٹی سی مسجد، مسجد شاہ مراد باباؒ۔ یہ مسجد سی بی کالج، کمشنر ہاؤس اور ٹیلیفون ایکسچینج کے بالکل بیچ میں واقع ہے۔

(باب ششم)

﴿فیض یافتگان﴾

☆ اورنگزیب عالمگیرؒ

(مغل بادشاہ)

☆ خواجہ حضرت شاہؒ المعروف زندہ پیر

(گھمکول شریف)

☆ حضرت رحمٰن باباؒ

(صوفی شاعر)

☆ صوفی سید محمد زمانؒ

(صاحب زادہ خویشگی)

☆ صوفی عبدالستارؒ صاحب (جگر گوشۂ سید عبداللہ وہابی)

اورنگزیب عالمگیرؒ

چونکہ اورنگزیب عالمگیرؒ کا حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی سے گہرا تعلق تھا اس لئے اس مغل بادشاہ کے متعلق بعض معلومات باہم پہنچانا ضروری ہیں۔

اورنگزیب عالمگیر 15 جون 1659ء کو ہندوستان کی سلطنت کے تاج وتخت کے مالک بنے۔ اورنگزیب راسخ العقیدہ مسلمان تھا جبکہ بعد میں اسکا رجحان تصوف کی طرف بھی مائل ہوا۔ وہ ایک اچھا منتظم وقابل سپاہی اور ذی فہم سیاست دان تھا۔ اورنگزیب کو قدرت نے لوگوں کو پرکھنے کی بہترین صلاحیت عطا کی تھی۔ وہ دوست دشمن کے درمیان پہلی ہی نظر میں تمیز کرلیا کرتا تھا۔

پہلی بار اس کے دارالحکومت میں اذان کی آواز گونجی تھی۔ وہ ایسا نیک بادشاہ تھا کہ کبھی اس نے کسی ملک کے سفیر کو مایوس نہیں کیا، اورنگزیب عالمگیرؒ اپنے عوام کے علاوہ بیرونی دنیا میں بھی اسقدر ہردلعزیز تھا کہ اس کے تخت نشین ہونے کے بعد مکہ شریف کے علاوہ ایران، بلخ، بخارا، کاشغر، بصرہ، حضرموت اور یمن کی حکومتوں نے اس سے سفارتی تعلقات قائم کئے۔ ایک وسیع وعریض سلطنت اور جاہ وجلال کا مالک اور بادشاہ جس نے حضرت حاجی بہادرؒ سے مقابلے کی ٹھانی تھی۔ جب اُن کی روحانی قوت کو دیکھا تو نہ صرف یہ کہ اُن کے دست مبارک پر بیعت کی بلکہ اپنی لے پالک بیٹی کو اُن کے عقد میں دے دیا۔

سخت مشقت (لگاتار بغاوتوں کو کچلنے، جنگوں اور دور دراز کے طویل سفر) کے باعث اورنگزیب بیمار ہوگیا۔ 90 سال کی عمر میں بھی اس کے حوصلے، اسکی ہمت اور اسکے ولولے جوانوں جیسے تھے اور اسی عمر میں جوانوں کیطرح اس نے اپنے لشکر کی کمانڈ کی۔ شدید بخار میں مبتلا ہونے

کے باوجود نوے (90) سالہ شہنشاہ لگاتار تین دن تک اپنا دربار لگاتا رہا۔ پانچ وقت کی نماز باقاعدگی سے ادا کرتا رہا۔ اسی کبرسنی (90 سال) 3 مارچ 1707 کو اورنگزیب عالمگیر صبح اپنی خواب گاہ سے نکلا۔ سب سے پہلے نماز ادا کرنے کے بعد قرآن مقدس کی تلاوت کی۔ اسکے بعد اچانک وہ کلمہ پڑھتے ہوئے آخری سانس لینے لگا۔ اور اسکی روح عالم فانی سے کوچ کرگئی۔

وہ انتہا درجے کا انصاف پسند اور نیک طبع تھا ساری زندگی اسلامی شریعت کی پیروی میں گزری۔ شہنشاہ ہونے کے باوجود اسکی زندگی سادگی کیساتھ گزری۔ وہ ہمیشہ رزق حلال پر یقین رکھتا۔ محنت کرتے کرتے وہ اپنے انجام کو پہنچا۔ 90 سال کی عمر کو پہنچنے کے باوجود صحتمند اور چاق و چوبند تھا۔ عالمگیر کو جھو .. سے نفرت اور انصاف سے محبت تھی انھی خصوصیات نے اورنگزیب کو انتہائی ہمت اور جرأت کے جواہر سے مالا مال کر رکھا تھا اسے فارسی اشعار پر حد درجہ عبور حاصل تھا۔ عربی ادب سے بھی اسے خاص لگاؤ تھا۔ فتاویٰ عالمگیری قانونِ شریعت کی منہ بولتی تصویر ہے جس سے اورنگزیب کی ذہانت اور مذہب سے بے پناہ عقیدت کا اظہار ہوتا ہے۔ یہاں پر یہ بات بھی بتانا ضروری ہے کہ بقول حضرت صالح شاہ آف باڑہ خلیفہ زندہ پیر کہ "فتاوٰی عالمگیری کے تیار کرنے میں حضرت حاجی بہادرؒ کا کافی اہم کردار رہا ہے۔ اور یہ ... کے مسلمانوں پر بڑا احسان ہے"۔

اورنگزیب عالمگیرؒ نے ہمیشہ شاہی خزانے سے ایک پائی بھی اپنے مصرف میں ... حرام سمجھی۔ صبح سویرے نماز ادا کرنے کے بعد تلاوت قرآن کرتا اور اس کے بعد وہ قرآن ... کی کتابت کرتا۔ متعدد نسخے تحریر کئے اس کے فارغ اوقات عبادت میں گزرتے اور وہ ٹوپیاں ... کر فروخت کرتا۔ اسی سے اس کی بسر اوقات ہوتی اورنگزیب حافظ قرآن بھی تھا۔ اسے 12000 احادیث بھی یاد تھیں۔ 24 گھنٹے میں صرف تین یا ساڑھے تین گھنٹے آرام کرتا۔

المختصر شریعت اور حضور پاکؐ کا طریقہ زندگی اورنگزیب کی زندگی تھی۔ مورخین لکھتے ہیں کہ شریعت ہی اورنگزیب کا لباس تھا۔ اس نے اپنی تمام زندگی ایک دیانت دار اور پاک باز مسلمان کی طرح گزاری۔ تمام بادشاہوں کے برعکس اس کا تصور بادشاہت انتہائی بلند معیار کا حامل تھا۔

زندہ پیر حضرت شاہ گھمکول شریف

حضرت حاجی بہادرؒ کے فیض یافتگان میں موجودہ دور کی مشہور ترین ہستی خواجہ حضرت شاہ عرف زندہ پیر (گھمکول شریف) نے غار میں گوشہ نشین ہونے سے پہلے اپنے مرشد اعلیٰ پیر صاحب موہڑوی شریف کی ہدایت پر دربارِ عالیہ حضرت حاجی بہادرؒ سے اذن لیا سجادہ نشین میاں سید محمود شاہ مرحوم (ولد میاں سید حبیب شاہ مرحوم) سے خرقہ اور چھڑی لے کر گھمکول شریف کے پہاڑ کے غار میں چلہ کش ہوئے۔ حضرت زندہ پیرؒ اکثر رات گئے مزار حضرت حاجی بہادرؒ پر حاضری دیتے اور گھنٹوں مراقبہ میں رہتے۔

کچھ مختصر سے حالات زندگی

حضرت شاہ المعروف زندہ پیرؒ کی ولادت باسعادت کوہاٹ کے گاؤں جنگل خیل میں 1912ء میں ہوئی۔ آپ کے جد امجد حضرت ابراہیم اخونزادہ صاحب افغانستان کے شہر غزنی سے ہجرت فرما کر نور کی روشنی پھیلانے جنگل خیل میں مقیم ہوئے آپ کے والد کا نام پیر غلام رسول شاہ۔ آپ کا شجرہ نسب چالیس واسطوں سے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے جا ملتا ہے۔ زندہ پیر بچپن ہی سے شفقت پدری سے محروم ہو گئے۔ آپ نے جوانی ہی میں مشہور بزرگ ہستی حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑہ شریف سے سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت کی۔ 1938ء

سے 1949ء تک قیام قطبیت پر فائز ہونے کے باوجود پردے میں رہے 1949ء میں مخلوق خدا کی رہنمائی اور فیض عام کے لئے حالت مستور سے ظاہر ہوئے آپ نے 1952ء میں پہلی بار فریضہ حج ادا کیا۔ دوسرا حج 1968ء تیسری بار 1971ء میں ادا کیا، اسکے بعد 1997ء تک ہر سال حج مبارک کے لئے تشریف لے جاتے ممنوعہ ایام کے علاوہ وہ سارا سال روزہ سے رہتے ہمیشہ سفید لباس پہنتے۔ خود بھی اتباع سنت پر قائم رہتے اور ہمیشہ سنت رسولؐ کی پیروی کی تلقین فرماتے آپ حضورؐ کے عاشق رہے۔

صوفی محمد اکرم صاحب (خلیفہ مجاز خادم دربار حضرت داتا گنج بخشؒ) اکثر مزار حضرت حاجی بہادرؒ پر حاضری دینے آتے ہیں وہ کہتے ہیں۔ ''مجھے حضرت زندہ پیرؒ نے حکم دیا ہے کہ گھمکول شریف آنے سے پہلے حضرت حاجی بہادرؒ کے مزار پر حاضری دیا کرو''۔ حضرت زندہ پیر کے خلیفہ مجاز حضرت محمد گل نواز خان نقشبندی (حال مقیم لندن) کہتے ہیں کہ جس نے کوہاٹ میں رہ کر حضرت حاجی بہادرؒ سے فیض نہ پایا وہ بڑا بد قسمت ہے''۔

چونکہ اکثر روزہ سے رہتے اس لئے آپ گردوں کے مرض میں مبتلا ہو گئے پھر بھی متواتر روزے رکھتے۔ مرض شدت اختیار کر گیا۔ ڈاکٹروں کے منع کرنے کے باوجود روزے رکھتے گئے جسکی وجہ سے تکلیف میں اضافہ ہوتا گیا المختصر حضرت زندہ پیرؒ 87 سال کی عمر میں بروز اتوار 21 مارچ 1999ء کو اس دار فانی سے رحلت فرما گئے آپ کے اکلوتے فرزند پیر ... ان کے گدی نشین بنے۔ جو کہ اب گوشۂ تنہائی میں سلوک کی منازل طے کر رہے ہیں اور ... کی جگہ ان کے بیٹے (زندہ پیرؒ کے پوتے) پیر حبیب اللہ شاہ صاحب نے گدی سنبھالی ہوئی ہے جو کہ ایک خوبصورت نوجوان ہیں اور وہ اولیائے کرام سے عقیدت و محبت (جو انہیں اپنے ... کی طرف سے ورثہ میں ملی ہے) کے علمبردار ہیں آپ اپنے دادا کی طرح ہی مہمان ...

آپ کا لنگر ہمہ وقت کھلا رہتا ہے۔ انکی اولیائے کرام سے محبت کا بین ثبوت وہ مزار ہے جو کہ انھوں نے علاقہ شیخان میں مدفون ولی کامل حضرت پلوسی باباؒ کا تعمیر کروایا ہے اور ہر سال ان کے عرس میں شریک ہوتے ہیں حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی کے سالانہ عرس مبارک کا افتتاح بھی انہی کے دست مبارک سے ہوتا ہے۔

حضرت رحمان باباؒ

حضرت حاجی بہادرؒ سے ظاہری اور باطنی فیض پانے والوں میں اعلیٰ مقام پر فائز صوفی شاعر حضرت رحمان باباؒ ہیں۔ حضرت رحمان باباؒ عین عالم شباب میں حضرت حاجی بہادرؒ کی درسگاہ میں حاضر ہوئے جب حضرت حاجی بہادرؒ مستقل طور پر کوہاٹ میں رہائش اختیار کر چکے تھے اس وقت کوہاٹ میں اس سے بڑی دینی درسگاہ کوئی نہ تھی۔ اور حضرت حاجی بہادرؒ سے بڑا شریعت کا عالم اور طریقت کا مرشد کوئی نہ تھا حضرت رحمان بابا دس (10) بارہ (12) برس یہیں رہے۔ انھوں نے جو کچھ دیکھا اور جو کچھ پایا اس کی جھلک اُن کی منقبت اولیاء کرام میں نظر آتی ہے۔

جس میں رحمان بابا فرماتے ہیں۔

چہ یو قدم تر عرشہ پورے راسی　　　　مالیدلے دے رفتار دے درویشانو

ترجمہ:۔ میں نے درویشوں کی قوت رفتار دیکھی ہے جن کا ایک قدم عرش تک پہنچتا ہے۔

صوفی سید محمد زمانؒ (صاحب زادہ صاحب خویشگی

حضرت حاجی بہادرؒ کی اولاد میں صاحب زادہ صاحب خویشگی صوفی حضرت سید محمد زمان (عرف بابا جی صاحبؒ) نے روحانیت کی دنیا میں بڑا نام پایا۔ صاحب

کرامت ولی گزرے ہیں ان کا مزار بلی ٹنگ کوہاٹ میں ہے آپ پیر صاحب مانکی شریف سے [illegible]
آپ حضرت حاجی بہادرؒ کے سب سے بڑے صاحب زادے میاں محمد یوسف شاہ کی نسل میں سے ہیں
آپ سلسلہ قادریہ میں بیعت ہیں آپ کی اولاد بلی ٹنگ، خویشگی اور نوشہرہ میں آباد ہے۔ ان [illegible]
میں پیر صاحب اور خویشگی میں بادشاہ صاحب کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

شجرۂ باباجی صاحب خویشگی

رښتو ني شجره د بابا جی محمد زمان
نسب ني حُسینی دے رب دي ور کاندي حسن
بادشاه عبدالکریم زوئے د صوفی صاحب مرحوم
بادشاه شمس الا سلام ني کشر ور ور دو نیم [illegible]
د سید عبدالرازق دوئیم صوفی صاحب مرحوم
زامن د بابا جی علیه الرحمت محمد زمان
تاریخ د بابا جی دا ائش سن هجری [illegible]
سن دولس سوه ۱۲۵۱ سره پنحوس کوهات کښي [illegible]
تاریخ ئي د وفات بابا جی درته [illegible]
دیرش یو کم ربیع الاول شپه دوشنبي سن وؤ [illegible]
صاحب د قادرئي نقس بندی بابا د [illegible]
ماذون د سوات صاحب بن د سید نور [illegible]
سید نور زمان زوئے د سید مستان شاه [illegible]
سید مستعان زوئے د سید یعقوب شاه [illegible]

سید یعقوب شاه زوئے د سید عنبر شاه دے
سید عنبر شاه زوئے دمیر واعظ شاه دے مهربان
سید میر واعظ شاه زوئے بن زین العارفین دے
داوه د وه لقب نرم ئي شهباز دي عالیشان
شهباز زوئے د محمد یوسف صاحب دے واؤره
زوئے دمحمد یوسف د عبدالله شاه دے درخشان
حافظ حاجی بهادر سیّد صاحب دے د کوهات
تاریخ پیدائش نو سو نواسی ۹۸۹ د سلطان
شپارس(۱۶) درجب ورح دوشنبه مقام اکره وه
قبل د مغرب وخت وؤ پوره واؤره بیان
تاریخ ئي دوفات دي ددے حضرت حاجی بهادر
یو کم یو لس سره هجری سن وخت دسبا جمعه عیان
ورح د جمعی شپیزم (۶) رجب مقام کوهات وؤ
حضرت حاجی بهادر چي شو داخل په کورستان
سید حاجی بهادر بن د سید محمد شاه وؤ
سید محمد شاه بن د میر سرور وؤ عالیشان
سید میر سرورؔ زوئے د سلطان میر اکبر دے
سلطان میر اکبر زوئے د سلطان میران شاه خان

سید میران شاه بن سید میر سبحان شاه

میر سبحان شاه زوئے دمحمد زبیر دے قدر

زبیر سید سلطان زوئے د سلطان محمد کبیر

سید محمد کبیر زوئے د سید جمال شاه شریف

سلطان میر جمال شاه زوئے د سلطان ابی الفضل

سلطان ابی الفضل زوئے دسید ابی الا فضل

سلطان ابی الالفضل زوئے د سلطان سراج الدین

سید سراج الدین زوئے د بهاؤ الدین جین

زوئے سید سلطان بهاؤالدین والدئي دا دے

سید سلطان صاحب دور نرو دے د شاه عبدالرحمان

سید عبدالرحمان زوئے د صاحب محمد عمران دے

عمران سید سلطان زوئے د محمد حسین

محمد حسین زوئے سلطان محمد محسن دے

سید محمد محسن زوئے د سلطان

سید سلطان بُرهان زوئے د سید سلطان شعبان دے

شعبان زوئے د سلطان محمد زاهد شریف

سید محمد زاهد زوئے د سلطان امیر احمد دے

سید امیر احمد زوئے د عبدالعزیز

سید عبدالعزیز زوئے د محمدابراهیم دے

سید ابراهیم زوئے د حسن عسکری جان

حسن عسکری سید سلطان زوئے د نقی دے

نقی سید سلطان زوئے ذ تقی دے په دا شان

تقی سید سلطان زوئے د علی موسیٰ رضا دے

سید علی موسیٰ رضاه زوئے د کاظم شریف انسان

کاظم سید سلطان زوئے دے د امام جعفر صادق دے

امام جعفر صادق زوئے د امام باقر شادان

سید امام باقر زوئے دے د زین العابدین

زین العابدین زوئے د امام حسینؓ سلطان

سید امام حسینؓ شهید د دشت کربلا دے

زوئے دے د حضرت علی صاحب شیر یزدان

علی مرتضیٰ زوئے د قریش ابوطالب دے

قریشن ابوطالب تره د نبی آخر زمان

ختم شجره مي کرله ورو نره د سید انو

دووني په برکت ربة ! سالم مي کرے ایمان

د به په حرمت په برکت د دے سید انو

فضل ربه او کرے په عاصی میر حسن خان

دیدار راته عطا کړے الٰهی نیم کسا هکر
شفیع مي په قیامت کبني کړے نبی آخرزمان
سید عبدالکریم بادشاه صاحب دي وی خوشحال
سید عبدالحسیب عبدالواسع هم په امان
نامد مي میر حسن احسنؔ فقط دغه مي دس ور
غلطی که ېکبنی وي عفوه دي او کری سامعان

حضرت خواجہ صوفی عبدالستارؒ نقشبندی مجددی
(جگر گوشۂ سید عبداللہؒ کوہاٹی)

امیر طریقت وشریعت قطب دوران الحاج حضرت صوفی عبدالستارؒ صاحب نقشبندی مجددی سرحد کے علاقہ بالاکوٹ کے گاؤں حسام آباد میں پیدا ہوئے اس گاؤں کا نام آپ کے اسلاف میں ایک بزرگ حضرت حسامؒ کے نام پر رکھا گیا آپ کے فیض رساں میں سب سے زیادہ روشن اور سب سے زیادہ بلند نام غوث زماں تاجدار اولیاء حضرت سید عبداللہ شاہ ... حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی کا ہے۔

صوفی عبدالستارؒ صاحب خود کو جگر گوشۂ سید عبداللہؒ کوہاٹی کہلواتے ہیں۔ ... چھ سال تک فجر اور عشاء کی نماز دربار عالیہ حضرت داتا سید علی ہجویریؒ کی مسجد میں ... رہے۔ خواب میں داتا گنج بخشؒ کی زیارت نصیب ہوئی۔ سید علی ہجویریؒ نے فرمایا "... یہاں آنا ہمیں اچھا لگتا ہے" مگر آپ کیلئے وافر فیض و برکات ایک اور شخص کے پاس ہے۔

ساتھ ہی زمیں پر نقشہ بنا کر نشاندہی کے ساتھ اس شخصیت کے پاس جانے اور بیعت کرنے کی ہدایت کی۔ یوں صوفی عبدالستارؒ صاحب حضرت زریں زر بخت سلطان اولیاء الحاج حضرت خواجہ صوفی نواب الدینؒ نقشبندی مجددی کے دست اقدس پر بیعت ہوئے۔ صوفی نواب الدینؒ کے وصال کے بعد حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب مسند آراء ہوئے انھوں نے صوفی عبدالستارؒ کو دیکھتے ہی انھیں خلافت سے نوازا۔

صوفی عبدالستارؒ نے فیوض و برکات کی تقسیم کیلئے ایک بڑی مسجد، مدرسہ اور آستانہ عالیہ کی بنیاد رکھی۔ جو کہ لال پل نبی پورہ صدیق اکبر روڈ مغل پورہ لاہور میں واقع ہے، صوفی صاحب فرماتے ہیں کہ "حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی ہم پر بہت زیادہ توجہ فرماتے ہیں اور اپنے فیض کریم سے نواز رہے ہیں۔ صوفی عبدالستارؒ صاحب ہر سال اپنے مرشد اعلیٰ حضرت زریں زر بخت سلطان اولیاء خواجہ صوفی نواب الدینؒ نقشبندی مجددی کا عرس منعقد کرتے ہیں تو ہزاروں کی تعداد میں مرید شرکت کرتے ہیں کوہاٹ سے بھی ایک جماعت حاضر ہوتی ہے۔ صوفی عبدالستارؒ صاحب۔ کے کئی مرید ہر سال حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی کے عرس میں شامل ہوتے ہیں۔ چیدہ چیدہ مریدوں میں صوفی عبدالرزاق، محمد افضل، محمد حیات بھٹی، حبیب خان پٹھان، صوفی محمد عظیم، محمد رمضان، محمد رشید اور محمد حنیف صاحب وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔

(نوٹ:۔ ہم محمد سلیم صاحب نقشبندی کے مشکور ہیں جنھوں نے صوفی عبدالستار صاحب کے متعلق مذکورہ مواد فراہم کیا)۔

پرنٹ میڈیا سے

☆ خدابینی کا مظاہرہ

(ایوب صابر)

☆ اے حاجی بہادرؒ

(حیدر اختر ہمدم پراچہ)

☆ پُراسرار بندے

(ڈاکٹر ابواعجاز رستم)

☆ بابا رحمکارؒ صاحب

(ڈاکٹر ابواعجاز رستم)

☆ مکتوب (استخارہ)

(حضرت عبدالنبیؒ شاہ)

☆ بھیانک غلط فہمی کو جنم
دینے والا ایک ''تاریخی مغالطہ''

(ملک سید معصوم شاہ)

☆ ''میاں صاحب.......''؟

(سید ہارون شاہ)

ماضی قریب اور موجودہ دور میں مختلف جرائد اور اخبارات میں چھپنے والے بعض اہم مضامین کو زیرِ نظر کتاب میں زیب قرطاس کرنا بے حد ضروری تھا۔ یہ مضامین اب ہماری تاریخ کا حصہ ہیں۔ آئندہ صفحات میں ہم ہفت روزہ ہمدم کوہاٹ ہفت روزہ تحقیق کوہاٹ اور روزنامہ ایکسپریس کے سنڈے ایڈیشن میں شائع ہونے والے وہ مضامین جن کا تعلق حضرت حاجی بہادرؒ سے ہے، درج کرر ہے ہیں۔

خدابینی کا مظاہرہ

حضرت حاجی بہادرؒ کی سوانحِ پاک کا ایک ورق

آج سے تین سو سال قبل جب کوہاٹ کے ایک مردِ کامل نے خدابینی کا اظہار کیا تو اس اظہار کا شہرہ دور دور تک پہنچ گیا اور اس وقت کے فرماں روا شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیرؒ نے اس مردِ کامل کو دعوت دی کہ وہ اپنی خدابینی کا مظاہرہ شہنشاہ کے درباری علماء کے سامنے کرے۔ کوہاٹ کے اس مردِ کامل کا نام حاجی سیّد عبداللہ ہے اور عوام الناس ان کو حاجی بہادرؒ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ ان کا مزار آج بھی کوہاٹ میں مرجع خلائق بنا ہوا ہے۔ مغل شہنشاہ اورنگزیب عالمگیرؒ کے زمانہ حکومت میں خدابینی کا دعویٰ کرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ لیکن حضرت حاجی بہادرؒ نے یہ دعوٰی ڈنکے کی چوٹ پر کیا یہاں تک کہ اس دعوے کا علم خود بادشاہ اورنگ زیب کو بھی ہوگیا۔ اور شہنشاہ نے آپؒ کو موضع حسن ابدال کے مقام پر اس غرض کیلئے طلب کیا کہ وہ اپنی خدابینی کا ثبوت علماءِ ہند کے سامنے پیش کریں۔ چنانچہ آپ اِس دعوے کی سچائی ثابت کرنے کے لئے کوہاٹ سے حسن ابدال براستہ پشاور روانہ ہو گئے۔ پشاور میں آپ شیخ حبیب پشاوری کے مہمان ہوئے۔ جو آپ کے عقیدت مندوں میں سے تھے۔ آپ کی آمد کی خبر

جب پشاور میں پھیل گئی تو پیر محمد حسن جو عارف اور علوم حدیث کے جید عالم تھے۔ اور [illegible] حضرت غوث اعظمؒ سے منسلک تھے، بے شمار دیگر علماء عظام اور مشائخ اسلام کے ہمراہ آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اورنگ زیب عالمگیر کے بلاوے کے بارے میں آپ سے تبادلہ خیالات کیا۔ شیخ حبیب پشاوری نے آپؒ کو اورنگ زیب عالمگیر کے پاس جانے سے روکنے کی کوشش کی اور کہا کہ علمائے دربار آپ کے بیان معارف اور اسرار حقائق کو نہیں سمجھ سکیں گے اسکے علاوہ احوالِ حضرت منصورؒ حلاج سے بھی آپ واقف ہیں اس سے بہتر یہی ہے کہ آپ ایک عریضہ لکھ کر بھیج دیں یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ خاطر جمع رکھو، میں بفضل خدا تعالیٰ کامیاب وکامران لوٹوں گا۔ یہ تو اجتماع علمائے ہند ہے اگر بادشاہ علمائے عرب، عجم و ایران کو بھی جمع کر دے تو میں ان کے سامنے بھی اپنے دعوے کی سچائی ثابت کر کے رہوں گا۔ چنانچہ آپ پشاور سے حسن ابدال کی طرف چل پڑے۔ آپ کے ہمراہ تین سو دیگر علماء اور طالبان علم بھی تھے جب آپ حسن ابدال کے قریب پہنچے تو گھوڑے کی پشت پر اچانک مسکرا دیئے۔ بعض علماء نے مسکرانے کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ شہنشاہ کی مجلسِ علماء میں مولوی نور محمد مدقق لاہوری (جو بعد میں آپ کے زمرۂ خلفاء میں شامل ہو گئے تھے) اور اخوند اللہ داد [illegible] نے تمام علماء کو مشورہ دیا ہے کہ جب یہ فقیر بادشاہ کی مجلس میں حاضر ہو تو تعظیم وتکریم کیلئے کوئی بھی اپنی جگہ سے نہ اٹھے تا کہ اس کا دل پراگندہ ومغموم ہو جائے۔ چنانچہ تمام علماء نے متفقہ طور پر اس تجویز کو پسند کیا۔ مجھے مزارِ سیّد عالمؐ سے بہادر کا لقب ملا ہے اس لئے میں ان علماء کو اپنی [illegible] تعظیم کے لئے اٹھاؤں گا۔ ان کی کیا مجال ہے کہ نہ اٹھیں۔ دوسرے دن شہنشاہ نے مجلس [illegible] کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ مناظرہ کا آغاز میں خود کروں گا۔ اس لئے ابتداء میں آپ [illegible] خاموش رہیں۔ مجھے امید ہے کہ میں غالب آ جاؤں گا کہ مجھے بارہ ہزار احادیث از [illegible]

علومِ عقلیہ ونقلیہ پر بھی مجھے کامل عبور ہے۔ اگر وہ مجھ پر غالب آ گئے تو پھر میں جس کو اشارہ کروں وہی مباحثہ کیلئے اٹھے۔ اس کے بعد حضرت حاجی بہادرؒ کو مقابلہ گاہ میں طلب کیا گیا جب آپ مجلس مناظرہ میں داخل ہوئے تو تمام علماء اور اہلِ مجلس غیر ارادی طور پر آپ کی تعظیم کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے جیسے کسی غیبی طاقت نے اُن کو اٹھنے پر مجبور کر دیا ہو تھوڑی دیر تک تمام اہلِ مجلس پر سکوتِ مرگ طاری رہا ایک ساعت بعد آپ نے فرمایا:۔

من قطب وغوث ایں زمانہ ام ۔۔۔ وحق سبحانہٗ وتعالیٰ را کہ بے چوں

وبے جہت است بہ چشمِ سَرے ۔۔۔ بینم نہ بہ چشم سرے

از عطش چوں درقدح آبی خورم ۔۔۔ در درونِ آب حق را ناظرم

یہ کلمات سن کر بادشاہ نے سر اُٹھایا اور علماء کی مجلس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آپ کے دل میں جو ہے ان سے پوچھ لیں چنانچہ بادشاہ سے اشارہ پا کر اخوند شاہ مراد آبادی نے جو میدانِ وضاحت کا شہسوار مانا جاتا تھا۔ اپنی پرزور تقریر سے آپ پر غالب آنے کی کوشش کی مگر آپ کے آگے اس کی ایک نہ چل سکی۔ اس کے بعد اخوند نور محمد مدقق لاہوری جو باکمال عالم تھا میدانِ مناظرہ میں اترا اور اس نے اپنی علمیت کے جوہر دکھانے کی سعی کی لیکن اس کا کوئی حربہ کام نہ آسکا نور محمد مدقق لاہوری نے جب دیکھا کہ گھی سیدھی انگلیوں سے نہیں نکلتا تو وہ اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آیا۔ آخر میں حضرت حاجی بہادرؒ نے جلال میں آ کر فرمایا کہ تو خدا کے شیروں کے ساتھ پنجہ آزمائی کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ اپنی ناک کی بازی لگائے اور اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالے۔ چنانچہ آپ کے ان الفاظ سے ان کی قوتِ ناطقہ سلب ہو گئی اور موصوف خاموش ہو گیا۔ اس واقعہ کے بعد دیکھا گیا کہ اخوند نور محمد نے عریضہ لکھا اور آپ کو قرآن پاک اور احادیث نبوی کا واسطہ دے کر معافی کا خواستگار رہا۔ چنانچہ آپ نے اس کو معاف کر دیا۔

جب علمائے کرام کو ہر طرح کی تسلی ہوگئی تو بحث ومناظرہ سے انہوں نے ہاتھ کھینچ لیا اور حضرت حاجی بہادرؒ چھ دن تک شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے مہمان رہے آپ سے چند کرامات کا ظہور وہاں بھی ہوا۔ جس کے بعد اورنگ زیب عالمگیر نے بی بی رقیہ بیگم بنتِ سید شرف الدین جس کی پرورش شہنشاہ نے بیٹی کی طرح کی تھی۔ آپ کو عقدِ شرعی میں دیدی اور اس کے معاش کیلئے کوہاٹ میں محمد جونہ کی زمین ایک ہزار جریب پشاور میں اور ایک ہزار جریب زمین بمعہ چاہ وزیر آباد میں عطا کردی اور شہنشاہ نے آپ کو لاہور میں مستقل طور پر سکونت اختیار کرنے کی دعوت دی۔ لیکن آپ نہ مانے اور اپنے فرزند حاجی عمر شاہ کو لاہور میں چھوڑا چنانچہ ان کا مزار اب بھی موجود ہے۔

ایوب صابر

ہفت روزہ ہمدم کوہاٹ

اے حاجی بہادرؒ

حضرت موصوفؒ کی روحِ پُرفتوح سے خطاب

اے حاجی بہادرؒ: اے اللہ کے ولی! اے جنابِ مصطفی ﷺ کے عاشقِ صادق! اے مبلغ اسلام! واللہ بد بخت ہیں وہ لوگ جنہوں نے تجھے نہیں پہچانا بدقسمت و بدنصیب ہیں وہ گم کردہ راہ جو تیری ولایت کے منکر ہیں! خائب وخاسر ہیں وہ نادان جو تیرے مرتبہ کے قائل نہیں۔

اے حاجی بہادرؒ: جن بزرگانِ دین اور اولیائے کرام کو کفرزادِ ہند میں دینِ حق کی تبلیغ کا اعلیٰ منصب اور سلوک ومعرفت کا نور پھیلانے کا مبارک ومسعود کام سپرد ہوا ان میں تو بھی ایک مقام کا حامل اور ایک قابلِ فخر ومباہات عظمت وحیثیت کا مالک ہے۔

اے حاجی بہادرؒ: اگر اجمیر کو خواجہ معین الدین چشتیؒ کا مسکن ہونے پر ناز ہے، اگر دہلی کو حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی اقامت گاہ ہونے پر فخر ہے، اگر لاہور شاہ محمد غوث اور حضرت داتا گنج بخشؒ کے وجودِ گرامی پر اپنے مماثل واقران میں ممتاز ہے اور مارے خوشی پھولا نہیں سماتا، اگر کلیر شریف، پاکپتن شریف، گلبرگہ شریف، صابر مخدوم علی شاہؒ، بابا فرید شکر گنجؒ اور خواجہ گیسو درازؒ کی آخری آرام گاہ ہونے کے باعث فلک سے دعویٰ ہمسری کرنے میں حق بجانب ہیں تو کوہاٹ کی سرزمین کو بھی تیری ذاتِ گرامی پر سو سو ناز ہے۔

اے حاجی بہادرؒ: جب ہم غم وآلام کے ہجوم میں گھر جاتے ہیں، جب ہم پر یہ زمین اپنی فراخی ووسعت کے باوجود تنگ ہو جاتی ہے، جب ہم اپنے اعمالِ سیاہ کے باعث اپنے ناپاک کرتوتوں کے باعث اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانیوں کے باعث تفکرات کے سمندر میں ڈوب جاتے ہیں اور ہمیں اس سمندر کی گہرائیوں سے نکالنے والا کوئی نہیں ہوتا تو ہم

تیرے مزار پر

حاضر ہوتے ہیں۔ جہاں ہمیں سکون کی دولت مل جاتی ہے۔ جہاں ہمیں نورِ محمدی کی روشنی میسر آ جاتی ہے۔ جہاں ہمارے پریشان قلوب واذہان کو اطمینان نصیب ہو جاتا ہے۔

تیرے مزار پر: پہنچ کر ہمیں یہ توفیق مل جاتی کہ ہم اللہ جل شانہٗ سے (جو غفور الرحیم ہے) اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔

تیرے مزار پر: ہم حاضر ہو کر جو درود وسلام خاتم الانبیاءؐ پر بھیجتے ہیں۔ اس سے ہمیں ایک سرمدی سرور اور کیف حاصل ہوتا ہے۔ جو الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتا۔

تیرے مزار پر: جب ہم کلامِ پاک کی تلاوت کرتے ہیں تو ہمارے دیدہ و دل نورِ ایمان سے لبریز ہو جاتے ہیں۔

تیرے مزار پر: ہم ہمہ مایوسی، ہمہ تفکر، ہمہ تشویش اور ہمہ اضطراب آتے ہیں لیکن یہاں پہنچ کر ہمیں وہ سکون و اطمینان نصیب ہو جاتا ہے کہ اسے دل ہی محسوس کر سکتا اور اس سے وجدان ہی محظوظ ہو سکتا ہے۔ یہاں سے ہم ہمہ امید، ہمہ شوق اور ہمہ سکون لوٹتے ہیں۔

اے حاجی بہادرؒ:

اللہ کی رحمتیں ہوں تجھ پر، اللہ تیری قبر کو نور سے بھر دے اور تجھے جنت الفردوس میں مقام خاص مرحمت ہو۔ تو ہم عاجزوں کی آخری جائے پناہ ہے، ہم مکینوں کا آخری سہارا ہے، ہم مصیبت کوشوں کا آخری ماوا و ملجا ہے۔ ہمیں تیری ذاتِ گرامی پر سو سو ناز ہیں۔ کہ ہم پہ سایہ گستر حضرت حاجی بہادرؒ ہے۔

حیدر اختر ہمدم پراچہ

ہفت روزہ ہمدم کوہاٹ

"پُراسرار بندے"

حضرت حاجی بہادر زبدۂ خاصانِ حق

در شریعت در طریقت از ہمہ بردہ سبق

تلاش، انسان کی فطرت میں اللہ جل جلالہٗ نے ودیعت کر رکھی ہے۔ اس کے علاوہ بھی ہر چیز یا آسان لفظوں میں یوں کہہ لیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں ہر وہ چیز رکھ دی ہے جس سے بندہ اپنے مالک کو پہچان سکے۔ کتنے ہی باہمت لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی ودیعت کردہ ان چیزوں کے ذریعے اپنے رب کو پہچانا، اپنے رب کو پایا۔ چونکہ انسان کی زندگی کا مقصد اپنے مالک کو پہچاننا ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو ڈیزائن ہی اس طرح کیا ہے کہ وہ اگر چاہے تو اپنے معبود کو آسانی سے پہچان لے۔ روزنامہ ایکسپریس نے ان لوگوں کی پہچان کروانے کا ان مضامین کے ذریعے بیڑا اُٹھایا جنھوں نے اپنے رب کو پہچانا، تاکہ قارئین کرام ان مضامین کے ذریعے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر اپنے مقصدِ حیات کو پا سکیں۔ اس گئے گزرے دور میں مخلوق کی رہنمائی کا یہ فریضہ انجام دینا یقیناً قابلِ ستائش ہے۔

اس زمین کے چپے چپے پہ لاکھوں اولیائے کرام دفن ہیں، انھیں تلاش کرنا، ان کے حالاتِ زندگی کی تحقیق کرنا اور پھر انھیں قارئین کرام تک پہنچانا بھی ایسا کام ہے جس کے لئے روزنامہ ایکسپریس لائق مبارک باد ہے۔ اس سلسلۂ مضامین کی وجہ سے اگر چند لوگ بھی ہدایت پا جائیں تو بخشش کا ذریعہ بھی ہے۔ کوشش یہ کی جاتی ہے کہ یہ تحریریں علم افزاء اور روح پرور ہونے کے ساتھ ساتھ دلچسپ اور دلکش بھی ہوں تاکہ قارئین کرام انھیں پوری دلچسپی کے ساتھ پڑھیں اور ان میں ان بزرگوں کی پیروی کا جذبہ پیدا ہو اور وہ سیدھی راہ پہ چلنے کی کوشش کریں۔

حضرت سید عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جنہیں حضرت حاجی بہادر کوہاٹی
کہا جاتا ہے، بھی ان ہی بلند مقام اولیائے کرام میں سے ہیں جنھوں نے نوع انسان
اور راہ نمائی کیلئے اور ان کے روح و قلب کو ایمان، ایقان اور اخلاق کے نور سے منور
خاطر زندگی بھر اَن تھک کوششیں کیں اور بگڑے بھٹکے انسانوں کو بڑے جتن کر کے
پر پہنچایا۔ آپ کے بارے میں ایک فارسی تحریر آپ کی ان مساعی جمیلہ پہ بہت واضح
انداز میں روشنی ڈالتی ہے وہ تحریر بتاتی ہے، "درآں زمان آنقدر کفر زور گرفتہ بود کہ
کسے بر دین اسلام قائم نبود"۔ حضرت حاجی بہادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بزور غزائی و برکت
راا ز کفر و شرک از حد گردیز تا اٹک پاک و صاف کرد۔ ازآں باعث در دور و نزدیک آں حضرت
بلقب غازی مشہور گشت۔ "ترجمہ: اس دور میں کفر اور شرک کا اس قدر غلبہ تھا کہ
میں کوئی شخص بھی دینِ اسلام پر قائم نہ تھا۔ آن حضرت نے اپنی مجاہدانہ قوت اور برکت
گردیز سے اٹک تک لوگوں کو کفر و شرک سے پاک کر دیا۔ اسی وجہ سے آن حضرت
جن کے اباؤ اجداد غزنی کے رہنے والے تھے۔ غازی کے لقب سے مشہور ہوئے۔"
تبریک جس کسی نے بھی حضرت حاجی بہادر کوہاٹی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پیش کیا
آپ کی کوششوں کی صحیح منظر کشی کی ہے۔

آپ کا اسم گرامی سید عبداللہ ہے۔ آپ کے والد گرامی سید شاہ محمد سلطان اپنے والد
میر سرور کے ہم راہ افغانستان کے شہر غزنی کے محلے ہجویر سے ترک سکونت کر کے ہند
شہر اکبر آباد (آگرہ) میں آباد ہو گئے۔ حضرت سید عبداللہ غزنویؒ یکم محرم الحرام 984
آباد میں پیدا ہوئے۔ اسی اکبر آباد میں آپ کے دادا حضرت سلطان میر سرور
جلال الدین محمد اکبر کے دینِ الٰہی کے خلاف سب سے پہلا فتویٰ جاری کیا۔

سلطان میر سروران علماء اور بزرگوں میں شامل ہیں۔ جنھوں نے اکبر کے باطل عقائد و نظریات اور اس کی ایجاد کردہ کفریہ رسوم کی بیخ کنی کی اور مسلمانانِ ہند کے ایمان و عقائد کو بچا لیا۔ پیر طریقت فقیر ظفر منصور افغانی کا کہنا ہے کہ غزنی کے رہنے والے اس بات پہ فخر کرتے ہیں کہ تین برگزیدہ ہستیوں کا تعلق ان کے شہر کے محلہ ہجویر سے ہے۔ ان میں پہلے حضرت سید علی ہجویری ملقب حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دوسرے فاتح سومنات مومن بُت شکن حضرت سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور تیسرے حضرت سید عبداللہ المعروف بہ حاجی بہادر کوہاٹی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔ ان تینوں حضرات میں کئی اقدار مشترک ہیں۔ ان میں سرفہرست ان شخصیات کی دینِ اسلام سے محبت و عقیدت ہے۔ علاوہ ازیں یہ تینوں بُت شکن ہیں۔ سوم یہ کہ تینوں کا تعلق محلّہ ہجویر غزنی شہر سے ہے۔ بُت شکنی حضرات انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے مگر اس کے دو طریقے ہیں۔ ایک ہے مادی بتوں کو توڑنا اور دوسرا نفس کے تراشے ہوئے بتوں کو توڑنا۔ پتھر سے بنائے گئے مادی بتوں کو توڑنا سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضور نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ جب کہ نفس کے تراشیدہ بتوں کو توڑنے کا فریضہ ہر نبی علیہ السلام نے انجام دیا۔ ان حضرات میں سے حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کفر و الحاد کے گڑھ میں بیٹھ کر کفر کے بتوں کو پاش پاش کیا۔ اور ایمان کی روشنی پھیلائی۔ حضرت محمود غزنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سومنات کے مندر میں موجود اس وقت کے سب سے بڑے بت کو توڑا، جب کہ حضرت حاجی بہادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے گردیز سے اٹک تک کے ماحول کو کفر و شرک کے بتوں سے پاک کیا۔

آپؒ نے چھ سال کی عمر میں حضرت خواجہ خضر خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نگرانی میں قرآن مجید حفظ کیا۔ بعد میں ان ہی کی وساطت سے آپ نقش بندی سلسلے میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیعت ہوئے۔ دل چسپ امر یہ ہے۔ کہ حضرت خواجہ خضر خان وہی ہستی ہیں جن

سے ابتدائی ایام میں شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی فیض حاصل کیا اور خواجہ خضر خان ... علیہ کی ہدایت پر پھر حضرت مجدد الف ثانیؒ سے بیعت ہوئے۔ اس کے علاوہ حضرت حاجی بہادر کوہاٹی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے چشتیہ سلسلے میں حضرت شاہ بدر الدینؒ المعروف شاہ بلاق سے ... بیعت کی۔ تین سال تک مرشد کی خدمت میں رہنے کے بعد دکن سے ... سورت (بندرگاہ) حج بیت اللہ شریف کیلئے روانہ ہوئے۔ حج سے فارغ ہونے کے بعد مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوئے اور روضۃ الرسول ﷺ پر حاضری دی۔ سفرِ حج کے دوران آپ نے کئی ایک کامل ہستیوں سے ملاقاتیں ہوئیں۔ سفرِ حج سے واپسی پر آپ مرشد کریم کے حکم کے مطابق درس و تدریس کا سلسلہ جاری کرنے کیلئے کوہاٹ تشریف لے گئے اور وہیں مستقل سکونت اختیار کر لی۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پانچ سلسلوں سے فیض یافتہ تھے۔ مگر حضرت مجدد الف ثانی کے سلسلہ مجددیہ نقشبندیہ کو عام کرنے اور تبلیغ کرنے کیلئے افغانستان اور ہندوستان جایا کرتے تھے۔ تجارت اور ملازمت وغیرہ کے لیے تو لوگ ملکوں ملکوں گھومتے پھرتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ ان مخلصین کاملین پر کروڑوں رحمتیں فرمائے، جنھوں نے اپنی زندگیاں مخلوقِ خدا کی بھلائی اور رہنمائی کے لیے وقف کیں اور اس مقصد کے حصول کے لئے نگر نگر کی خاک چھانی، طرح طرح کی صعوبتیں اُٹھائیں اور مشکلات جھیلیں مگر اللہ کے بندوں کو راہ حق پر لانے اور انہیں بندگی کے آداب سکھانے کیلئے تاعمر کوشاں رہے۔ یہ ایک بڑا کام ہے اور بڑے کام کرنے ہی سے انسان بڑا بنتا ہے نوعِ انساں قیامت تک ایسے بڑے انسانوں کو ان کے احسانات کی وجہ سے یاد رکھے گی۔ لوگ اُنھیں عزت کی نگاہ سے دیکھتے رہیں گے ان کا دل و جان سے احترام کرتے رہیں گے اور ان کے مزارات پہ حصولِ فیض کیلئے حاضر ہوتے رہیں گے۔

آپؒ نے چار شادیاں کیں۔ آپ کی ایک زوجہ محترمہ قوم رحم علی خیل سے تعلق رکھتی تھیں۔ دوسری اہلیہ بنگش قوم کے سردار خان شیر خان کی بیٹی تھیں۔ تیسری قوم خوست سے تعلق رکھتی تھیں اور چوتھی زوجہ کا تعلق ساداتِ گیلانیہ سے تھا۔ گیلانی سادات سے تعلق رکھنے والی زوجہ محترمہ کا نام بی بی رقیہ تھا۔ آپ کے پانچ صاحب زادے سید محمد یوسف شاہ، سید محمد قاسم شاہ، سید محمد عمر شاہ، سید محمد عثمان شاہ اور سید محمد یعقوب شاہ تھے۔ سید محمد عثمان شاہ کی تمام اولاد خوست افغانستان میں آباد ہے۔ ان میں سے ایک گھرانہ گھمکول کیمپ کوہاٹ میں آباد ہے۔ سید محمد عمر کی اولاد لاہور، ٹونک، کراچی اور کوہاٹ میں آباد ہے میں لاہور اور کراچی میں آباد سید محمد عمر کی اولاد کے چند افراد سے مل چکا ہوں افسوس کے ان میں مجھے کوئی بھی ایسا نہیں ملا جسے اپنے آباؤ اجداد کے روحانی ورثے سے کوئی دلچسپی ہو بلکہ وہ تو اس بات کو بھول چکے ہیں کہ وہ اتنے بڑے روحانی ورثے کے وارث ہیں لاہور میں البتہ ایک صاحب ضرور ملے۔ جو حضرت حاجی بہادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے روحانی مقامات و کمالات سے آگاہ تھے اور اُنھیں آپ سے نسبت پر فخر تھا لیکن خود وہ تاجر ہیں اور روحانیت سے دور کا بھی واسطہ نہیں رکھتے ایک اور صاحب، جن سے ملنے کا مجھے اشتیاق تھا مگر ملاقات نہ ہو سکی ان کے بارے میں پتا چلا کہ وہ پڑھے لکھے ہیں شعبہ طب سے وابستہ اور درویش منش ہیں ممکن ہے ان میں سے کچھ لوگ گیلانی سید بھی کہلاتے ہیں لیکن اکثریت اپنے نام کے ساتھ غزنوی لکھتی ہے اور یہ لوگ اپنی اقدار کا پورا پورا خیال رکھتے ہیں مہمان نوازی اور وضع داری آج بھی ان کا طرۂ امتیاز ہے ان میں سے زیادہ تر لوگ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں اور اچھے کھاتے پیتے لوگ ہیں۔ اس خاندان کے لاہور کے مقابلے کراچی میں بسنے والے کم تعلیم یافتہ اور مزدور طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ گزر اوقات کیلئے دن میں مزدوری کرتے ہیں اور راتوں میں گلی محلوں اور مارکیٹوں وغیرہ میں چوکی داری کرتے ہیں۔ ان کا کہنا

ہے کہ ہمیں حصولِ رزق کے لئے بڑی سخت محنت کرنا پڑتی ہے۔ پھر کسی اور بات کے بارے میں کیا سوچیں اور کیسے سوچیں۔ پیٹ بڑی ظالم چیز ہے اس دوزخ کو بھرنے سے کچھ فرصت ملے تو کچھ اور سوچیں۔

آپ کے بڑے بیٹے سید محمد یوسف کی زیادہ تر اولاد کوہاٹ میں آباد ہے۔ ان میں سے کچھ گھرانے عرصہ دراز سے خویشگی، چارسدہ، پشاور اور بلی ٹنگ میں سکونت پذیر ہیں۔ جبکہ سید محمد قاسم شاہ اور سید محمد یعقوب شاہ (بڈھا بابا) کی اولاد تقریباً تمام کی تمام کوہاٹ میں آباد ہے۔

مغل فرماں روا اورنگزیب عالمگیر کی درخواست پر آپ کے بیٹے سید محمد عمر شاہ لاہور چلے گئے۔ تمام عمر وہیں رہے اور وفات کے بعد وہیں دفن ہوئے۔ سید محمد عثمان شاہ خوست میں دفن ہیں۔ دو بڑے بیٹے، جو بی بی رقیہ کے بطن سے تھے۔ اور سب سے چھوٹے بیٹے محمد یعقوب، کوہاٹ میں دفن ہیں۔ آپ کی والدہ محترمہ اور دو ازواج بھی کوہاٹ میں دفن ہیں۔

سید عبداللہ کو بہادر کا خطاب، جسے عربی زبان میں شجاع کہا جاتا ہے۔ حضور ﷺ کے روضہ اقدس پر حاضری کے دوران حضور ﷺ کی طرف سے عطا ہوا۔ یہ اعزاز آپ کے نام پر اس قدر غالب رہا کہ آپ سید عبداللہ سے حاجی بہادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن گئے۔ رفتہ رفتہ لوگ آپ کے اصل نام کو بھول گئے اور حاجی بہادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زبان زد ہر خاص و عام ہو گیا۔ اس بارے میں فارسی زبان کا ایک شعر ہے۔

شد ملقب از جناب حضرت خیر البشر حضرت حاجی بہادر نام او شد مشتہر

ترجمہ: بارگاہِ خیر البشر ﷺ سے وہ حاجی بہادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لقب سے ملقب ہوئے اور پھر اسی نام سے شہرت پائی۔

تبلیغِ اسلام کے سلسلے میں آپ اکثر و بیشتر سفر میں رہتے تھے۔ آپ جنوبی ہندوستان سے افغانستان تک گھومتے رہتے۔ افغانستان سے واپسی پر دورانِ سفر بڈا خیل کے گاؤں کے قریب انتقال ہوا۔ وہاں سے لاکر آپ کو کوہاٹ کے مرکز میں آپ کی بڑی دینی درس گاہ اور آپ کی والدہ محترمہ کی زرخرید زمین پر بنائی گئی مسجد کے قریب دفن کیا گیا۔ آپ کا سنِ وفات 1070ھ ہے۔ ہر سال 6 رجب کو آپ کا عرس مبارک منایا جاتا ہے۔ افغانستان میں آپ جامی کے نام سے پہچانے جاتے ہیں اور آپ کا یہ لقب علاقے کی نسبت سے نہیں بلکہ بر بنائے کیفیت قلبی ہے۔ اس کے علاوہ آپ کے بعض دیگر القابات و خطابات یہ ہیں۔ غازی معین الدین، شمس الفقراء وغیرہ۔ آپ کا سلسلہ نسب حافظ سید عبداللہ شاہ، حضرت حاجی بہادر بن سید شاہ محمد سلطان بن سید سلطان میر سرور سے ہوتا ہوا، تیس واسطوں کے بعد حضرت سید امام زین العابدین ؓ سے جا ملتا ہے۔ حافظ سید عبداللہ کوہاٹی کا شجرۂ طریقت اس طرح ہے حضرت سید عبداللہ کوہاٹی کے مرشدِ اعلیٰ حضرت خواجہ شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ تھے۔ ان کو حضرت خواجہ باقی باللہ سے ان کو خواجہ محمد امکنگی سے، انھیں حضرت خواجہ محمد درویش سے، ان کو محمد زاہد پارسا سے، محمد زاہد پارسا کو عبیداللہ احرار سے اُنھیں حضرت یعقوب چرخی سے، انھیں علاؤالدین عطار سے، انھیں سید خواجہ بہاؤالدین سے۔ یہ سلسلہ حضرت سلمان فارسیؓ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ہو کر حضور نبی کریم ﷺ تک پہنچتا ہے۔ اہلِ طریقت کی مشہور کتاب "روضۃ القیومیہ" کے مطابق حضرت حاجی بہادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حافظ سید عبداللہ کوہاٹی کا شمار حضرت شیخ آدم بنوریؒ کے معتبر یاروں میں ہوتا ہے۔

آپؒ کے چیدہ چیدہ خلفائے عظام کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ شیخ نور محمد مدقق لاہوری شیخ مامون پشاور، شیخ عبدالرحیم شوکی، شیخ قلوب دیوانہ، شیخ جنگی خان کوہاٹی، شیخ شہباز،

شاہ ولی اللہ ننگر ہاری، اخوند محمد نعیم، شیخ نیک محمد خٹک، شیخ حبیب مندوری، یعقوب بلخی شیخ ... دیوانہ خوست جنید احمد جہاں پوری، مولوی محمد باقر اللہ نور غزنوی، شاہ مراد دہلوی، صالح غزنوی، محمد امین غزنوی، نور محمد دہلوی اور عبدالمجید ہراتی۔

''حالات حضرت حاجی بہادر کوہاٹی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ'' جس کے مصنف سید محمود شوکت ہیں کے مطابق حضرت عبدالنبی شامی اور داراشکوہ حضرت حاجی بہادر کوہاٹی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس وقت شاگرد تھے جب حضرت حاجی بہادر کوہاٹی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جامع کپورتھلہ (بھارت) کے مدیر اعلیٰ تھے۔ کپورتھلہ مشرقی پنجاب کی ایک ریاست تھی جو ضلع جالندھر کے پڑوس میں واقع تھی۔ اس ریاست کی زیادہ تر آبادی تو مسلمان تھی مگر اس کا والی سکھ تھا۔ مہاراجا کپورتھلہ نے کپورتھلہ میں ایک ایسی عالی شان مسجد تعمیر کروائی، جو دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی، جو سیاح بھارت کی سیر کرنے آتا لوگ اسے مشورہ دیتے کہ اگر وہ بھارتی فنِ تعمیر کا مشاہدہ کرنا چاہتا ہے تو کپورتھلہ کی مسجد ضرور دیکھے۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ ریاست کپورتھلہ صدیوں علم و ادب کا گہوارہ رہی۔

حضرت حاجی بہادر کوہاٹی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی ریاست کپورتھلہ کے زیرِ انتظام چلنے والے جامع کپورتھلہ کے مدیرِ اعلیٰ تھے۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ حضرت حاجی بہادر کوہاٹی کتنے بلند پایہ عالم دین تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شریعت و طریقت کے مردِ میدان ہونے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ پائے کے ادیب اور مصنف بھی تھے۔ آپ کی بعض معروف تصانیف مفتاح الدقائق، تبیان الحقائق، معارج الولایت، بحر الفراست اور حضرت شیخ سعدیؒ کی شہرہ آفاق تصانیف گلستان و بوستان کی تشریح خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ جیسا کہ تصانیف کے ناموں ہی سے ظاہر ہے۔ ان میں علم کے بیش بہا خزانے پوشیدہ ہیں۔

کسی معاشرے میں رہنے والے انسانوں کی افادیت، اہمیت اور قیمت یکساں نہیں ہوتی اور

ہی ہر کسی کے بارے میں پورے معاشرے کی اجتماعی رائے یکساں ہوتی ہے۔ دراصل انسان کی قیمت وہی ہوتی ہے جو اس کے بارے میں عوام الناس کی رائے ہوتی ہے۔ لیکن اگر حکومتِ وقت کسی کی انسانیت کیلئے انجام دی گئی خدمات کو تسلیم کرتے ہوئے اسے سندِ قبولیت عطا کرے تو اسے پورے معاشرے کی اجتماعی رائے تصور کیا جاتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزندوں کو سلطنتِ مغلیہ کے فرماں روا اورنگ زیب عالم گیر کی طرف سے سرکاری طور پر میاں کا خطاب دیا گیا۔ افغانستان اور صوبہ سرحد میں فارسی اور پشتو زبان کے پسِ منظر میں لفظ ''میاں'' اُردو اور پنجابی زبانوں کے لفظ ''میاں'' سے قطعاً مختلف ہے۔ ''میاں'' فارسی کے لفظ 'میراں' کا مخفف ہے۔ یہ شہنشاہ ولایت حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا لقب بھی ہے اور یہ لفظ، سید اولیاء کا اعزازی لقب ہے۔ یوں یہ طرّہ امتیاز ہے۔ جو سیّد اولیاء کو غیر سید اولیاء سے الگ کرتا ہے۔ یہ لفظ مالک، آقا، سرکار، حضور یا انگریزی زبان کے لفظ 'سر' کا مفہوم بھی ادا کرتا ہے، لیکن مغلیہ دورِ حکومت میں یہ خطاب معززین، صالحین کو عطا کیا جاتا تھا، جو سادات صالحین کے لئے مخصوص ہوا کرتا تھا۔ ضلع میاں والی بھی اسی نسبت سے میاں والی کہلاتا ہے۔ بدلتے ادوار کے ساتھ پُرانے الفاظ اور پرانے نشانات بھی مٹتے جاتے ہیں۔ پھر چند لوگ ماضی کے کباڑ خانے سے ان موتیوں کو تلاش کرتے رہتے ہیں، تاکہ حال، ماضی سے جُڑا رہے۔ محققین کے تلاش کردہ ان موتیوں کو عرفِ عام میں پُرانی ثقافت کہا جاتا ہے۔

دُنیائے اسلام میں کئی ایسے خوش نصیب خاندان ہیں، جن میں ولایت نسل در نسل چلی آتی ہے حضرت حاجی بہادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد میں آپ کے فرزند صاحب زادہ صاحب خویشگی حضرت صوفی سید محمد زمان عرف باباجی صاحبؒ نے دنیائے روحانیت میں بڑا بلند مقام پایا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بڑے صاحب کرامت ولی تھے۔ اگر آپ کوہاٹ جائیں، خصوصاً بلی ٹنگ

جہاں آپ کا مزار ہے تو لوگ بے شمار ایسی کرامات کا ذکر کریں گے جو آپ کے نام سے منسوب ہیں مگر مصدقہ نہیں ہیں۔ آپ پیر صاحب مانکی شریف کے پیر بھائی تھے۔

اس دور کی مشہور روحانی شخصیات میں ایک مشہور ترین شخصیت حضرت خواجہ حضرت شاہ عرف زندہ پیر گھمکول کوہاٹ میں ہوئے ہیں۔ ان کی بھی بے شمار کرامات بیان کی جاتی ہیں۔ غار میں گوشہ نشین ہونے سے پہلے اپنے مُرشدِ اعلیٰ پیر صاحب موہڑہ کی ہدایت پر حضرت زندہ پیر نے دربارِ عالیہ حضرت حاجی بہادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اجازت لی۔ سجادہ نشین میاں سید محمود شاہ مرحوم ولد میاں سید حبیب شاہ مرحوم سے خرقہ اور چھڑی لے کر گھمکول شریف کے پہاڑ کے غار میں چلّہ کش ہوئے۔ حضرت زندہ پیر اکثر رات گئے مزار حاجی بہادرؒ پر حاضری دیتے اور گھنٹوں مراقبے میں رہتے۔ اور فیضِ روحانی سے فیض یاب ہوتے۔ اسی طرح چراغ سے چراغ روشن ہوتا ہے اور مخلوقِ خدا ان ہی کی روشنی سے تاریکیوں میں رستہ تلاش کرتی ہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ کے نور سے ایک چراغ حضرت محمد مصطفیٰ احمدِ مجتبٰے رحمۃ اللعالمین کی صورت میں روشن ہوا۔ پھر اس کے نور سے کائنات کا ذرّہ ذرّہ منور ہو گیا۔ حضرت علامہ محمد اقبالؒ فرماتے ہیں۔

خرد دیکھے اگر دل کی نگہ سے جہاں روشن ہے نور لا الہٰ سے

حضرت محمد ﷺ نورِ لا الہٰ سے منور ہوئے۔ پھر آپ ﷺ نے اسی نور لا الہٰ سے مشرق و مغرب کو منور فرمایا۔ نور لا الہٰ قرآنِ حکیم ہے اور آپ حاملِ قرآن ہیں۔ قیامت تک امین لوگ یہ نور امانت اہلِ امانت کو پہنچاتے رہیں گے۔ وہ امین لوگ جو حضرت حاجی بہادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فیض یاب ہوئے۔ ان میں ایک مشہور صوفی شاعر حضرت رحمان بابا بھی شامل ہیں۔ یہ حصول فیضِ باطنی وعلومِ ظاہری کیلئے عین جوانی کے عالم میں حضرت حاجی بہادر کوہاٹی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی

درس گاہ میں حاضر ہوئے۔ جب حضرت حاجی بہادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مستقل طور پر کوہاٹ میں رہائش اختیار کر چکے تھے۔ اس وقت کوہاٹ میں اس سے بڑی دینی درس گاہ کوئی نہ تھی اور حضرت حاجی بہادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بڑا شریعت کا عالم اور طریقت کا مرشد اور کوئی نہ تھا۔ رحمان بابا گیارہ برس یہیں رہے۔ انھوں نے جو مشاہدہ کیا اور جو کچھ حاصل کیا، اس کی ایک جھلک منقبت اولیائے کرام میں نظر آتی ہے۔ رحمان بابا اپنی پشتو شاعری میں فرماتے۔ ترجمہ حسبِ ذیل ہے۔

میں نے درویشوں کی قوت رفتار دیکھی۔ ان کا ایک قدم فرش پر اور دوسرا عرش پر ہوتا ہے۔"

حضرت حاجی بہادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کرامات تو بے شمار ہیں لیکن یہاں تین اہم ترین کرامات کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ آپ کی ایک کرامت خدا بینی اور اس کے بعد وہ مناظرہ ہے جو اورنگزیب عالمگیر کے دربار میں ہوا۔ رویت رب تعالیٰ یعنی خدا بینی کے معاملے پر علماء میں اختلاف ہے۔ اس دعویٰ کو ثابت کرنے کیلئے اورنگزیب عالمگیر نے حاجی بہادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دربار میں طلب کیا۔ سینکڑوں علماء کی موجودگی میں مناظرہ ہوا جس میں آپ نے اورنگزیب عالمگیر کو پیپل کے پتے سے گرتے ہوئے پانی کے قطروں میں سے اپنے دعوے کی حقانیت کی جھلک دکھائی تو عالمگیر غش کھا کر گر پڑے۔ ہوش میں آنے کے بعد وہ حضرت حاجی بہادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے معترف و معتقد ہو گئے۔ اور اپنی لے پالک بیٹی بی بی رقیہ، جو حضرت پیرانِ پیر سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد میں سے تھیں، انھیں حضرت حاجی بہادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عقد میں دے دیا۔

یہی نہیں بلکہ سینکڑوں علماء کے سُرخیل حضرت نور محمد مدقق لاہوری آپ کے دعویٰ خدا بینی کو برحق تسلیم کر کے آپ کے حلقۂ ارادات میں شامل ہو گئے اور ہمیشہ کیلئے کوہاٹ آ گئے۔ وہ قلعے کے پاس دفن ہیں۔ نقشبندیہ سلسلے کے بہت سے علماء نے اس دعویٰ کو درست

قرار دیا ہے۔ حضرت منصور حلاج کو انا الحق کے دعوے پر پھانسی دی گئی، مگر حضرت حاجی بہادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا، "اگر میں اس دور میں ہوتا تو ایسا نہ ہوتا اور منصور کو کبھی سولی پر نہ لٹکایا جاسکتا تھا۔"

حضرت حاجی بہادر کوہاٹی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی فارسی تصانیف میں مفتاح الدقائق ایک شاہ کار ہے جن میں سے چند ارشادات انتہائی اختصار کے ساتھ درج ہیں۔ "تیرا دل اللہ کی جائے نزول ہے۔ اس لئے جو شے اللہ کے سوا ہے، اس کو دل میں لانے سے پرہیز کر۔" "تجھ کو لازم ہے کہ اپنے نفس اور شیطان کے ساتھ جنگ کرو، وہ تجھ کو مارنا چاہتا ہے، تجھے چاہیے کہ تو اسے ماردے۔"

"اے بھائی! اگر محبوب حق کو پہچانتے ہو تو اپنے والدین کا ادب کرو۔"

"اے بھائی! مومن کا دل حقیقت میں خدا کا حرم ہے۔ اس کے حرم میں داخل ہونا مشکل ہے۔ دائیں ہاتھ میں شمشیر (قرآنِ پاک) اور بائیں ہاتھ میں ڈھال (حدیث پاک) ہوگی تو اللہ کے حرم میں داخل ہو جاؤ گے۔"

"اے برادر! ان سے دور رہو جو خود کو صالحین اور زاہدین میں سے سمجھتے ہیں اور شیخ بن جاتے ہیں۔ دنیا کا حرام اکٹھا کرتے ہیں۔ مریدوں سے حرام کھانے کو روا سمجھتے ہیں۔ ان کو حرام سے منع نہیں کرتے۔ حقیقت میں بدنصیب ہوتے ہیں۔ یہ خود تو جہنمی ہوتے ہیں، اپنے مریدوں کو بھی گمراہی میں دھکیل دیتے ہیں۔"

حضرت حاجی بہادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب روضہ پر حاضری دی تو قبرِ انور سے آواز آئی کہ اے عبداللہ! اندر آؤ۔ اس وقت آپ کے علاوہ عبداللہ نام کے اور بھی افراد موجود تھے۔ سب باری باری آئے مگر دروازہ نہ کھلا اور وہ واپس ہوتے گئے۔ آخر میں سید عبداللہ کوہاٹی گئے تو دروازہ

خود بہ خود کھل گیا۔ آواز آئی، "مرحبا یا حبیبی یا ولدی انت ریحان من العرب ریحك ینتشر فی العرب والعجم" ترجمہ، "میرے پیارے بیٹے! خوش آمدید، تم عرب کے ریحان ہو۔ تمہاری خوشبو عرب وعجم میں پھیلے گی۔" "میرے مرقد کے قریب آؤ"۔ چند مکالموں کے بعد روضۂ مبارک سے دستِ مبارک ظاہر ہوا اور حکم ہوا کہ میری انگلی چوسو۔ جوں ہی آپ نے چھوٹی انگلی چوسنی شروع کی تو انوار واسرار کا دریا اُبلنا شروع ہو گیا۔ پھر خطاب ہوا، "اے معرفت کے مردِ شجاع! علم ظاہری اور باطنی سے تم اتنے بھر گئے ہو کہ اب مزید گنجائش نہیں۔ اب جاؤ یہ امانت اہلِ امانت کو پہنچاؤ۔ یہ خوش بو چہار سو پھیلا دو۔"

ابھی آپ مدینۃ النبی ﷺ میں ہی تھے کہ آپ کے پیر بھائی حضرت شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صاحب زادے محسن، جو تقریباً ایک سال کے تھے، علالت کی وجہ سے انتقال کر گئے۔ محسن کی والدہ کے پُر زور اصرار اور التجا کے سبب حضرت حاجی بہادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بہ حکمِ خدا صاحبزادہ محسن کو پھر سے زندہ کر دیا۔ اگر چہ قادرِ مطلق ذاتِ کبریا، یہ سب کچھ کرنے پر قادر ہے مگر میری تحقیق اس سے مختلف ہے۔ جب محسن کی والدہ کی بے قراری حد سے بڑھ گئی تو حضرت حاجی بہادر کوہاٹی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا، ''بہن! تسلی رکھو اللہ تعالیٰ آپ کو بہتر متبادل عطا فرمائے گا۔ آپ محسن کو زندہ ہی سمجھیں۔'' میری تحقیق کی بنیاد حضرت آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالات پر ہے، کیوں کہ ان کے حالات زندگی میں ایسے کسی واقعے کا ذکر نہیں ملتا۔ یہ بات تو ہر شک وشبے سے بالاتر ہے کہ حضرت حاجی بہادر کوہاٹی رحمۃ اللہ علیہ بہت بلند پایہ بزرگ اور ولی کامل تھے لیکن اس میں بھی شبہ نہیں کہ ابھی آپؒ کے بارے میں مزید تحقیق کی ضرورت ہے۔ اُمید ہے کہ اس شعبے کے محققین میری اس گزارش پر ضرور توجہ فرمائیں گے، جو کچھ فقیر کے پاس تھا وہ قارئین کی نذر کر دیا ہے۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف۔

ڈاکٹر ابو اعجاز رستم

روزنامہ ایکسپریس سنڈے ایڈیشن

بابا رحمکارؒ صاحب

جب حضرت کستیر گل المعروف بابا رحمکارؒ کی روحانیت کے چرچے دوسرے علاقوں میں ہونے لگے۔ان دنوں ایک بزرگ حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی کی بھی اچھی خاصی شہرت تھی ان کے مرید بھی بے شمار تھے۔جب ان کی محفل میں بھی کستیر گل کا ذکر ہونے لگا تو حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی نے اپنے مریدوں سے پوچھا کہ "کیا یہ درست ہے کہ کستیر گل کو اپنے صوفی ہونے کا دعویٰ ہے؟" اس پر مریدوں نے کہا "حضرت! ان کے اعمال واشغال سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا شمار ولیوں میں ہوتا ہے۔" حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی نے دریافت کیا "میں جاننا چاہتا ہوں کہ اسے خلافت کس نے دی ہے؟" مریدوں نے کہا "وہ خود کہتے ہیں کہ وہ اپنے والدِ مرحوم کے جانشین اور خلیفہ ہیں۔" یہ سننا تھا کہ حضرت حاجی بہادرؒ کی پیشانی پر بل پڑ گئے اور وہ اپنے مریدوں سے کہنے لگے کہ "یہ تو مبہم سی بات ہے میں بالکل واضح اور صاف بات سننا چاہتا ہوں" پھر وہ اپنے مریدوں سے کہنے لگے "میں یہ چاہتا ہوں کہ تم میں سے کچھ لوگ کستیر گل کے پاس جائیں اور ان سے کہیں کہ وہ پیری مریدی کا چکر چلانے سے باز رہیں۔" حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی نے مریدوں کو کستیر گل کے نام وضاحت طلب امور کیلئے ایک خط بھی دیا۔حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی کے مرید یہ خط لے کر کستیر گل کی خدمت میں حاضر ہوئے خط کا متن کچھ اس طرح سے تھا "میرے علم میں یہ بات لائی گئی ہے کہ تم نے فقر کے نام پر ہنگامہ کھڑا کر دیا ہے باطنی معرفت حاصل کرنے کیلئے تمہارے پاس خٹک اور یوسف زئی قبیلے کے لوگ آتے ہیں تم انہیں تلقین اور ارشاد کی راہ دکھا کر اپنا مرید کرنے کی کوشش کرتے ہو، حالاں کہ میری معلومات کے مطابق تمہارا کوئی پیرو مرشد نہیں ہے جب کہ یہ ایک طے شدہ امر ہے کہ پیرِ طریقت کے اذن کے بغیر پیری کرنا جائز نہیں"۔ چنانچہ حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی کے مرید کستیر گل کے پاس پہنچے تو انھوں

نے ان مریدوں کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور اور بڑی خاطر مدارت کی ۔ یہ اتفاق کی بات ہے کہ اس وقت کستیر گل کے پاس خٹک اور یوسف زئی مریدوں کی اچھی خاصی تعداد بھی موجود تھی ۔ کستیر گل نے جب حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی کے مریدوں سے آمد کا سبب دریافت کیا تو مریدوں کے وفد کے قائد اخوند اللہ داد نامی مرید نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا "ہم حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی کے پاس سے آئے ہیں" اس کے ساتھ ہی اخوند اللہ داد نے اپنے پیر ومرشد کا خط کستیر گل کے حوالے کر دیا اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ ہمارے پیر نے فوری طور پر اس کا جواب طلب کیا ہے"۔ یہ سنتے ہی کستیر گل چیخ مار کر بے ہوش ہو گئے ۔ یہ عجیب وغریب صورتِ حال دیکھ کر نہ صرف حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی کے مرید حیرت زدہ رہ گئے بلکہ کستیر گل کے اپنے مرید بھی پریشان ہو گئے ۔ وہ سب آپ کو ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگے۔ پھر چند ہی لمحوں بعد کستیر گل ہوش میں آ گئے اور اپنے مریدوں کو حکم دیا "اب تم لوگ جا سکتے ہو۔" آپ کے حکم کی تعمیل میں جب وہ لوگ چلے گئے تب اخوند اللہ داد نے آپ سے اپنے مرشد کے خط کا جواب مانگا۔کستیر گل نے چند لمحے خاموشی اختیار کی اور پھر بولے "افسوس کہ میں جواب دے چکا ہوں اب تمہیں کس قسم کا جواب چاہئے؟" اب تو اخوند اللہ داد بہت حیران ہوا اور کہنے لگا "آپ نے مجھے تو کسی قسم کے جواب سے نہیں نوازا؟" اس پر کستیر گل نے فرمایا "اخوند اللہ داد! تم بہت بھولے ہو کیا تم نے نہیں دیکھا کہ میں نے اپنے سارے ارادت مندوں کو رخصت کر دیا ہے اب تمہیں اور کس قسم کا جواب درکار ہے؟" چنانچہ اس کے بعد اخوند اللہ داد وہاں سے رخصت ہو کر واپس اپنے مرشد کے پاس چلے گئے اور کستیر گل کے ہاں جو واقعہ پیش آیا تھا وہ من وعن ان کے روبرو بیان کر دیا۔ اخوند اللہ داد کی بات اور کستیر گل کی بابت سارا ماجرا سن کر حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی کے لبوں پر مسکراہٹ کھیلنے لگی اور انھوں نے آہستہ سے کہا "کستیر گل تو بہت نیک اور

بھلا آدمی ہے یہ تو رحمکار اور اللہ کا نیک بندہ ہے۔ اب تم اس سے جا کر کہو کہ اب وہ کستیر گل نہیں بلکہ رحمکار ہے''۔ اخونداللہ داد نے پوچھا ''حضرت کیا ہم ابھی آپ کا پیغام لے کر ان کے پاس جائیں؟'' حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی نے کہا ''اتنی جلد بازی کی ضرورت نہیں فی الحال کچھ انتظار کیا جائے۔''

ادھر کستیر گل اس خیال سے سخت پریشانی میں مبتلا ہو گئے تھے کہ اب وہ تنہا رہ گئے ہیں اس پریشانی اور گھبراہٹ کے عالم میں وہ سجدے میں چلے گئے اور خداوند کریم کے دربار میں رو کر اور گڑگڑا کر عرض کی ''اے باری تعالیٰ! میں بالکل تنہا رہ گیا ہوں، لوگوں کا کہنا ہے کہ میں اویسی ہوں اس لیے دوسروں کو رشد و ہدایت کا درس نہیں دے سکتا۔'' بہت دیر تک یونہی سجدے میں پڑے روتے اور گڑگڑاتے رہے آپ کو قرار آ گیا اسی طرح تنہائی کے عالم میں مزید بیس پچیس دن گزر گئے۔ پھر ایک روز حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی نے اپنے مرید اخونداللہ داد سے کہا ''تم ابھی کستیر گل کے پاس جا کر اس سے کہو کہ وہ کستیر گل سے رحمکار ہو گیا ہے۔ اب دنیا اس کو اسی نام سے جانے گی۔'' اخونداللہ داد نے اپنے مرشد کا پیغام من وعن کستیر گل کو سنا دیا۔ کستیر گل کو جب حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی کا پیغام ملا تو انھوں نے ایک نعرہ بلند کیا اور اعلان کر دیا ''لوگو! اب میرے پاس آؤ ممانعت ختم ہو گئی ہے، کیوں کہ کوہاٹ کے صاحبِ حال نے مجھے اس کی اجازت مرحمت فرما دی ہے۔'' یہ بزرگ جن کا تعارف ابتدا میں کستیر گل کے نام سے کرایا گیا ہے، اپنے وقت کے وہ عظیم صوفی اور ولی اللہ تھے جو بعد میں بابا رحمکارؒ صاحب کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ ان علاقوں کے جو آج صوبۂ سرحد میں شامل ہیں ایک معروف ولی تھے اور آپ آج بھی ہر خاص و عام کے مرجع ہیں۔ آپ کے خاندان کا تعلق افغانستان کے علاقے خوست سے تھا۔ آپ کے آباؤ اجداد کی عظمت و بزرگی کا اعتراف حضرت مجدد الف ثانیؒ بھی

چکے ہیں۔ حضرت رحمکارؒ نے سرحد کے علاقے کو علم کی روشنی سے منور کر دیا۔

آپ کے دادا اور والد بھی اپنے وقت کے بہت بڑے ولی اللہ تھے۔ اس طرح ولایت کی بیش بہا دولت آپ کو ورثے میں عطا ہوئی۔ بابا رحمکارؒ کے والد کا نام بہادر بابا تھا، جنھوں نے آپ کا نام کستیر گل اس لئے رکھا تھا تا کہ آپ اپنے آباؤ اجداد کے علم و عمل، ذوقِ عبادت اور صوفیانہ روایات کی خوشبو پھیلا کر ایک زمانے کو معطر کر دیں۔

بہر کیف حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی کی جانب سے پیری مریدی کے سلسلے میں ممانعت ختم ہونے کے بعد بابا رحمکارؒ دوبارہ اپنے مریدوں کو تعلیماتِ اسلامی سے بہرہ ور اور ان کے اذہان و قلوب کو ایمان و عمل کے نور سے منور کرنے لگے۔

بحوالہ روزنامہ ایکسپریس از ڈاکٹر ابو اعجاز رستم

مکتوب (استخارہ)

احادیث پاک میں عمل استخارہ کو ایک خاص مقام حاصل ہے مختلف بزرگان او
اولیائے کرام نے بھی مختلف اوقات میں اس پر عمل بھی کیا اور اس عمل کی تلقین بھی کرتے رہے
انہی اولیائے کرام میں ایک روشن نام شیخ المشائخ تاج العارفین قطب الاقطاب حضرت شیخ عبد
النبی شامی نقشبندیؒ کا نام نامی بھی ہے آپ کے کئی مکتوبات ہیں آپؒ نے بھی حضرت مجدد الف
ثانیؒ کی طرح مکتوبات کے ذریعے مسائل کی تفہیم کی اور ہر قسم کی بدعت سیئہ اور ضلالت کے
خلاف جہاد کیا۔ اور اپنے عقیدت مندوں، خادموں اور عام لوگوں کو اپنے مکتوبات کے ذریعے
وعظ و نصیحت کی آٹھ سو تیس صفحات پر مشتمل ایک سو سڑسٹھ مکتوبات "مجموعۃ الاسرار" کے نام
سے 1986ء میں لاہور سے چھپ چکے ہیں۔ صفحہ نمبر 430 پر مکتوب سوم کے سلسلے میں یوں
درج ہے۔

''مخدوم زادہ محمد عمر کے نام لکھا گیا وہ حضرت حاجی سید عبداللہ کوہاٹی کے فرزندوں میں سے ہیں
آگے درج ہے "تعریف اللہ کی سلام اس کے منتخب بندوں پر بالخصوص اس کے نبی محمد ﷺ
کی آل اور ان کے تمام صحابہ پر"

جان لینا چاہیے کہ جب کوئی سچا طالب اللہ پاک کی توفیق سے اس طریقہ (نقشبندی) کے
بزرگوں میں سے کسی ایک عزیز سے متوسل ہوتا ہے تو وہ سب سے پہلے استخارہ سکھتے ہیں
استخارہ کا طریقہ یہ ہے"

"عشاء کی نماز کے بعد جب سونے کا وقت ہو جائے اور دنیا داری کی باتوں کی ضرورت نہ رہے تو
تازہ وضو کرلے اور ایک سو ایک بار **استغفراللّٰہ ربی من کل ذنب واتوب
الیہ** پورے صدق دل سے پڑھے اور اس نیت سے کہ تمام جسمانی اور روحانی کوتاہیوں سے جو
مجھ سے سرزد ہوئی ہیں میں نے توبہ کی"

اس کے بعد اُٹھ کر دو رکعت نمازِ استخارہ ادا کرے یعنی میں دو رکعت نمازِ استخارہ ادا کرتا ہوں
تا کہ حق تعالیٰ مجھے اپنے رسول ﷺ کی متابعت میں اپنی رضا کے حصول کیلئے محکم رکھے۔ پہلی
رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ آیت الکرسی ایک بار اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ
سورۃ الکافرون ایک بار پڑھے اپنے آپ پر پوری طرح خوف خدا طاری کرے اور گریہ وزاری
کرے نماز ختم کرنے کے بعد ایک سو ایک بار درود شریف پڑھے اور اس کے بعد 101 بار کلمہ
تمجید پڑھے اس کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دُعا نہایت عجز و انکساری سے مانگے اور سو جائے اور سوتے
میں یعنی خواب میں اگر کچھ بشارت ہو تو اپنے مرشد سے بیان کرے اور اگر پہلے دن بشارت نہ
ہو تو تین دن تک اسی طرح استخارہ کرے''۔

قارئین ''تحقیق'' کی دلچسپی اور معلومات میں اضافے کیلئے اگر موصوف حضرت شیخ
عبدالنبیؒ کے مختصر سے حالات زندگی سپرد قلم کر دیئے جائیں تو بے جا نہ ہوگا آپ کا نام بھوپت
رائے تھا اور والد کا نام لالہ دیوان بورہ مل (بہل کھتری) آپ بھارت کے مشرقی پنجاب کے
ضلع ہوشیار پور کے موضع شام چوراسی کے ہندو گھرانے میں پیدا ہوئے اور آپ کی شادی چھوٹی
عمر میں ہی ایک بڑے کھتری گھرانے کی بیٹی سے ہوئی اور سسر کا نام لالہ رامان مل تھا۔ جب آپ
پانچ یا چھ برس کے ہوئے تو والد صاحب نے پڑھنے لکھنے کیلئے سکول بٹھا دیا اور وہاں پر آپ کی

تعلیم ایک مسلمان مولوی اُستاد صاحب کے زیرِ سایہ شروع ہوئی جو پکے مسلمان صالح اور متقی بزرگ تھے جس نے آپ کی زندگی کی کایا ہی پلٹ دی اور دن رات بتوں کی بندگی سے نجات حاصل کرنے کی فکر میں تھے۔ کہ اسی عالم میں رسول اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی اور جناب رسالت مآب ﷺ نے کلمہ پڑھایا اور بھوپت رائے سے عبدالنبی شامیؒ کے نام سے جانے پہچانے لگے۔

ملک سید معصوم شاہ
ہفت روزہ تحقیق کوہاٹ

بھیانک غلط فہمی کو جنم دینے والا ایک ''تاریخی مغالطہ''

طریقت کی دنیا میں ''بیعت'' کو بنیادی اہمیت حاصل ہے یہ عمل آنحضرتؐ سے لیکر آج تک جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ طریقت کے چار مشہور سلاسل ہیں، قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ اور نقشبندیہ۔ برصغیر پاک و ہند اور افغانستان میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کا سلسلہ نقشبندیہ میں ایک بہت بلند مقام ہے ان کے ہاتھ پر لاکھوں مسلمانوں نے بیعت کی اور ان گنت حضرات ان کے خلفائے مجاز مقرر ہوئے جن میں ایک نام سیّد عبداللہ کوہاٹی (حضرت حاجی بہادرؒ) کا بھی ہے تاہم بعض حلقے یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی، حضرت آدم بنورؒ کے خلیفہ تھے۔ راقم کو اس خیال سے اختلاف ہے اور راقم ذیل میں دلائل اور حوالہ جات کی روشنی میں اس اختلاف کو حق بجانب ثابت کرنے کی سعی کریگا یہاں یہ وضاحت کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ کسی کا بیعت ہونا عیب نہیں بلکہ اعزاز ہوتا ہے مگر ریکارڈ اور تاریخ کی درستگی کیلئے یہ تحریر اشد اہم ہے کیونکہ اس مغالطے نے ایک بہت بڑی غلط فہمی کو جنم دیا۔ آئندہ سطور میں ان دونوں باتوں پر بحث کی جائے گی۔

عمر کے حوالے سے: روایت ہے کہ ''حضرت حاجی بہادرؒ سترہ سال کی عمر میں حضرت آدم بنوریؒ کی خانقاہ میں جاتے ہیں اور خلافت پاتے ہیں'' (بحوالہ صوفیائے سرحد صفحہ نمبر 369-370-371، احوال العارفین صفحہ 28 اور حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی صفحہ 89)

حضرت آدم بنوریؒ کی تاریخ ولادت 999ھ ہے (بحوالہ شیخ آدم بنوریؒ صفحہ 31) اور حضرت حاجی بہادرؒ کی پیدائش 984ھ میں ہوئی (بحوالہ تاریخ اولیاء صفحہ 249 اور روحانی ترّون ص 599) پس جب حضرت حاجی بہادرؒ سترہ برس کے ہوں گے تو قبلہ حضرت آدم بنوریؒ دو سال کے ہوں گے تو کیا ایسا ممکن ہے کہ سترہ سالہ جوان دو سال کے بچے کی خانقاہ میں حاضر ہو کر اس کے ہاتھ

پر بیعت کرے اور خلافت حاصل کرے؟ یہ ایک قطعاً غیر منطقی روایت ہے۔ (اگر کرنل (ر) حامد علی شاہ بنوری کی تصنیف شدہ کتاب کو دیکھا جائے تو حضرت حاجی بہادرؒ جب سترہ سال کے تھے تو حضرت آدم بنورؒ کی ابھی ولادت ہی نہیں ہوئی تھی)۔

سن اور تاریخ کے حوالے سے:۔ اب اسی روایت کو تاریخ (سن ہجری) کی روشنی میں دیکھتے ہیں کہ جب حضرت حاجی بہادرؒ سترہ سال کے تھے تو اس وقت ہجری 1001 تھی (یہ ایک اہم نکتہ ہے) اسی سن ہجری (1001 ھ) میں حضرت آدم بنورؒ کے مرشد حضرت مجدد الف ثانیؒ کو بھی خلافتِ مجاز عطا نہیں ہوئی تھی واضح رہے کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کو اپنے مرشد اعلیٰ حضرت خواجہ باقی باللہؒ سے سن 1008 ھ میں خلافت ملی طریقت کی دنیا میں یہ ناممکن ہے کہ ایک غیر مجاز ہستی کسی کو اپنا مرید یا خلیفہ (اکبر) بنائے مزید برآں یہ کہ حضرت آدم بنورؒ کو خلعت خلافت عطا ہوئی سن 1033 ھ میں (متعدد کتب میں درج ہے بحوالہ احوال العارفین صفحہ 628 'حضرت شیخ آدم بنورؒ ص 42) تو پھر انہوں نے سید عبداللہ کوہاٹی ''حضرت حاجی بہادر'' کو سن 1001 ھ میں کیسے خلیفہ بنالیا؟ بغیر حوالے اور مفروضے کی بنیاد پر سن 1048 ھ یا سن 1050 ھ میں یا سن 1052 ھ میں حضرت حاجی بہادرؒ کا، حضرت آدم بنورؒ کا مرید ہونا یا خلیفہ بنا مان بھی لیا جائے تو سوال یہ اٹھتا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ جیسی ہستی کی موجودگی میں حضرت حاجی بہادرؒ (44) چوالیس سال (1008 ھ سے 1033 ھ اور پھر 1033 ھ سے 1052 ھ) کس انتظار میں ہوتے ہیں؟ کہ آیا صرف حضرت آدم بنورؒ ہی سے سرزمین حجاز میں بیعت ہونگے؟ ظاہری علوم کے حوالے سے دیکھا جائے تو حضرت حاجی بہادرؒ ایک سکالر، دانشور، کئی کتابوں کے مصنف اور حافظ قرآن تھے جبکہ حضرت آدم بنورؒ ابتداً جوانی میں اُمّی تھے اور ظاہری علوم سے ناآشنا (خزینۃ الاصفیاء صفحہ 287 'احوال العارفین صفحہ 27، شیخ آدم بنورؒ

صفحہ 43) پس حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی کا حضرت آدم بنورؒ کا شاگرد ہونا بھی قطعاً قرینِ قیاس نہیں۔

موجودہ دور میں افغانستان سے تعلق رکھنے والے پیر طریقت' کاروان ناجیہ کے بانی حضرت فقیر محمد ظفر منصور کا شجرہ طریقت قابلِ توجہ ہے دیکھئے خطبات منصور صفحہ 11,12۔ حضرت فقیر محمد ظفر منصورؒ ... حضرت اختر محمد دلنشیںؒ... حضرت عبدالستار پیر مہتاب... حضرت محمد جان مردراہؒ... حضرت محمد اسلمؒ... حضرت میر جہاں... حضرت مرزا محمد جاویؒ... حضرت مولانا محمد عثمانؒ... حضرت سید محمد متکیؒ ... حضرت حبیب اللہ باسہولیؒ ... حضرت آخند مصری جانؒ ... حضرت شیخ عبدالکریمؒ... حضرت شیخ ماموں شاہؒ... پیر خوش کلامؒ... حضرت آخند نعیم کاموئیؒ ... حضرت شیخ محمد شاہ سماویؒ... حضرت شیخ عبداللہؒ جامی المعروف حاجی بہادرؒ کوہاٹی... حضرت شیخ احمدؒ المعروف مجدد الف ثانی... الخ...

مندرجہ بالا شجرہ طریقت سے عیاں ہے کہ حضرت حاجی بہادرؒ حضرت مجدد الف ثانی کے مرید اور خلیفہ تھے نہ کہ حضرت آدم بنورؒ کے۔ فقیر محمد ظفر منصور کے منظوم فارسی شجرہ سے بھی اس امر کی تصدیق ہوتی ہے حضرت حضرت مجدد الف ثانیؒ کے پوتے کی تصنیف ''روضۃ القیومیہ'' (یہ کتاب حضرت مجدد الف ثانیؒ اور ان کے خاندان کے حالات پر مشتمل ہے۔ تصوف کی دنیا میں اپنا ایک اہم مقام رکھتی ہے خصوصاً سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ) کے صفحہ 564,565 پر حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی کے بارے میں درج ہے۔

''آپ حاجی بہادرؒ'' کے نام سے مشہور ہیں کوہاٹ (پشاور کے نزدیک) کابل کے گردونواح میں ایک شہر ہے حاجی بہادرؒ شیخ آدم بنوریؒ کے معتبر یاروں میں سے تھے۔''

آگے بڑھنے سے پہلے سید عبداللہ واسطی بارہوی اکبر آبادی کے مختصر سے حالات زندگی (بحوالہ احوال العارفین صفحہ 44,45) درج کرنا ازبس ضروری ہے۔

''حضرت حافظ سید عبداللہ بارہوی واسطی سادات زیدی واسطی کے چشم و چراغ تھے آپ سب
اعلیٰ حضرت سید ابوالفرح واسط ملک عراق سے ہندوستان تشریف لائے ابتداً پٹیالہ میں
ہوئے وہاں سے ضلع مظفر نگر منتقل ہوئے حضرت سید عبداللہ بارہوی بچپن ہی میں والدین سے
سایہ سے محروم ہوگئے اس یتیمی کے زمانے خدا طلبی کا جذبہ قلب میں موجزن ہوا وطن کو خیر باد
کر ایک باخدا قاری سے حفظ قرآن با تجوید کیا اس کے بعد حضرت سید محمد ادریس گیلانی قدس
سرہ کی خدمت میں پٹیالہ کے مضافات' سمانہ حاضر ہوئے دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر کے حضرت
ادریسؒ کی تمام شرائط منظور کرتے ہوئے ان کے خادم بن گئے حضرت ادریس
گیلانیؒ کے وصال کے بعد حضرت آدم بنوریؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلوک کی منازل طے
فرمائیں اور خلافت سے مشرف ہوئے جب حضرت آدم بنوریؒ سن 1052ھ میں حرمین الشریفین
روانہ ہوئے تو آپ کو یہیں رہنے کا حکم دیا اسکے بعد حضرت سید عبداللہؒ محلہ کشک نزد دہلی میں
قیام فرما رہے آپ ساری عمر مجرد رہے آپ نے کوئی شادی نہیں کی کچھ عرصے بعد آپ
(آگرہ) تشریف لے گئے آپ نے غالباً سن 1106ھ میں وصال فرمایا آپ کی وصیت کے
مطابق آپ کو اکبر آباد کے عام قبرستان میں دفن کیا گیا سید عبداللہ بارہویؒ اکبر آبادی کے خلیفہ
حضرت شاہ عبدالرحیم دہلویؒ اور کے خلیفہ حضرت شاہ ولی اللہؒ اور ان کے خلیفہ شاہ عبدالعزیز
دہلویؒ تھے (یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ خاندان محدثین کی مذکورہ ہستیاں سلسلہ نقشبندیہ
مجددیہ آدمیہ میں گزری ہیں نہ کہ نقشبندیہ مجددیہ بہادریہ میں) انہی حافظ سید عبداللہ اکبر آبادی
کے متعلق حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اپنی مشہور زمانہ تصنیف ''انفاس العارفین'' میں پورا باب
ترتیب دیا ہے۔

اب یہاں سید عبداللہ بارہویؒ واسطی اکبر آبادی سے سید عبداللہ جو کہ غزنوی کوہاٹی کی

طرف چلتے ہیں سید عبداللہ کی جائے ولادت اکبر آباد (آگرہ) بتائی جاتی ہے والد کا نام شاہ محمد سلطان ہے آپ کے آباؤ اجداد بخارا سے غزنی اور پھر غزنی سے ہندوستان منتقل ہوئے (حضرت حاجی بہادرؒ کے اخلاف کے نام صفحہ 1-3' حاجی بہادرؒ کوہاٹی صفحہ 86) آپ نے حفظِ قرآن اور ابتدائی علوم حضرت خضر خان افغانی سے حاصل کیں انہی کی رہنمائی سے حضرت مجدد الف ثانیؒ کے آستانے تک پہنچے (اسرار الحقائق صفحہ 4) روضۂ نبویﷺ کی حاضری کی سعادت کے دوران حضرت خیر البشر سرورِ کائناتﷺ سے ''شجاع'' (بہادر) کا لقب پایا اور پھر یہی لقب اصلی نام پر غالب ہوگیا آپ کا وصال سن 1070ھ میں ہوا (اسرار الحقائق صفحہ 7) شہرِ کوہاٹ کے مرکز میں مدفون ہیں سید عبداللہ (حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی) نے چار شادیاں کیں آپ کی ازواج کا تعلق قوم رحم علی خیل' قوم بنگش، قوم خوست اور خاندان سادات گیلانیہ سے تھا سادات سے تعلق رکھنے والی زوجہ محترمہ کا نام بی بی رقیہ تھا (قلمی نسخ' سرحد کے خان اور ڈیرے صفحہ 215 'تاریخ اولیاء صفحہ 250) آپ کے پانچ بیٹے تھے (اخلاف کے نام صفحہ 35' روحانی تڑون صفحہ 603' حاجی بہادرؒ کوہاٹی شجرات) بڑے بیٹے سید یوسف شاہ کی (الخلف الاسخف صفحہ 26) اولاد میں صاحب زادہ صاحب خویشکیؒ ایک صاحب معرفت ہستی گزرے ہیں بلی ٹنگ میں ڈاکٹر سید عابد وغیرہ انہی کی نسل سے ہیں آپ کے دوسرے بیٹے (اسناد عالمگیری سن 1077ھ) سید قاسم شاہ کی اولاد سے سرحد کے موجودہ گورنر سید افتخار حسین شاہ کا تعلق ہے قاری القریٰ حافظ سید گلفام شاہ کا تعلق حضرت حاجی بہادرؒ کے تیسرے بیٹے سید محمد عمر شاہ سے ہے خوست والی زوجہ کے بیٹے سید عثمان شاہ کی ساری اولاد خوست میں آباد ہے ان میں سے ایک گھرانہ گھمکول کیمپ میں مقیم ہے پانچویں بیٹے سید یعقوب شاہ عرف بڈھا بابا کی ساری اولاد کوہاٹ میں آباد ہے سید عثمان شاہ خوست میں اور سید عمر شاہ لاہور میں مدفون ہیں۔

حوالہ جات، شواہد اور سوانحی خاکے کی مدد سے حقائق آپ کے سامنے رکھ دیئے گئے ہیں آپ نے کیا رائے قائم کرنا ہے یہ آپ کا کام ہے تاہم راقم کو مذکورہ حقائق کی روشنی میں یہ نتیجہ اخذ کرنے میں کوئی تردد یا ہچکچاہٹ نہیں کہ 1:۔ حافظ سید عبداللہ ہجویریؒ (حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی) حضرت آدم بنور کے خلیفہ یا مرید یا شاگرد ہرگز نہیں تھے مگر پیر بھائی ضرور تھے۔2:۔حافظ سید عبداللہ بارہویؒ واسطی اکبرآبادی اور حافظ سید عبداللہ ہجویریؒ غزنوی کوہاٹی (حاجی بہادرؒ کوہاٹی) دو الگ الگ شخصیات ہیں مگر ہوا کیا؟ نام ونسب، حافظ کے سابقے اور اکبرآباد (آگرہ) سے نسبت میں یکسانیت ہونے کو بعض مفاد کے پجاریوں نے اپنی اپنی غرض کیلئے جان بوجھ کر معرفت وروحانیت کے ان دو، درخشندہ ستاروں کو آپس میں خلط ملط کر کے مغالطہ پیدا کر دیا پھر اسی خودساختہ تاریخی مغالطے کو بھیانک غلط فہمی کے جنم دینے میں استعمال کیا ایک گروہ، حاجی بہادرؒ کے حضرت آدم بنور کے مرید ہونے کو اپنی پگڑی کا شملہ اونچا کرنے کے لئے استعمال کرتا ہے دوسرا حسد کا مارا طائفہ حضرت حاجی بہادرؒ کے ''بے خلف'' (بے اولاد) ہونے کی قبیح گالی دیکر اپنے بڑوں کی محرومیت اور محکومیت کا بدلہ لینے کی کوشش کرتا ہے دکھ کی بات تو یہ ہے کہ ایک گروہ وہ ہے جس کا وجود ہی حضرت حاجی بہادرؒ کی مرہونِ منت ہے حضرت حاجی بہادرؒ نے اس کو پناہ دی اس کو اراضی دی۔ دوسری جماعت وہ ہے جس (یا جس کے بڑوں) نے حضرت حاجی بہادرؒ (یا اسکی اولاد) سے فیض پایا یا ان کی محکوم رہی۔

یہ کون لوگ ہیں؟ فی الوقت اس حقیقت کو پردے میں رہنے دیجئے تاہم راقم اتنا ضرور عرض کرے گا۔

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی!

ملک سید معصوم شاہ
ہفت روزہ تحقیق کوہاٹ

''میاں صاحب......''؟

مختلف زبانوں میں بولے جانے والے کئی الفاظ ایک جیسے (ہم آواز اور ہم شکل) ہوتے ہیں۔ مگر معنوں کے لحاظ سے ایک خاص لفظ کے ایک زبان میں معنی کچھ ہوتے ہیں تو اُسی لفظ کے دوسری زبان میں کچھ اور معانی بلکہ یکسر مختلف ہوتے ہیں مثال کے طور پر ہندکو میں لفظ ٹنگ کے معنے لات یا پَیر کے ہوتے ہیں جب کہ اسی آواز کے انگریزی لفظ Tongue کے معنی زبان کے ہیں۔ اردو میں لفظ جائزہ کے معنی غور کرنا وغیرہ لئے جاتے ہیں جبکہ عربی میں جائزہ کے معنے ہیں ''انعام'' ایسے ہی اردو کا ایک اچھے اور صالح مفہوم رکھنے والا لفظ عربی میں فحش معانی دیتا ہے ہمارے ہاں خان اچھے اور معتبر مفہوم میں بولا جاتا ہے جبکہ عربی زبان میں اسی لفظ کے معانی خیانت کرنے میں آتے ہیں۔ لفظ ''میاں'' کا عام اردو میں استعمال دیکھئے اَماں (اے میاں کا مخفف) اے میاں! کیا کر رہے ہو؟ اوروں کو نصیحت خود میاں فصیحت یا ''چھوٹے میاں تو چھوٹے میاں بڑے میاں سبحان اللہ''

پنجاب (پنجابی زبان) میں ''میاں'' یا ''میاں جی'' اکراماً بڑے بوڑھوں کیلئے استعمال ہوتا ہے یا پھر جو امیر کبیر شخصیت ہو اسے احترام میں میاں صاحب کہتے ہیں۔ اسی میاں کی پنجاب میں دیہاتی شکل میانڑے ہو جاتی ہے جو میاں کا اسم تصغیر معلوم ہوتا ہے جہاں تک افغانستان (صوبہ سرحد) میں فارسی اور پشتو زبان کے پس منظر کے حوالے سے بولا جانے والا لفظ ''میاں'' کے معنوں کا تعلق ہے وہ اردو اور پنجابی سے یکسر مختلف ہے "میاں" فارسی کے لفظ میراں کا مخفف ہے جو کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا لقب بھی ہے جبکہ ''میراں'' بنا ہے ''میر'' سے جسکے معنی راہنما، پیشوا اور سیدوں کا اعزازی لقب ہوتے ہیں اس کے علاوہ میاں کے معانی ہیں مالک، آقا، سرکار، حضور اور شہزادہ۔

سرکاری سطح پر یہ لقب مغل بادشاہوں کی طرف سے خصوصی طور پر سید خاندان کی کسی بڑی شخصیت کیلئے استعمال ہوتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آج کل جتنے بھی سادات گھرانے ہیں (یا سید ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں) ان کو صوبہ سرحد میں خصوصاً ''میاں صاحب'' سے پکارا جاتا ہے مثال کے طور پر کاکا صاحب کی اولاد خود کو ''میاں گان'' کہلواتی ہے۔ اخوند پنجو بابا (سید عبدالوہاب) کے چاروں بیٹوں کے نام

(۱) عثمان میاں (۲) سلمان میاں

(۳) لقمان میاں (۴) فریدالدین میاں

ہیں انکی اولاد کو بھی میاں صاحب سے پکارا جاتا ہے۔ کوہاٹ میں میاں گڑھی میں مقیم گیلانی سید خاندان کے افراد کو میاں صاحب سے پکارا جاتا ہے چونکہ اس گڑھی میں سادات رہائش پذیر ہیں اس لئے اسے میاں گڑھی کا نام دیا گیا ہے حضرت شیخ اللہ دادؒ جو گیلانی سید ہیں ان کی اولاد کو میاں صاحب کہا جاتا ہے کوہاٹ بارایسوسی ایشن کے سابق صدر میاں منظور الرحمٰن انھی کی اولاد میں سے ہیں اسکے علاوہ کوہاٹ علاقہ جنگل خیل میں ایک محلہ "میاں محلہ" سے موسوم ہے اس محلے میں بھی گیلانی خاندان کے افراد مقیم ہیں۔ ذرملک لاچی میں گیلانی خاندان کے لوگوں کو میاں صاحب کہتے ہیں۔ ایسے ہی کرم ایجنسی میں بھی سادات کو میاں صاحب کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر میجر جنرل جمال سید میاں، دلچسپ بات یہ ہے کہ خاندان سادات کیلئے مختلف علاقوں (ممالک) میں مختلف تکریمی القاب (الفاظ) استعمال ہوتے ہیں۔ سرحد میں عام طور پر میاں صاحب اور پیر صاحب سے مخاطب کرتے ہیں۔ پشاور کے شہری علاقے میں لفظ ''آغا جی'' استعمال ہوتا ہے۔ سرحد کے کئی علاقوں میں سادات کیلئے بادشاہ صاحب کا استعمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ خویشگی (نوشہرہ) میں اولاد حضرت حاجی بہادر کو 'بادشاہ صاحب''

یا ''بادشاہان'' کہتے ہیں۔ پنجاب میں عام طور پر ''شاہ جی یا پیر صاحب''، جنوبی پنجاب اور سندھ میں ''مخدوم'' اور ''پیر سائیں'' کے القابات سادات کیلئے استعمال ہوتے ہیں۔ کراچی میں '' شاہ صاحب '' کہہ کر پکارتے ہیں۔ جبکہ عرب ممالک میں سید خاندان کیلئے لفظ ''اشراف'' (شریف کی جمع) کا لقب استعمال ہوتا ہے۔ اورنگزیب عالمگیرؒ کے عہد میں اولاد حضرت حاجی بہادرؒ کو سرکاری خطابات اور القابات کے علاوہ ''مبرن'' کے خطاب سے نوازا گیا تھا۔ سن ہجری 1077ھ اور 1078ھ (عہد عالمگیری) میں جاری ہونیوالی اسناد اسکا واضح ثبوت ہیں۔

المختصر الفاظ ''میاں صاحب، پیر صاحب، شاہ جی، شاہ صاحب، آغا جی، بادشاہ صاحب، میر صاحب، مخدوم، پیر سائیں اور شریف'' کوئی خاندانی نسب نہیں بلکہ ایک خاص نسب یعنی سید ہونے کے سبب سادات خاندان سے تعلق رکھنے والے فرد کیلئے احتراماً یا عقیدتاً استعمال ہوتے ہیں۔

سید ہارون شاہ

ہفت روزہ تحقیق کوہاٹ

بشکریہ:۔

ہفت روزہ ہمدم

ہفت روزہ تحقیق

روزنامہ ایکسپریس

منظوم کلام

☆ رحمٰن بابا

☆ حیدر اختر پراچہ (ہمدم)

☆ شوکت واسطی

☆ ایوب صابر

☆ عزیز اختر وارثی

☆ محمد انور پراچہ

☆ ایم سید اشرف بخاری

☆ اخگر سرحدی

☆ جمیل راز بنگش

☆ آغا سید محمد شاہ برق

☆ سید عطوف شاہ شفیق

☆ فدا کوہاٹی

☆ محمد غفور غفوری (کابل افغانستان)

☆ محمد یعقوب فردوسی (بھلوال)

کلام رحمان باباؒ

☆

که نظر کا څوک په کار د درویشانو — خود به او وینی وقار د درویشانو

دغه لارے ورشی خدائے رسول ته — که څوک یون کاندی په لار د درویشانو

په هر گفتار به ئے د خدائے په در قبول وی — چه قبول ئے وی گفتار د درویشانو

هے گرم بازار بل په جهان نشته — لکه گرم دے بازار د درویشانو

یوه قدم تر عرشه پورے رسی — مالیدے دے رفتار د درویشانو

په همره خلق ئے زیارت کا پس له مرگه — چه بازار وی په مزار داو درویشانو

هر بهار له خزاں لوه په جهان شته دے — خزان نه لری بهار د درویشانو

د قارون وحال ته گوره حال ئے ته شو — راشه مه کوه انکار د درویشانو

په هر چاچه د غضب لینده کاکشه — خطا نه دزوی گذار د درویشانو

درست دیوان د رحمٰن زار تر دا غزل شه
چه بیان ئے کڑو کردار د درویشانو

دیکھا ہے جس نے کردارِ درویش — اس پر کھلے ہیں اسرارِ درویش

ہوتی ہے اس کی رب تک رسائی — پائی ہے جس نے سرکارِ درویش

اس پر ہوئی وا راہِ کرامت — جس نے سنی ہے گفتارِ درویش

گرم اتنا ہوگا کوئی نہ بازار — ہے گرم جتنا بازارِ درویش

اک گام پر یہ تا عرش پہنچے — دیکھی ہے میں نے رفتارِ درویش

خلقِ خدا کا میلہ لگا ہے — مر کر بھی قائم دربارِ درویش

ہر فصلِ گل کو آخر خزاں ہے — اور بے خزاں ہے گلزارِ درویش

ہے جائے عبرت انجام قارون — ہر گز نہ کرنا انکارِ درویش

زہری و کاری ہے وارِ درویش

مولا بچائے ان کے غضب سے

واراس غزل پہ دیوان رحمانؔ

جس سے عیاں ہے کردارِ درویش

حضرت حاجی بہادرؒ

☆

کیا پوچھتے ہو اخترؔ کیا حاجی بہادرؒ تھے — وحدت کے سمندر کے ایک بیش بہا دُر تھے

اللہ کے پیارے تھے اک مرشدِ کامل تھے — قرآن کے حافظ تھے قرآن کے عامل تھے

لیلائے حقیقت کے، لاریب وہ محمل تھے — عرفان کے ماہر تھے، ایقان کے حامل تھے

کیا پوچھتے ہو اخترؔ کیا حاجی بہادرؒ تھے

وحدت کے سمندر کے ایک بیش بہا دُر تھے

قدرت نے انہیں جب سے یاں لا کے بسایا ہے — اللہ کی رحمت کا، کوہاٹ پہ سایہ ہے

جب ہم پہ مصیبت کا بادل کبھی چھایا ہے — ان ہی کے طفیل اسکو خالق نے مٹایا ہے

کیا پوچھتے ہو اخترؔ کیا حاجی بہادرؒ تھے

وحدت کے سمندر کے ایک بیش بہا دُر تھے

لو سمتِ مدینہ سے وہ ابرِ کرم آیا! — دھونے کو تیرا روضہ بادیدہ نم آیا

پھولوں کی لئے چادر خود پیرِ حرم آیا — اوصاف ترے لکھنے اخترؔ کا قلم آیا

کیا پوچھتے ہو اخترؔ کیا حاجی بہادرؒ تھے

وحدت کے سمندر کے ایک بیش بہا دُر تھے

حیدر اختر (ہمدم پراچہ)

مزارِ حضرت حاجی بہادرؒ

☆

یہ بارگاہِ عقیدت ہے مرجعِ ایمان — حریم قلب، حریم نظر، حریم جان

ہزار برکت و الطاف کا امیں ماحول — ہوا سکون فشاں ہے فضا فیض نشان

یہی ہے عارف و سالک کی تربیت کا مقام — یہی سلوک کا جادہ یہ منزل احسان

ہے احترام کی جا اہل قصر، یہ دہلیز — ہے اعتکاف کدہ اہل فقر، یہ ایوان

ہے درس گاہِ شعور و نظر، شعور و درد — یہی ہے ظاہر و باطن کے سب علوم کی دکان

یہاں ہی منکشف اسرار دوست ہوتے ہیں — یہاں دماغ سمجھتا ہے دل کی خاص زبان

خرد ہے جس کی کنیز ایسا جذب ملتا ہے — نظر ہے جسکی طفیلی وہ بنتا ہے وجدان

سراغ پائے گا بے شک وہ کہنہ ہستی کا — کوئی خلوص سے یاں بیٹھ کر کرے جو دھیان

یہاں پر آ کے جو کھو جائے خوش نصیب ہے وہ — ہو گم یہاں یہ تو پائے گا آپ کو انسان

ہم ایسے رند یہاں با صفا مرید ہوئے — یہ آخرت بھی ہماری یہی ہمارا جہاں

ہمارا ذوق حضوری، مزاجِ رمز شناس — بنا گیا ہے ہمیں اس مزار کا درباں

ہے اک جمال سے پاکیزہ تر خیال کی رو — ہے اس خیال کی رو سے لذیذ تر یہ بیاں

جو کیفیت ہے یہاں جاوداں ہے اے شوکت — ہے ایک سلسلہ لازوال یہ فیضاں

سید شوکت واسطی ایم۔اے

سابق پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج کوہاٹ

روشنی اور اندھیرا

☆

روشنی

حضرت حاجی بہادرؒ کا مزار
اک ولی اللہ کی یہ یادگار

اس پہ رحمت ہو خدائے پاک کی
ہاں یہ مشعل فہم اور ادراک کی

سوچ پر مجبور کرتی ہے ہمیں
گمراہی سے دور کرتی ہے ہمیں

آگہی کا ایک سرچشمہ ہے یہ
ایک ایسے شخص کا روضہ ہے یہ

مرتبہ بخشا جنہیں اللہ نے
اور محمد مصطفٰے کی چاہ نے

وہ ولی تھے صاحب توقیر تھے
معترف ان کے خود عالمگیرؒ تھے

ہر غنی وقت تھا ان کا غلام
شمع تھے وہ اور پروانے عوام

ان کی باتوں میں بڑی تاثیر تھی
ان کو حاصل اس قدر توقیر تھی

لوگ ان پر جان کرتے تھے فدا
شوکت و سامان کرتے تھے فدا

دور تک پھیلی ہوئی تھی ان کی دھوم
وہ رہے اک منبع دینی علوم

فیض سے ان کے سدا پھیلی رہی
دور تک علم و عمل کی روشنی

ان کا فنِ درسِ دیں تھا منفرد
ذاتِ باری پر یقین تھا منفرد

وہ ولی تھے باخرد اور بااصول
ان سا ہوگا کون شیدائے رسولؐ

ان کو الفت تھی خدا کی ذات سے
حضرت صلِ علیٰ کی ذات سے

دین کی تبلیغ ان کا کام تھا
ان دنوں یہ فیض ان کا عام تھا

ان کے دم سے سر زمین کوہاٹ کی
مدتوں تک پُر فضیلت ہی رہی

ایک مشعل تھی سراپا ان کی ذات
ان سے ہی روشن تھی اپنی کائنات

ایوب صابر

اندھیرا

وہ نہیں ہم میں تو اب یہ حال ہے
زیست سی نعمت بھی ایک جنجال ہے

زیست کو چمٹے ہوئے ہیں روگ سب
بدعتوں میں گھر گئے ہیں لوگ سب

ہر بشر دولت کے غم میں کھوگیا
دین پر دنیا کا غلبہ ہوگیا

دینداری اپنی غارت ہوگئی
بندگی بھی ایک تجارت ہوگئی

اب یہ حالت ہے کہ کہہ کر دروغ
دے رہے ہیں ہم تجارت کو فروغ

جھوٹی قسمیں روز ہی کھاتے ہیں ہم
اور اس پر خوب اتراتے ہیں ہم

اب دلوں میں بغض ہے اور کینہ ہے
پیار و محبت قصہ پارینہ ہے

بھاگتے ہیں نیکیوں سے دور ہم
ہوگئے ہیں اس قدر معذور ہم

صحنِ مسجد تک بھی جا سکتے نہیں
بہر سجدہ سر جھکا سکتے نہیں

عام ہے اب شغل طاؤس و رباب
کرتے ہیں شمشیر سے ہم اجتناب

لیں بھلا کس منہ سے وہ نامِ جہاد
جو غزا کو بھی سمجھتے ہیں فساد

آج ہم میں وہ مسلمانی کہاں؟
دیں کی خاطر سر کی قربانی کہاں؟

اب تو دنیا کی طلب ہے اور ہم
حرص ہے لہو لعب ہے اور ہم

ہم میں خُو اسلاف کی باقی نہیں
عیب لاکھوں ہیں کوئی خوبی نہیں

روضۂ حاجی بہادرؒ کے قریب
رہ کے بھی ہم لوگ ہیں کیا بدنصیب

اپنے دل سے اور اپنی جان سے
اور اپنے منجمد اذہان سے

معصیت کو دور کر سکتے نہیں
اکتساب نور کر سکتے نہیں

ایوب صابر

سلام عقیدت

☆

حضرت حاجی بہادرؒ شمعِ بزمِ اولیاء
رہبرِ راہِ ہدایت، رہنمائے باصفا

آسمانِ معرفت میں پرتوِ قندیلِ حق
علمِ دین کا اہلِ حق لیتے رہے تجھ سے سبق

حاملِ شرعِ مبین و حافظِ ناموسِ دیں
پیکرِ صدق وصفا سرچشمہ فانوسِ دیں

ابرو احکام رب العالمین شام و سحر
عرش کے انوار سے روشن تری فکر و نظر

قلب تیرا وقفِ سر و رموزِ عاشقی
ہے تنفس سے تیرے روشن چراغِ آگہی

تو نے بخشا جس قدر وجدان واحساس شریف
ہوگئے محفوظ سینوں میں وہ جذباتِ لطیف

اے بہادرؒ قافلہ سالارِ عشقِ سرمدی
فقر کی دنیا میں تیرے دم سے ہے تابندگی

وقف تیری زندگی تھی غلبہ حق کی لئے
تھے صنم دونیم تیری ضربِ الا اللہ سے

تو کے صدر مجلسِ اربابِ اہلِ دل رہا
مدرسے میں تیرے اورنگ زیبؒ تک شامل رہا

جب تلک تو اس جہاں میں زیست سامانی رہا
تیرے لب پر نغمہ آیات قرآنی رہا

ہے گدا کوئی کہ شاہ وعالم و فرزانہ ہے
تیری ہی شمعِ محبت کا مگر پروانہ ہے

اے بہادرؒ تیری شانِ پاک میں ہر باصفا
ایک مدت سے یہ کہتا آرہا بر ملا

حضرت حاجی بہادرؒ زبدہ خاصانِ حق
در شریعت در طریقت از ہمہ بردہ سبق

تیرے دم سے شاد و آباد حسیں کوہاٹ ہے
درحقیقت رشکِ صد خلدِ بریں کوہاٹ ہے

عزیز اختر وارثی

☆

نذرانۂ عقیدت

بحضور حضرت حاجی بہادرؒ

عجب پر نور اور جنت نشاں یہ آستانہ ہے
ہے بحرِ علم وحکمت اور عرفاں کا خزانہ ہے

گدا بھی شاہ بھی سب جھولیاں بھرتے ہیں اس در سے
ترا در اے بہادرؒ! ایک گنجِ خسروانہ ہے

شریعت اور طریقت میں نرالی شان ہے تیری
مشائخ میں ہے لاثانی ولایت میں یگانہ ہے

ترا رتبہ ہے عالی شان تری ذات بابرکت
تری شیدا ہے اک دنیا، فدا تجھ پر زمانہ ہے

کیا باطل کو تو نے سرنگوں اسلام کے آگے
قسم ہے ربِ اکبر کی کہ تو قطبِ زمانہ ہے

خدائے لم یزل کا دستِ شفقت جن پر رہتا ہے
تو ان لوگوں میں یکتا ہے، تو اُن سب میں یگانہ ہے

ہیں انوارِ خدا بینی تری آنکھوں میں رقصیدہ
ادھر بھی اک نظر! دربار تیرا خسروانہ ہے

اگرچہ کفر کی تاریکیاں ہر سو مسلّط ہیں
تری صورت جہانِ حسن کا آئینہ خانہ ہے

کھڑا ہے در پہ تیرے خستہ و حرماں نصیب انور
ہمیں کیا غم کہ پُر تنویر تیرا آستانہ ہے

(انور پراچہ)

بحضور حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی

☆

امام و قبلہ، سجدہ گزیناں
نمازِ عاشقاں حاجی بہادرؒ

چراغِ دود مان سروریں
سراج اتقا حاجی بہادرؒ

ہجومِ درد منداں راسکینت
سرورِ قلب جاں حاجی بہادرؒ

زلحاتِ حالت مستیزے
جہاں اندر جہاں حاجی بہادرؒ

جہانے زیرِ الطاف عمیمش
انیسِ عاجزاں حاجی بہادرؒ

زگراہی نمی ترسم چو باشد
امیرِ کارواں حاجی بہادرؒ

بگردانِ زالتفات بے نہایت
بلائے درکماں حاجی بہادرؒ

نگاہِ لطف براشرفؔ کہ تامند
میانِ بے خوداں حاجی بہادرؒ

(پروفیسر سید اشرف بخاری ایم۔اے)

ہدیہ عقیدت

☆

اے بہادرؒ اے شہنشاہ جہاں معرفت
اے رموزِ حق کے واقف رازدانِ معرفت

اے وجودِ محترم اے چشمہ صدق وصفا
اے ریاض خلق عالم کی شمیمِ جانفزا

اے حقائق آشنا اوجِ سپہرِ دینِ حق
اے شناسائے طریقت نورِ مہرِ دینِ حق

اے چراغِ منزلِ عرفانِ طلب کی روشنی
اے نگاہِ دیدۂ یزداں طلب کی روشنی

تیرے آگے پست ترہیں آسماں کی رفعتیں
اللہ اللہ رتبۂ غوث زماں کی رفعتیں

اے کہ تیری ذات درجہ نازش برنا و پیر
اے کہ تیرے فیض کا ممنون ہے شاہ و فقیر

اے کہ تیری شانِ شانِ مصدر اعجاز ہے
اے کہ تیری زیست تفسیر حدیث راز ہے

تیری ہستی اُسوۂ حسنہ کی ہے آئینہ دار
صاف طینت نیک نام و خوش خصال و کامگار

تیری تعلیمات روحانی شریعت کا نظام
تیرا فرمان عمل سنت کا مستحکم قیام

تیرا زورِ دینداری انہدامِ کفر ہے
آجتک متاصلِ دیوار و بام کفر ہے

تیرا روحانی تصرف کام گویا کر گیا
رہتی دنیا تک جہاں میں نام گویا کر گیا

اے غازی اورنگ یعنی ہند کا وہ تاجدار
نائب محبوب برحق ، سایہ پروردگار

وہ بزرگِ پاک باطن حامی شرح مبیں
قامع الحاد و بدعت قوتِ دینِ متیں

وہ شہنشاہ جسکو عالمگیر بھی کہتے ہیں ہم
زیب دنیا، دین کی توقیر بھی کہتے ہیں ہم

وہ شہنشاہ! جلوۂ صبح ازل کا آئینہ
ملتِ اسلامیہ کے گزرے کل کا آئینہ

وہ شہنشاہ! جسکو رشکِ جمِ اسکندر کہیں
کفرزادِ ہند میں ایمان کا پیکر کہیں

ایک وہ بھی دہر میں حق دوست دیوانوں سے تھا
یعنی اے شمع منور تیرے پروانوں میں سے تھا۔

انگر سرحدی (سرگودھا)

☆ ہدیۂ گلہائے عقیدت بارگاہِ حضرت حاجی بہادرؒ قدس سرہ

فضائے قدس میں ہے پھر تجلیوں کی بہار — کہ آج شاعرِ سرحد ہے مائلِ گفتار
غبارِ صحنِ چمن سیلِ رنگ و بو بکنار — یہ حسنِ طور کا عالم یہ بارشِ انوار
زمیں سے تابہ فلک اک بہشتِ رنگ و نکھار — فضائے عرصۂ گیتی پہ چھا رہی ہے بہار
فلک سے بارشِ گلہائے نو بہار ہے آج — ہوا بھی مست و طرب کوش و عطربار ہے آج
نظر سے کھیل رہے ہیں حسین نظارے — فضاء میں بکھرے ہوئے دلفریب مہ پارے
مری نظر نہیں پابندِ عالمِ مشہود! — کہ اس جہاں کا ہر اک جلوہ ہے نگاہ آلود
جمالِ عرش کو محسوس کر رہا ہے دماغ — کہ میری روح میں روشن ہے معرفت کا چراغ
سمجھ رہا ہوں میں ذوقِ نیازِ جبرائیل — کہ منکشف ہے میرے دل پہ رازِ جبرائیل
تجلیات کے عالم میں کھو گیا ہوں میں — جمالِ حضرتِ یزداں کو دیکھتا ہوں میں

یہ کس کے فیض نے بخشی نظر کو تابانی
کہ ذرّے ذرّے میں پاتا ہوں نورِ یزدانی

نگاہِ حاجی بہادرؒ کا فیض ہے گویا — کہ دل میں جلوہ فگن ہیں وہ شاہدِ یکتا
وگرنہ مجھ سے گنہگار پہ کھلیں اسرار — ہوئے ہیں رند کبھی معرفت سے واقفکار
میں ان کی مدح میں ہوں آج زمزمہ پیرا — کہ ہیں جو واقفِ اسرارِ ربّیَ الاعلیٰ
وہ جن کی ایک نظر رہبرِ نہایتِ عشق — عطا ہوئی ہے جنہیں مسندِ ولایتِ عشق
وہ جن کے نقشِ قدم میں ہیں عرش کے آثار — فقیر گوشہ نشیں تھے مگر ملوک شکار
وہ جن کا در ہے مقامِ طوافِ سلطانی — جھکے نہ کیوں شہِ ہندوستاں کی پیشانی
وہ جن کے فرق پہ رکھا گیا ہے تاجِ دوام — وہ جن کے نور سے پرنور کائنات تمام

عجب نہیں کہ مجھے بھی وہ باخبر کر دیں
مرے دماغ میں انوارِ معرفت بھر دیں

(جمیل راز بنگش)

☆ حضرت حاجی سیّد عبداللہ المشہور بلقب حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی کے حضور میں

دنیا میں ہیں مشہور تو اللہ کے بندے — دنیا سے بہت دور تو اللہ کے بندے
اللہ کے مزدور تو اللہ کے بندے — رحمت سے ہیں بھرپور تو اللہ کے بندے
اللہ کے مامور تو اللہ کے بندے — ہیں نور سے معمور تو اللہ کے بندے
اللہ کی قدرت کے خزانوں کے وہ مختار — ہیں اصل میں مغفور تو اللہ کے بندے
ہیں پیشِ نظر برقِ تجلی کے نظارے — پہنچے جو سرِ طور تو اللہ کے بندے
ہر کام میں مختار مگر شانِ رضا یہ — ہر بات میں مجبور تو اللہ کے بندے
روشن ہیں سماوات میں رحمت کے ستارے — آنکھوں میں ہیں مستور تو اللہ کے بندے
میخانہ وحدت کے وہ سرمست قلندر — سرشار ہیں مخمور تو اللہ کے بندے
ہر قال میں اظہار خداوند کے احکام — ہر حال میں مسرور تو اللہ کے بندے
سرکار کے دربار میں پہنچا ہوں ادب سے — رکھتے ہیں نہیں مجبور تو اللہ کے بندے

کیوں دیر بہادرؒ ہے تیرے دستِ کرم میں
مشہور تو ہے ملکِ عرب و ملکِ عجم میں

(آغا سید محمد شاہ برق والد احمد فراز)

☆ بحضور حضرت حاجی بہادرؒ

تو نے پایا لقب بہادرؒ کا
رحمت حق ہے ضوفشاں تجھ پر

گامزن تھا رہ طریقت پر
اور شریعت بھی تھی عیاں تجھ پر

تھا مبلغ کتاب و سُنت کا
شرک و بدعت رہی گراں تجھ پر

قلب مردہ کو زندگی بخشی
سرِ مخفی رہے عیاں تجھ پر

تو حقیقت میں تھا ولی اللہ
کیوں نہ ہوتا فدا جہاں تجھ پر

(فدا کوہاٹی)

☆ تقدیمیت بخاطر عرس پُر جلال حضرت بزگوار

جناب سید عبداللہ حاجی بہادر (رحمۃ اللہ علیہ)

ازطرف بردران افغانی وازطرفِ محترم صوفی فرید وغفوری تحفہ تقدیم است

سید عبداللہ بہادر قطب دوران کوہاٹ — مرشد از چہار طریقت فیض بخشان کوہاٹ
درگہ ات دار الشفاء شدز پیر ذیشان کوہاٹ — از قدوم لاکے سبزہ ورتبت دامان کوہاٹ
ذکر جاری ایست حمہ جاری ایست در حضور تو — سلسلہ از غوث داری ای درخشان کوہاٹ
مسجد جامع بناء کردی از بر خدا — عظمت شان ات بلند باد غوث زمان کوہاٹ
عرض تبریک عرض داریم خاطر عرس ات ھمی — ای حاجی ای بہادر ای سلطان کوہاٹ
جمع گردیدہ خلایق ازبدیی احترام — مرشد ھر چار طریقت ماد تابان کوہاٹ
عمری، فرید، غفوری جملہ ھماں آمدیم — چند غریبی از خدا اسان نزد سلطان آمدیم
دشت و صحراہ کوہاٹ رازرانسان ای — ای جناب قوم پیر سلطان کوہاٹ
شاعران موجود باشد پیر کامل بودہ ای — گوشہ چشم بہ فرما غوث دوران کوہاٹ

از مریدین حضرت حاجی بہادرؒ
شاخ افغانی (افغانستان)

فیضانِ قلندرؒ

☆

۱۔ سید عبد اللہ شاہؒ پیر میرے اُچی لڑی میری سرکار دی اے
کراں پنجتن پاک دی چاکری میری سوچ دی پئی پکار دی اے
میناں موت دا کوئی خوف نہیں میرے سرتے چھاں دربار دی اے
فردوسی گھنگرو بن دھمالاں پایئے میرے کول نشانی پیار دی اے

۲۔ سیدعبداللہ شاہ تھیں جاواں میں صدقے رنگ کوہاٹ شہرنوں لائی بیٹھے
گلاں کیتیاں نال علیؑ حضرت تانگاں اساں کمینے وی لائی بیٹھے
سیداں پاکاں دی چاکری قبول میناں جھول کربل وچ سجائی بیٹھے
ہوئے نظر کرم دی یا حضرت فردوسی گل طوق عشق دے پائی بیٹھے

(محمد یعقوب فردوسی چک نمبر 2 شمالی بھلوال)

ہدیہ تشکر

سب سے پہلے ہمیں بارگاہ خداوندی میں بصد عجز وانکسار سجدہ شکر بجالانا ہے کہ اسی کے فضل اور توفیق سے ہم اس قابل ہوئے کہ اس تالیف کو پایہ تکمیل تک پہنچایا ساتھ ہی اپنے رب سے دعا گو ہیں کہ اگر ہم سے دانستہ یا نادانستہ کوئی غلطی یا کوتاہی سرزد ہوئی ہو تو ہمیں اپنی صفت عفوو درگزر کے طفیل معاف فرمائے۔ گو کہ مقالات / تالیفات کے حوالے سے تشکر کا اظہار کرنا ایک رسم سی لگتی ہے مگر یقین کریں یہاں ہم اس ریت رواج سے ہٹ کر اس جذبے کا اظہار کرنے پر مجبور ہیں کیونکہ آئندہ سطور میں جن حضرات کے اسمائے گرامی درج ہیں اگر وہ تعاون نہ کرتے تو شائد یہ کتاب اپنی تکمیل تک نہ پہنچ پاتی ہمیں یقین واثق ہے کہ ہمارے اس اظہار کو مبالغہ یا بناوٹ پر محمول نہیں کیا جائیگا۔

اس ادائے تشکر کے ضمن میں ہم بریگیڈیئر (ر) سید رحیم شاہ کے بے حد مشکور ہیں کہ انہوں نے ہمارے سر پہ ہاتھ رکھا۔ لندن اور دہلی کے علاوہ دیگر کتب خانوں میں مواد کی تلاش کی سعی کرتے رہے قدم قدم پہ رہنمائی بھی کی۔ بھرپور مالی تعاون کے علاوہ گویا ہوئے کہ "اگر باباجی (حضرت حاجی بہادرؒ) کے نام کی خاطر جان کی ضرورت بھی پڑے تو میں حاضر ہوں "۔ انجنیئر سید مشتاق حسین شاہ (مرحوم) کے بے حد ممنون ہیں کہ ان کی رہنمائی اور مالی تعاون سے احاطہ مزار حضرت حاجی بہادرؒ میں کتب خانہ (لائبریری) کے قیام کی دیرینہ خواہش پوری ہوئی جس سے کئی کتب تک ہماری رسائی آسان ہوئی بجا تسلیم کہ لائبریری سے جس قدر ہمیں اور قارئین کو مستفیض ہونا چاہیئے تھا تادم تحریر ایسا نہیں۔ انشاءاللہ وقت کے ساتھ ساتھ مقصد کے حصول میں کامیابی ہوگی۔ حافظ وقاری سید گلفام شاہ کے ہم صد شکر گزار ہیں کہ جنہوں نے

وقت بے وقت اپنے مدرسے (مدرسہ بہادریہ) کے کتب خانے تک ہمیں رسائی عطا کی انکی کتب سے حاصل کردہ معلومات ہی کی بدولت ہم صدیوں سے بچھڑے ہوئے عم زادوں (ترپُوروں) سے بغلگیر ہوئے اور پھر خویشگی، چارسدہ اور بلی ٹنگ سے ہمارے رابطے بحال ہوئے۔ ہم سید عابد حسین شاہ صدر تنظیم اولاد حضرت حاجی بہادرؒ کے شکرگزار ہیں جنہوں نے ہماری سرپرستی کی قدم قدم پر ہماری حوصلہ افزائی کرتے رہے علاقے کی تاریخ کے حوالے سے باریک نکتے واشگاف کرتے رہے۔ جناب ایڈوکیٹ سید منصور علی شاہ کے ہم تہہ دل سے مشکورو ممنون ہیں جنہوں نے قیمتی علمی، فنی رہنمائی کے ساتھ منزل کی راہ کے تعین میں حوصلہ دیا۔ میاں مسعود شاہ کو بھی ہم ہدیہ تشکر پیش کرتے ہیں جنہوں نے قدمے سخنے ہماری مدد کی قدیم قلمی مواد کی نقول کے حصول اور پھر ان کو کمپیوٹر پر منتقل کرنے کی سہولت مہیا کی۔

ہم سید راشد حسین شاہ کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جب بھی ہمیں اُن کے تعاون کی ضرورت پڑی انہوں نے لبیک کہا دیارِ غیر میں ہوتے ہوئے بھی ہمارے پاس رہے ہمیں اپنے قیمتی مشوروں سے بھی نوازتے رہے۔ ہم خویشگی کے بھائی ماسٹر سید محمد ساجد اور پروفیسر سید سیف الاسلام کے بھی مشکور ہیں جو ہمیں وقتاً فوقتاً تاریخی قلمی مواد پہنچاتے رہے بلی ٹنگ کے میجر (ر) پیر سید عرفان (اولاد حضرت حاجی بہادرؒ) کے ممنون ہیں۔ مہمان نوازی کے علاوہ غیر مشروط تعاون کا یقین دلایا پیتل کے پائپ میں محفوظ رکھے ہوئے قدیم قلمی شجروں کے نسخے اصل حالت میں دکھائے۔

خویشگی ہی کے دانشور جناب فرہاد غالب ترین (جو پشتو ادبی ٹولنے کے سربراہ ہیں) کا بھی ہم شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے بچھڑے ہوئے بہادرزادوں کے گھروں کی راہ یہ کہتے ہوئے دکھائی "راشہ بچیادئی تہ سین دہ غاڑہ بادشاہانو کورتہ ورسادہ" اس کے علاوہ ہماری علمی

اور فنی اصلاح بھی فرمائی۔ ایک بزرگ (روحانی) ہستی کے ہم (عاجزانہ طور پر) ممنون ہیں جناب صوفی عبدالستار صاحب نقشبندی مدظلہ عالی جو لاہور سے ہدایات دے کر بالاکوٹ سے ہمیں مختلف تحریری مواد پہنچاتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا سایہ تادیر ہم پہ فگن رکھے۔ آمین

ہم سید حفیظ اللہ شاہ (برادر ڈاکٹر سید مطیع اللہ شاہ) کا شکریہ ادا کرنے میں فرحت محسوس کرتے ہیں کہ جنہوں نے دفتر قانونگو (محافظ خانہ) کے کونے کھدروں میں پڑی ہوئی قدیم قلمی تاریخی سرکاری دستاویزات کے حصول میں بڑی فراخ دلی کا مظاہرہ کیا اگر وہ تعاون نہ کرتے تو شاید یہ ریکارڈ ہم حاصل نہ کر پاتے ساتھ ہی ہم ڈاکٹر مطیع اللہ شاہ کے شکرگزار ہیں جو ہماری رہنمائی کے ساتھ ساتھ اپنے تحفظات کا اظہار کرتے رہے۔ دراصل اس جستجو اور تحقیق کا آغاز انہی کے دورِ نظامت میں ہوا وہ شاداں و فرحاں حوصلہ افزائی کرتے رہے۔ یہاں پر ہم فضل محمود عین اور ممتاز خان بنگش کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتے ہیں جنہوں نے ہمارا مدعا اور تاریخ کا صحیح ریکارڈ ٹھوس حوالہ جات / شواہد کی روشنی میں (بذریعہ ہفت روزہ "تحقیق") عوام تک پہنچانے میں ہماری معاونت کی اس کے علاوہ ذوالفقار شاہ آف جنگل خیل کے تعاون کے مشکور ہیں جو ہم سے علمی مواد کا تبادلہ کرتے رہے خدا ان کے قلم اور تحریر میں مزید نکھار پیدا کرے۔

ہم عابد بھائی (پاکستان بک ڈپو) ملک نصیر خان میر احمد خیل اور ساجد بھائی (نیو کتاب محل) کے بھی بے حد ممنون ہیں جو ہماری فرمائش پر دہلی اور لاہور سے ہمارے لئے کتب منگوانے کا اہتمام کرتے بلکہ ملک نصیر خان اور عابد بھائی بہ نفس نفیس دہلی جا کر بھی کتابیں لائے۔ ریاست ٹونک (بھوپال) حال مقیم کراچی کے اپنے بہادرزادوں ڈاکٹر سید حمید الدین مرحوم، سید حبیب الدین مرحوم اور سید جلال الدین مرحوم کے لئے دل کی گہرائیوں سے دُعا گو ہیں جنہوں نے ہمیں ساڑھے تین سو (350) سال پرانی اسناد عالمگیری اصلی قلمی شکل میں مرحمت

فرمائیں تاکہ ہم ان کی نقول حاصل کرسکیں۔آج ان کی نقول روضہ حضرت حاجی بہادرؒ میں نصب شدہ شجرہ عالیہ کے دائیں بائیں آویزاں ہیں تاکہ راہ جستجو کے مسافر اور علم کے رسیای (پیاسے) اپنی پیاس بجھاسکیں۔واضح رہے اصل اسناد کے نسخے آغا سید محمد شاہ برق کی اولاد کے پاس (لندن میں) بھی محفوظ ہیں۔ہم ان تمام افغانی مریدین کے (جو عرس حضرت حاجی بہادر ”میں شریک ہوتے رہے ہیں) بھی احسان مند ہیں حصوصا فرید احمد کے جو ہمیں پشتو فاری مواد پہنچاتے رہے مغلیہ دور کی جاری کردہ اسناد کا ترجمہ انہی کے تعاون کا مرہون منت ہے۔پشاور میں مقیم سجاد حسین آف ملاکنڈ کا شکریہ ادا کرنا بھی ہم واجب سمجھتے ہیں جو وقتاً فوقتاً اس تحقیقی کام میں بے لوث تعاون کرتے رہے۔مہمان نوازی کے علاوہ مواصلات کی سہولت مہیا کرتے رہے گاؤں سربند،شہاب خیل اور خویشگی کے سفر انہی کی ہمرکابی میں ہوئے۔ہم فاروق شاہ بنوری (پشاور) کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اپنی لائبریری کے دروازے ہم پر وا کیئے۔قدیم قلمی تحریریں نقل کرنے کو ملیں اور پختون روایات کے مطابق ہماری آؤ بھگت بھی کی۔

(روزنامہ ایکسپریس) کے جناب ڈاکٹر ابو اعجاز رستم صاحب کے بھی از حد ممنون ہیں جنہوں نے ہماری معلومات کی تصدیق کی اور اپنی تحقیق سے دیگر گوشے بھی سنڈے ایکسپریس میں منظر عام پر لائے یہاں ہم کرنل سید گلفام شاہ،سید شبلی فراز اور ڈاکٹر سید ریاض حسین شاہ کا بھی شکر ادا کرتے ہیں جنہوں نے بعد ازاں ڈاکٹر صاحب سے ہمارا ناطہ جوڑا اور پھر ہماری ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ہم میجر سید مغفور حسین شاہ کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود رہنمائی کے لئے وقت نکالتے رہے اور بڑا کام یہ کہ انہوں نے اس زیرِ نظر تالیف کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا۔

ہم سید سمیع الدین سکریٹری جنرل تنظیم اولاد حضرت حاجی بہادرؒ کے بھی بے حد مشکور ہیں کہ تنگی وقت کے ہوتے ہوئے ہمیں وقت دیتے ضروری اصلاح کرتے اپنی رائے کا بے لاگ اظہار کرتے۔سید مسرت حسین شاہ (مرحوم) سید مہر علی شاہ و سید ایاز شاہ (ملک) سید عطیب حسین شاہ (بنٹی) اور فواد شاہ ولد ساجد حسین شاہ کی مساعدت کو ہم فراموش نہیں کرسکتے۔جنہوں نے اس کتاب کی کمپوزنگ ڈیزائنگ اور طباعت میں ہماری بھرپور مدد کی۔اور اس کے علاوہ ہم سید حاشر شاہ ولد زینت علی شاہ اور ماسٹر سید ابرار شاہ ولد محمد عمر شاہ کی خدمات کو ہرگز بھلا نہیں سکتے۔جنہوں نے اپنے کاروبار اور مصروفیات کو پس پشت ڈال کر اس کتاب کی تکمیل میں رات دن ایک کیا۔(جزاک اللہ)۔ہم اس مقام پر ایک عقیدت مند میر صاحب عبداللہ جان پراچہ مرحوم کی دختر نیک اختر کا ذکر ضرور کرینگے اور ان کا شکریہ بھی ادا کرینگے کہ ذاتی گھریلو مشکلات کے باوجود ہمارے مسودات کو اپنی خوبصورت رائٹنگ میں قلم بند کرکے ہمارے کام کو آسان کرتی رہیں۔اس موقع پر سید محمود شوکت مرحوم کو یاد کرنا ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں ہم گاہے گاہے ان سے رہنمائی لیتے رہے اردو یا فارسی زبان کی ہوتی یا کوئی فنی اور تاریخی معاملہ ہوتا۔ہم سید تصور حسین شاہ مرحوم اور سید خادم علی شاہ مرحوم کے لئے دعا گو ہیں اللہ تعالیٰ انہیں جنت فردوس میں جگہ عطا فرمائیں۔یہ دو حضرات ہماری جستجو کے داؤدزئی،چارسدہ اور پینڈے بانڈہ کرک کے سفر میں ہمارے معاون رہے اور رہنمائی کی۔ہم بہادر یہ خدمت فونڈیشن (بشمول سید تشکیل حسین شاہ،سید سمیع الدین،سید عاشق حسین (کالو) سید سیفور شاہ،سید وقار شاہ،سید معصوم شاہ ملکو اور سید ہارون شاہ) کے بے حد ممنون ہیں جو ہمہ وقت ہر تعاون کے لئے حاضر رہی اور سہولیات مہیا کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی یہاں خصوصاً ملک سید معصوم شاہ عرف ملکو کو یاد رکھنا ضروری ہے۔اپنی کم مائیگی کے باوجود ملک یا بیرون ملک کہیں سے بھی ان کو پتہ چل جاتا کہ فلاں

کتاب میں ہمارے لئے قابل ذکر مواد موجود ہے تو بہر صورت اس تک پہنچتے۔ اور اگر وہ خاص دلچسپی نہ لیتے وقت نہ دیتے اور متعلقہ افراد کو مہمیز (چُکا) نہ دیتے تو یہ کتاب آپ کے ہاتھوں تک نہ پہنچتی۔ خداوند تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے۔

محترم قارئین! ہم نے اپنی بساط بھر اپنے محسنوں کو یاد رکھا اور ان کا ذکر کرنا ضروری سمجھا۔ تاہم اگر انجانے میں کسی دوست کا ذکر رہ گیا ہو تو ان سے معذرت کرتے ہوئے درخواست کریں گے کہ وہ ہمیں یاد دہانی کرا دیں۔ انشاء اللہ اگلے ایڈیشن میں ان کا حوالہ ضرور دیں گے۔

شعبہ تحقیق و تحریر

اخلاف حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی

گزارش

قارئین کرام سے گزارش ہے کہ حاجی حافظ سید عبداللہ شاہ کوہاٹی المعروف حضرت حاجی بہادرؒ سے متعلق اگر کسی کے پاس مستند قلمی تحریری مواد ہو تو درج ذیل شخصیات سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

(۱)۔ سیّد منصور علی شاہ ایڈووکیٹ
(۲)۔ سید عابد حسین شاہ صدر تنظیم
(۳)۔ بریگیڈیئر (ر) سیّد رحیم شاہ
(۴)۔ میجر (ر) سیّد مغفور حسین شاہ
(۵)۔ کیپٹن (ر) ڈاکٹر مطیع اللہ شاہ
(۶)۔ سیّد راشد حسین شاہ
(۷)۔ سیّد جمیل شاہ قادری
(۸)۔ سیّد تشکیل حسین شاہ
(۹)۔ سیّد عطیب حسین شاہ
(۱۰)۔ میاں مسعود شاہ
(۱۱)۔ ملک سیّد معصوم شاہ
(۱۲)۔ سیّد سمیع الدین شاہ
(۱۳)۔ سیّد سیفور شاہ
(۱۴)۔ سید ہارون شاہ
(۱۵)۔ ماسٹر سید ابرار شاہ
(۱۶)۔ سید وقار حسین شاہ

اخلافِ حضرت حاجی بہادر (رحمت اللہ علیہ)

حوالہ جات

جن اسناد سے انکی اس مقالے کی تالیف لی گئی درج ذیل ہیں۔

(۱) الخلف الاخف (عربی) (۲) تاریخ اولیاء (فارسی) (۳) مجمع الانساب (فارسی) (۴) روحانی تڑون (پشتو) (۵) حالاتِ حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹی (۶) اسرار الحقائق (۷) روضۃ القیومیہ (۸) رسالہ سلسلۃ الفقراز فقیر ظفر منصور افغانی (۹) حضرت حاجی بہادرؒ کے اخلاف کے نام (۱۰) قلمی محفوظ بندوبست (۱۱) ہفت روزہ تحقیق کوہاٹ (۱۲) اسناد عالمگیری (۷۸ ..... ۱۸۷۷ھ) (۱۳) سرکاری ریکارڈ (۸۷-۱۸۷۷ ۰۴-۱۹۰۳ ۳۶-۱۹۳۵) (۱۴) گزیٹر (انگریزی) ضلع کوہاٹ ۱۸۸۴ھ، ۱۸۸۳ء (۱۵) کوہاٹ تاریخ کے آئینہ میں (۱۶) سرحد کے خان اور وڈیرے (۱۷) شخصیاتِ سرحد (۱۸) اورنگزیب عالمگیر (۱۹) سوانح حیات حضرت مجدد الف ثانی (۲۰) سیرت حضرت حاجی مجدد الف ثانی (۲۱) سید عبداللہ کوہاٹی (۲۲) مجموعۃ الاسرار (۲۳) پٹھانوں کی اصلیت (۲۴) سرگزشت یوسف زئی (۲۵) سوانح حیات رحمان بابا (۲۶) ہفت روزہ ہمدم کوہاٹ (۲۷) احوال العارفین (۲۸) صوفیائے سرحد (۲۹) روزنامہ ایکسپریس (۳۰) سوانح حیات شیخ سید آدم بنوریؒ (۳۱) ذ حضور ﷺ ''خواگہ یادونہ'' (۳۲) کنز العرفان (خلیفہ صوفی رب نواز) (۳۳) تکمیل الایمان (شاہ عبدالحقؒ دہلوی) (۳۴) حضرت آدم بنور سوانح حیات (کرنل (ر) حامد علی شاہ بنوری) (۳۵) تاریخی مشائخ چشت (پروفیسر خلیق احمد نظامی (دلی) (۳۶) نقیب عرفان (حضرت صوفی دوست محمد شاہ صاحب)، (۳۷) تحفۃ السالکین (فارسی) (۳۸)۔ تذکرہ حضرت حاجی بہادرؒ (پیر حقانی) (۳۹) مناقب حضرت حاجی بہادرؒ (رحیم شاہ)

قومی شجرہ جات (اولاد حضرت حاجی بہادرؒ)

اس کتاب سے منسلک شجرہ جات کو نہایت محنت اور عرق ریزی سے حاصل کر کے مرتب کیا گیا۔ یہ شجرہ جات قدیم قلمی کتب و دستاویزات اور محکمہ مال کے ریکارڈ سے حاصل کئے گئے اس تمام کا سہرا سید اعظم شاہ ولد سید زمان شاہ کے سر ہے۔ ہم ان کے بے حد ممنون ہیں۔

محکمہ مال نے موضع میاں خیل کے اشتمال بندوبست کو 1972/73ء تک برقرار رکھا لہٰذا حضرت حاجی بہادرؒ کی آنے والی اولاد کے شجرے بھی 1972/73ء تک نسل در نسل وراثت میں چلتے رہے۔ واضح رہے کہ شاہی فرمان (اورنگزیب عالمگیرؒ) کے مطابق محمد جونہ (موضع میاں خیل) کی فروخت (غیر میاں خیل) پر پابندی عائد تھی حکومت پاکستان نے 1972/73ء میں اس پابندی کو اٹھالیا تو یہ زمین بکتی گئی۔ مختلف قوم قبیلے کے لوگ خریدتے گئے جس کی وجہ سے موضع کے پدری مالکان و وارثان کے شجروں کا سلسلہ بھی منقطع ہو گیا۔ اب سادات بہادریہؒ کے خاندان کے ہر فرد پر واجب ہے کہ موجودہ کتاب سے منسلک اپنے اپنے شجروں کو خود آگے بڑھائیں۔

(اہم نوٹ)

اگر کسی فرد یا خاندان کا نام شجرۂ جات میں درج ہونے سے رہ گیا ہو۔ یا اندراج غلط ہو تو برائے مہربانی سید اعظم شاہ ولد زمان شاہ سنگرو سے رابطہ کریں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح کی جا سکے۔

(شکریہ)

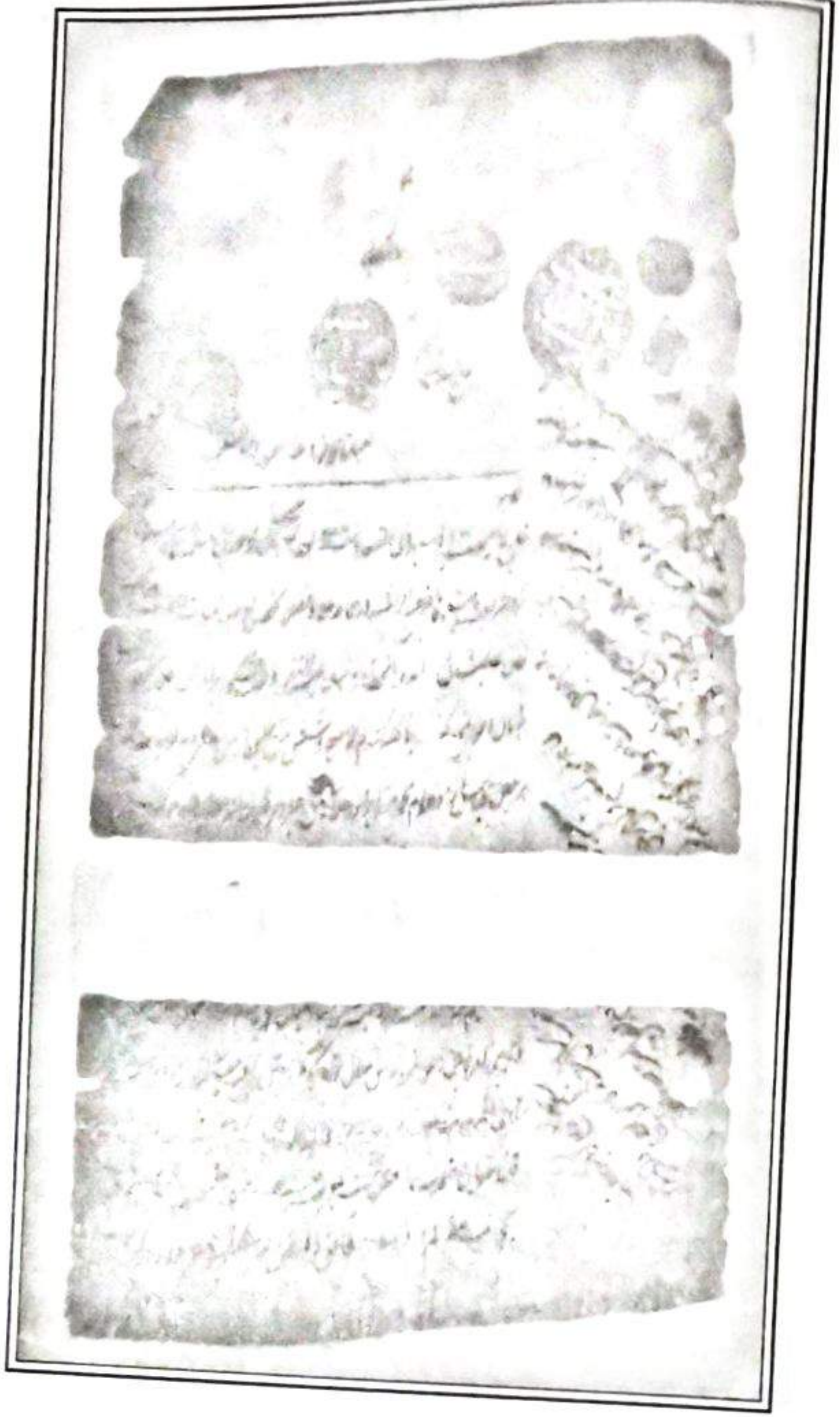

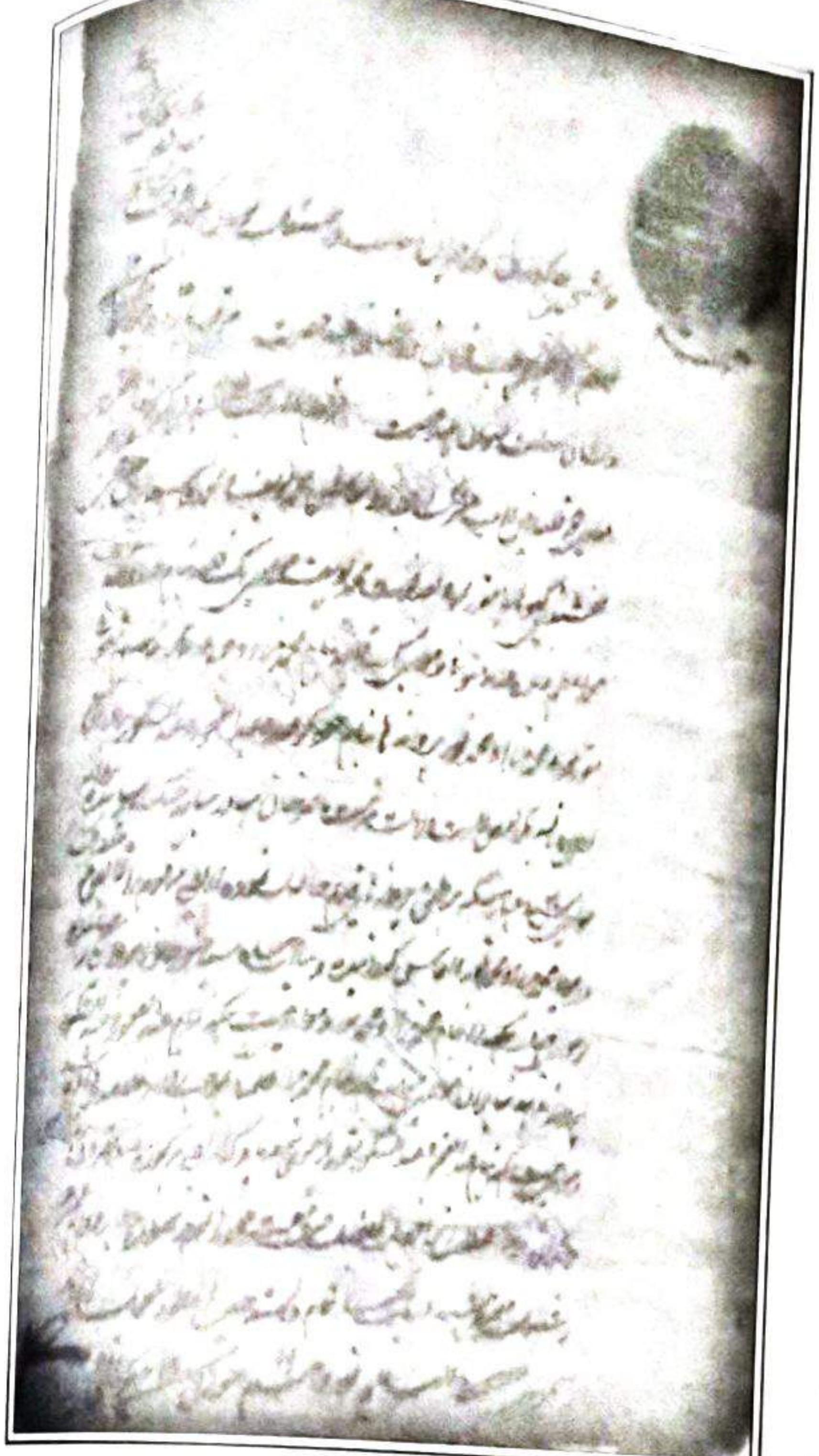

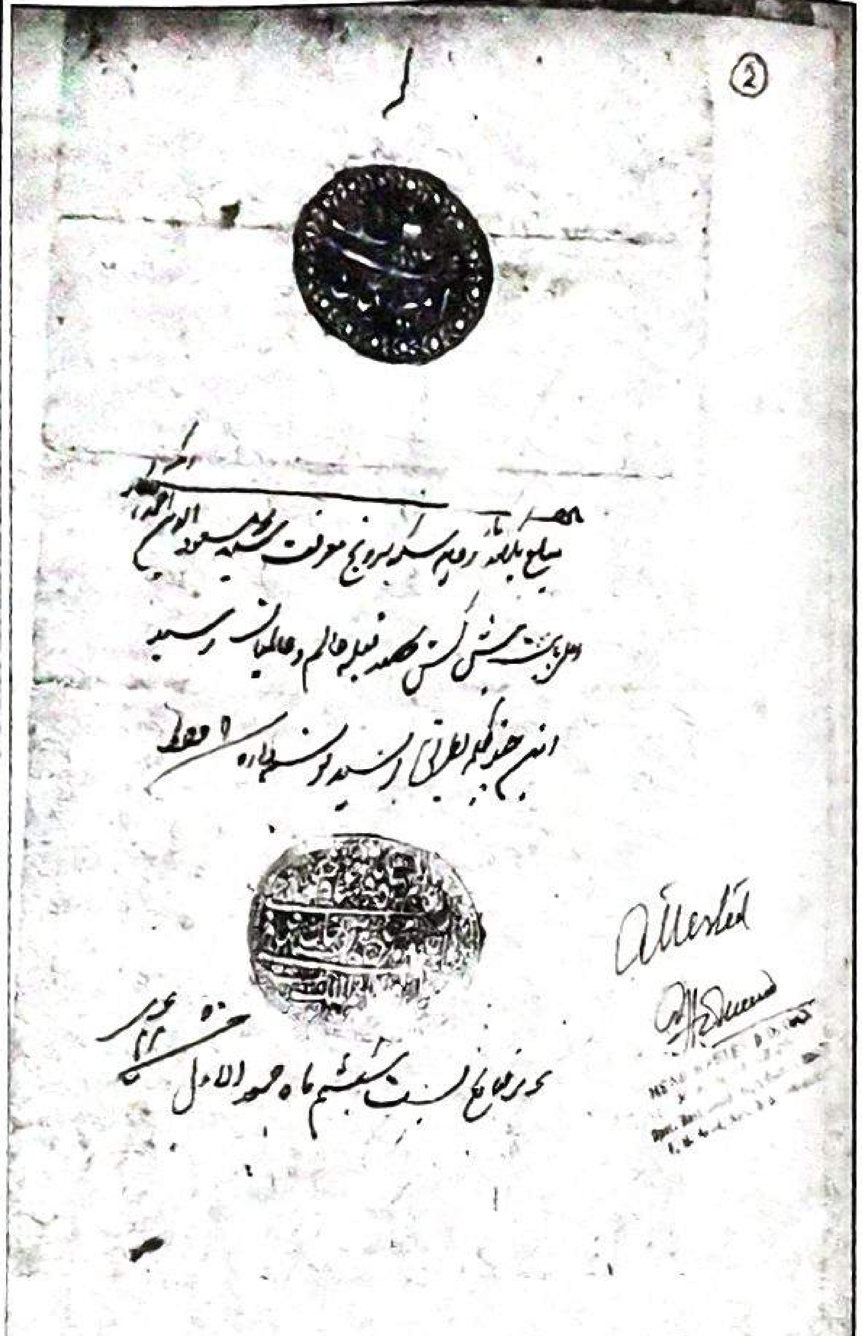
Attested

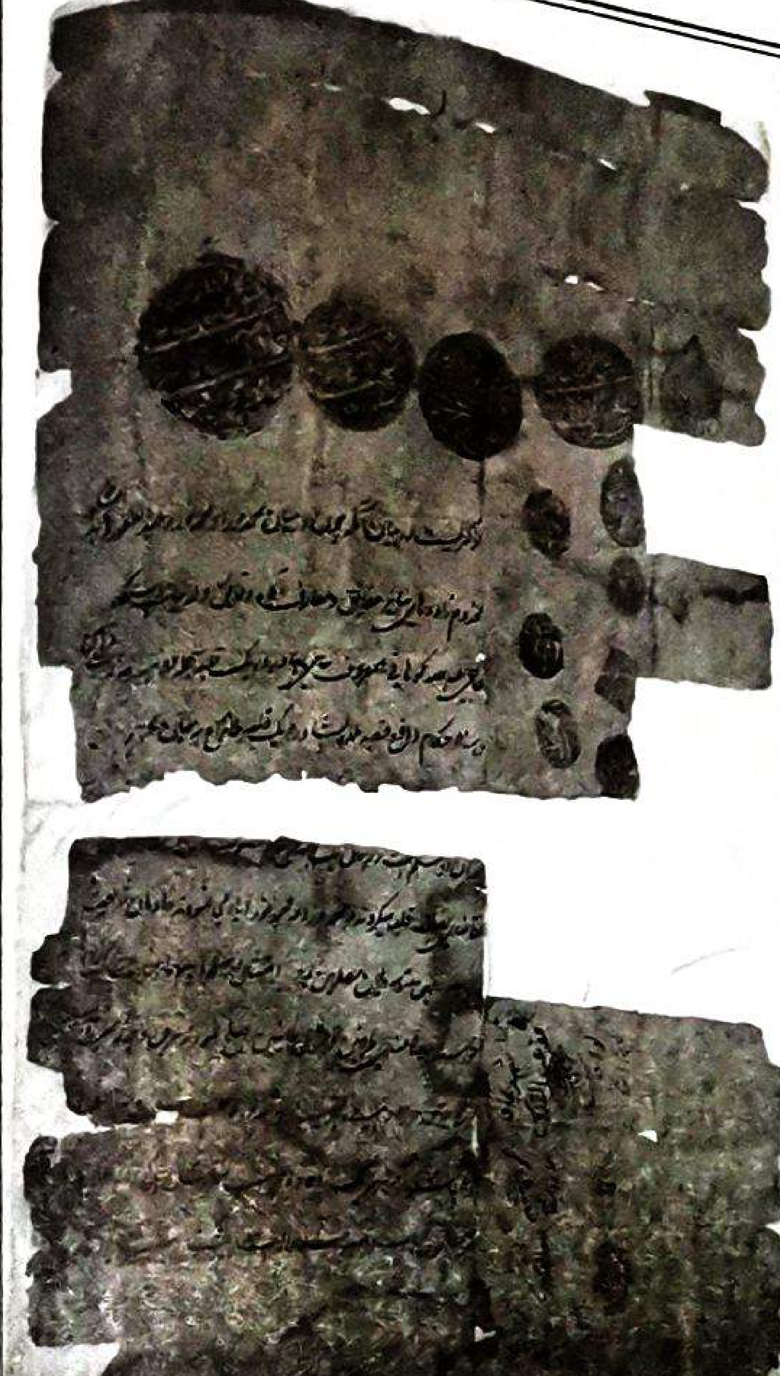

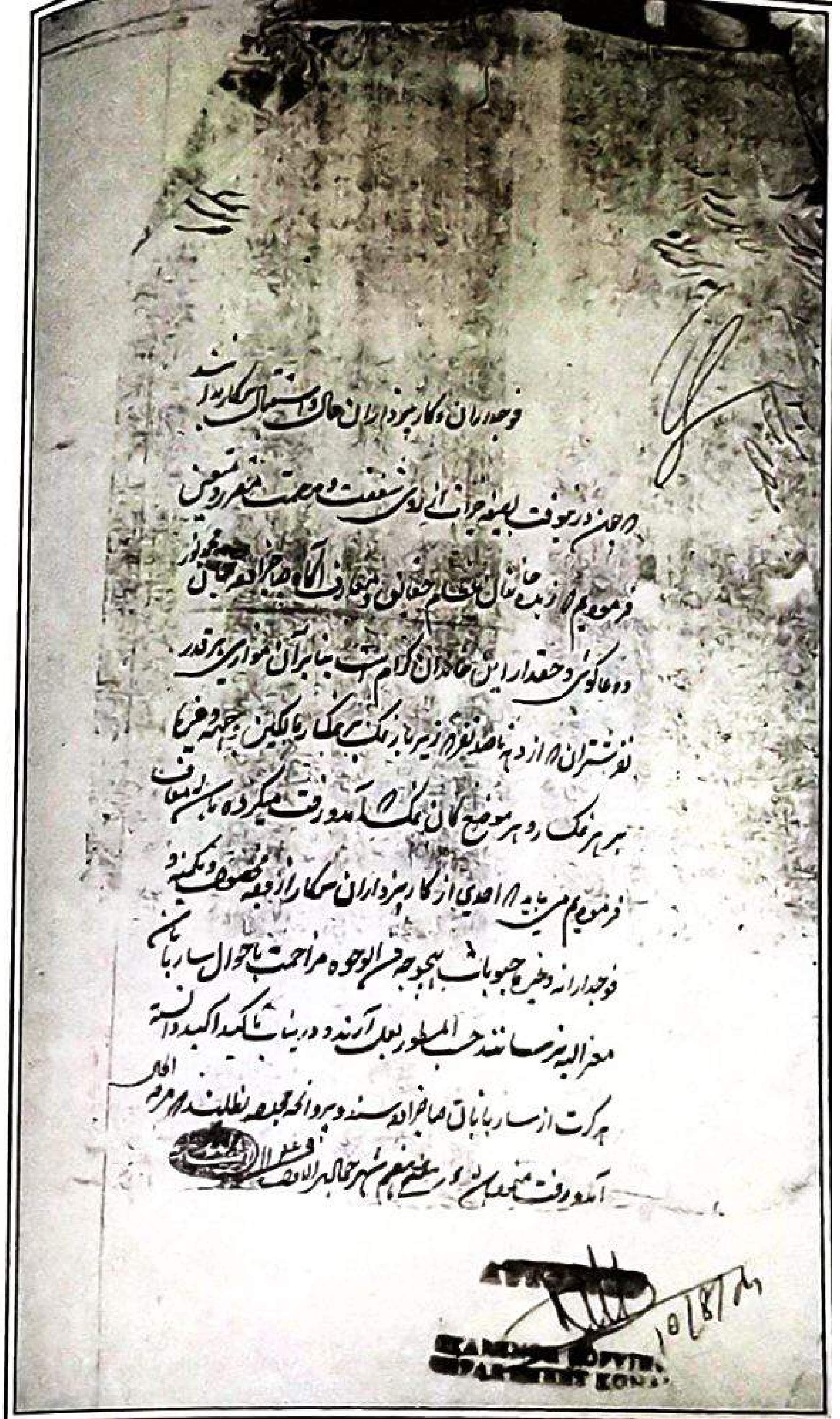
فوجداران و کاربرداران [illegible] بدانند
[illegible] مرحمت [illegible]
[illegible] حقایق و معارف آگاه [illegible]
دعاگوی [illegible] این خاندان [illegible] بنا بر آن [illegible]
[illegible] زیر بار [illegible]
هر [illegible] و هر موضع [illegible] نمک آمد و رفت میکرده [illegible]
[illegible] احدی از کاربرداران [illegible]
فوجدارانه [illegible] مزاحمت با حوال ساربانان
[illegible] حسب المسطور بعمل آرند و در این باب تاکید اکید دانسته
هرگاه از ساربانان [illegible]
آمد و رفت [illegible] شهر [illegible]
AFG [illegible]
10/8/[illegible]

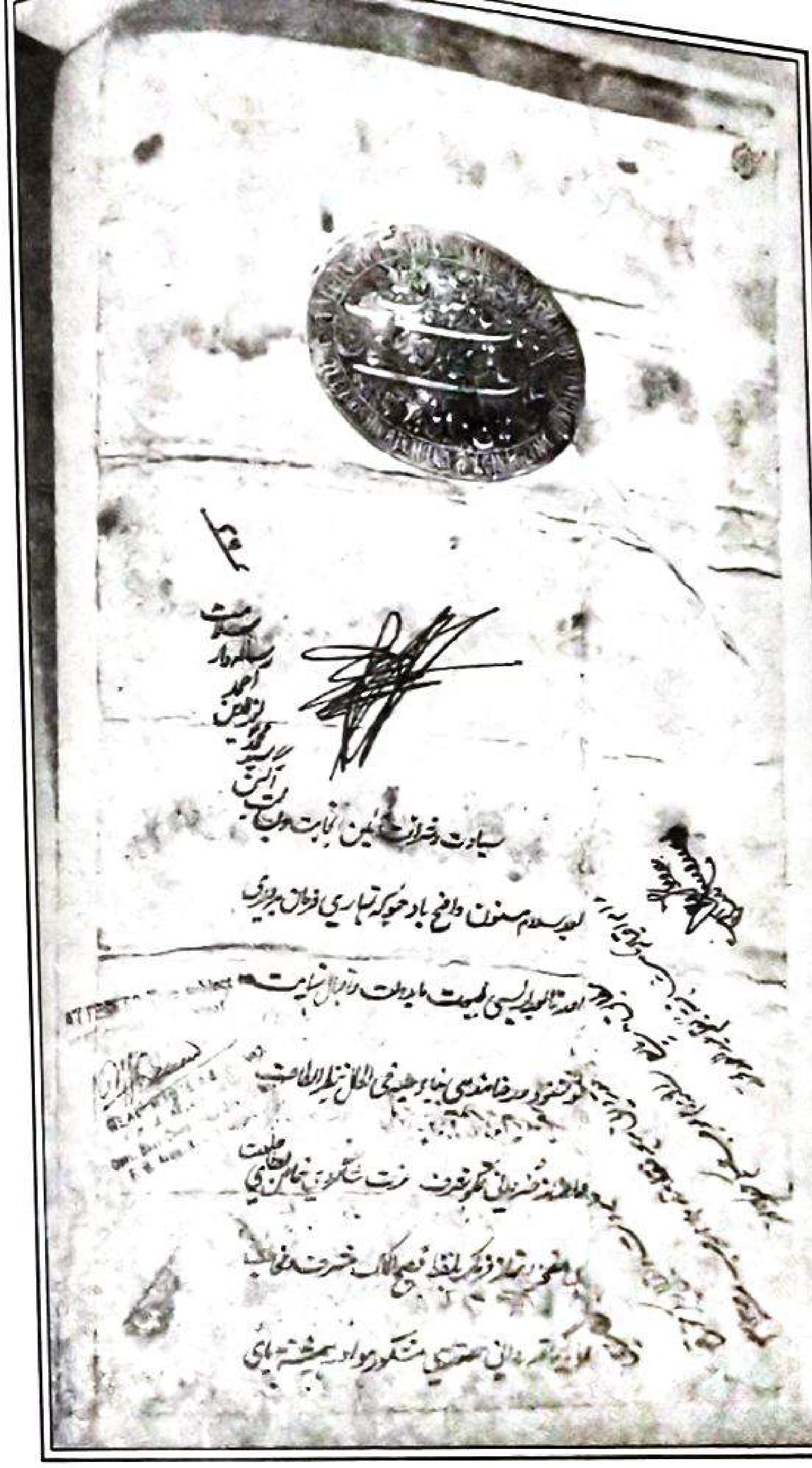

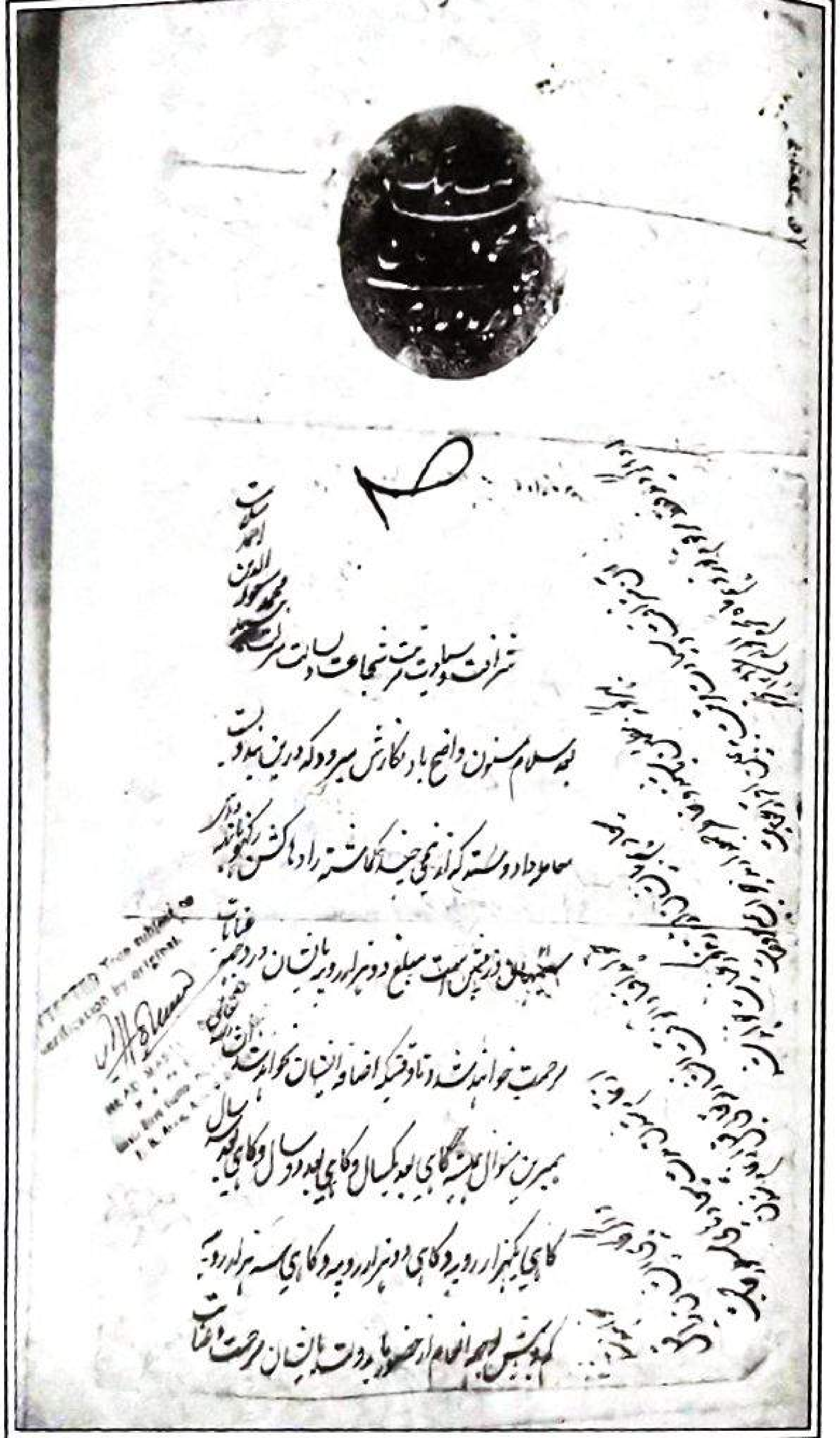
شرافت و سیادت مرتبت شجاعت و سعادت دستگاه

بعد سلام مسنون واضح باد

گاهی یکهزار روپیه و گاهی دو هزار روپیه و گاهی سه هزار روپیه

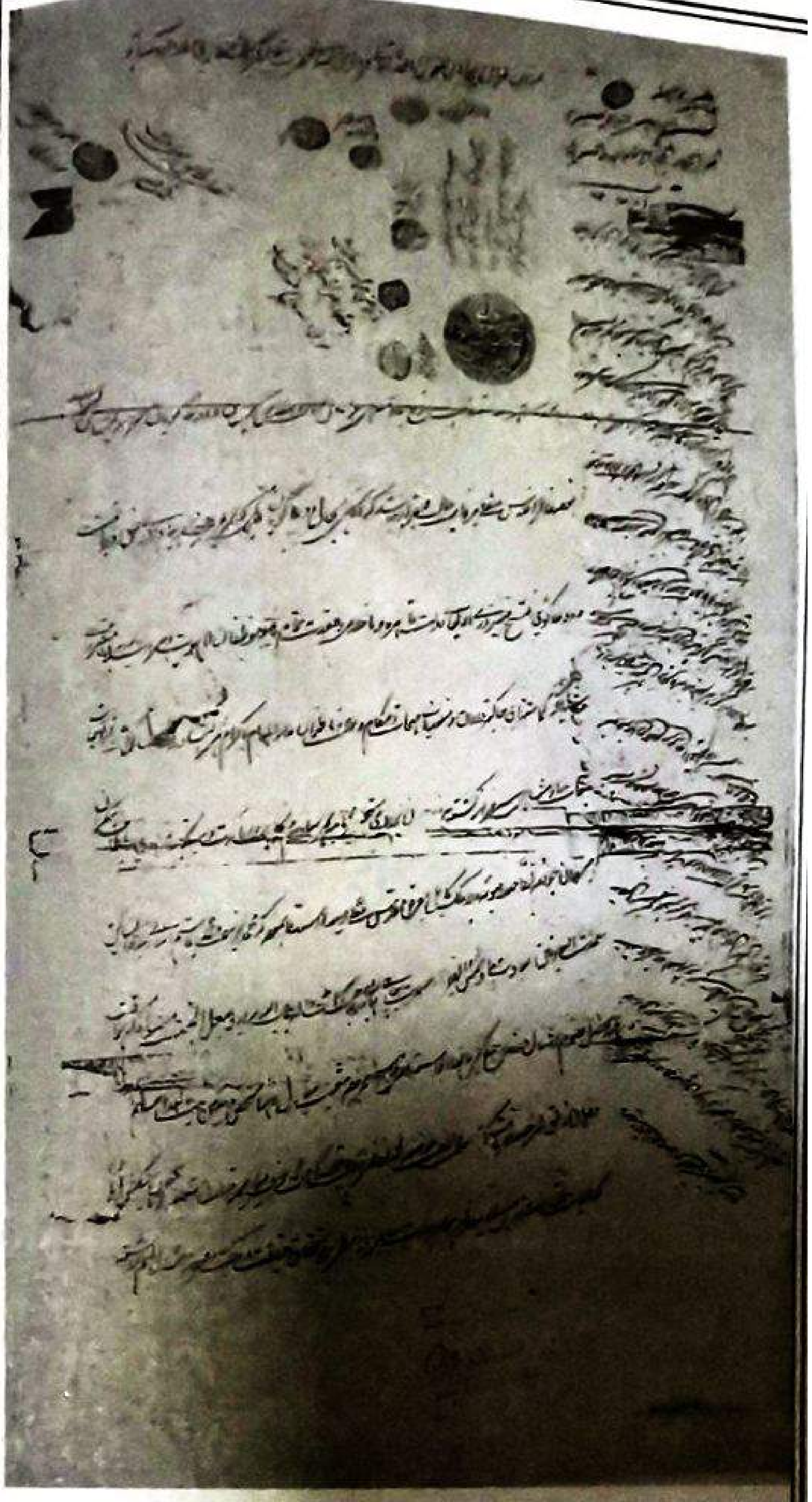

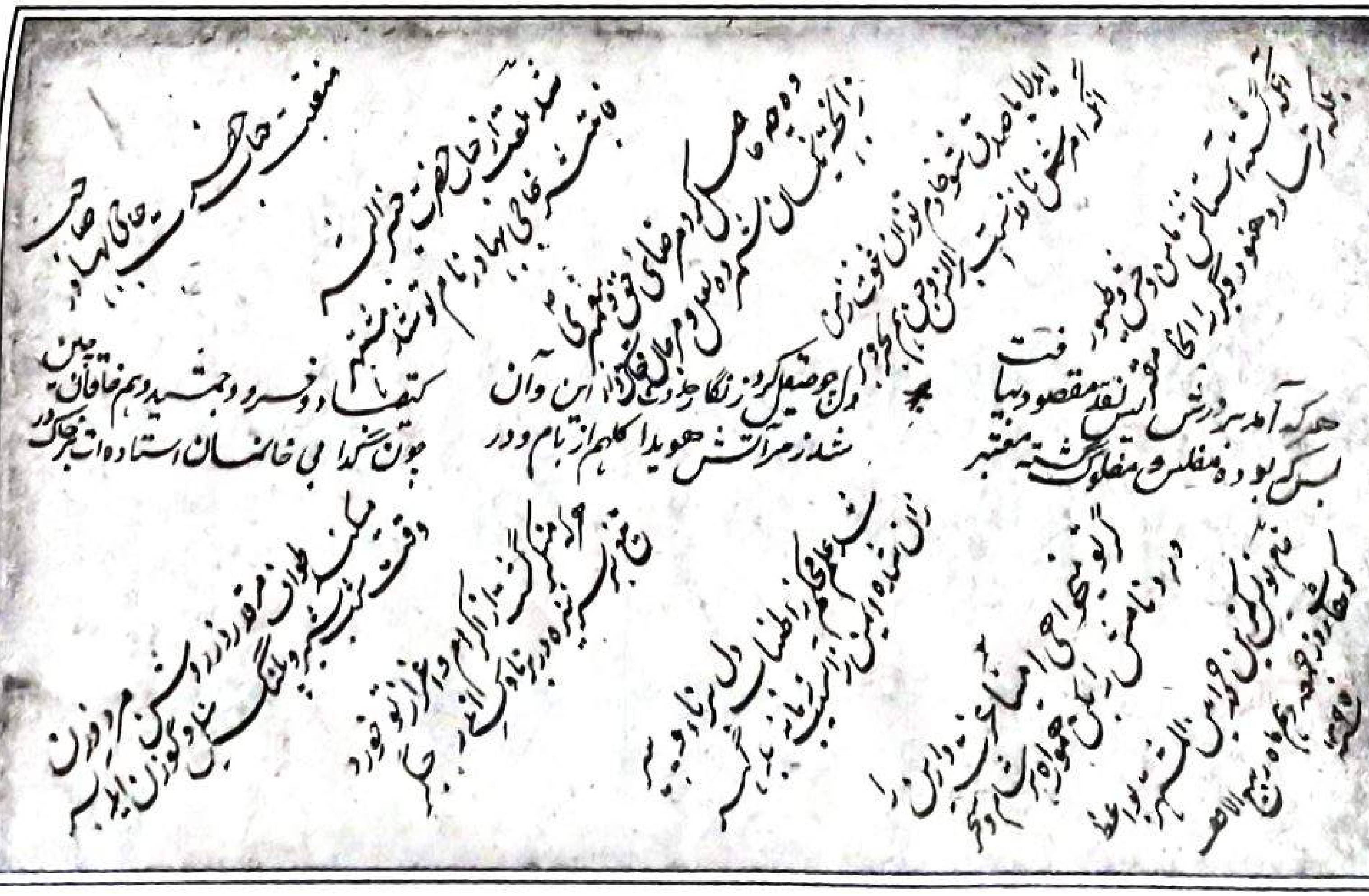

سید عبداللہ شاہ المعروف حضرت حاجی بہادرؒ

- محمد قاسم
  - محمد نور
    - محمد گل
      - احمد شاہ
        - محمود شاہ
          - امام شاہ
            - مخدوم شاہ
              - دلاور شاہ
                - الیاس شاہ
                  - رضوان شاہ
                    - محمد معاویہ
                  - روحان شاہ
                - ریاض شاہ
                  - عباس شاہ
                  - وقاص شاہ
                  - کامل شاہ
                  - وامق شاہ
                - کامران شاہ
                  - حیدر علی نورانی
              - کریم شاہ (لاولد)
            - احمون شاہ (صفحہ 2)
          - باقر شاہ (صفحہ 3)
          - غفار شاہ (صفحہ 5)
        - امیر اللہ (لاولد)
        - محمد شاہ (صفحہ 6)
        - داؤد شاہ (صفحہ 7)
      - ولی اللہ (صفحہ 8)
      - حسن شاہ (صفحہ 9)
      - محمدی (محمد علی) (صفحہ 13)
      - صاحب شاہ (صفحہ 15)
    - نادر شاہ (صفحہ 16)
    - محمد علی — محمد علی خیل (صفحہ 18)
  - محمد غفور — غفور خیل (صفحہ 24)
  - محمد شکور — شکور خیل (صفحہ 28)
  - محمد موسم (صفحہ 42) پاروے
  - محمد مرزا (صفحہ 43)
- محمد یوسف (صفحہ 46) اکرم خیل
- محمد عمر (صفحہ 53) ہادی خیل
- محمد یعقوب (صفحہ 59)
- محمد عثمان

صفحہ 1 سے پیوستہ

اجمون شاہ

- غفور شاہ
  - خادم شاہ
    - اعظم شاہ
    - عیسی شاہ
    - اویس شاہ
    - بلال شاہ
    - گوہر شاہ
  - نجب شاہ
  - رحیم شاہ
    - اسماعیل شاہ
  - واحد شاہ
    - سید شاہ
    - محمود شاہ
    - صابر شاہ
    - ہارون شاہ
- سردار شاہ
- محمد شاہ
  - اعجاز شاہ
    - احسن اعجاز
    - اسامہ اعجاز
  - ولدار شاہ
  - عادل شاہ
    - حسیب عادل
    - فراز عادل

صفحہ 1 سے پیوستہ

وڈگھری (قاسم خیل)

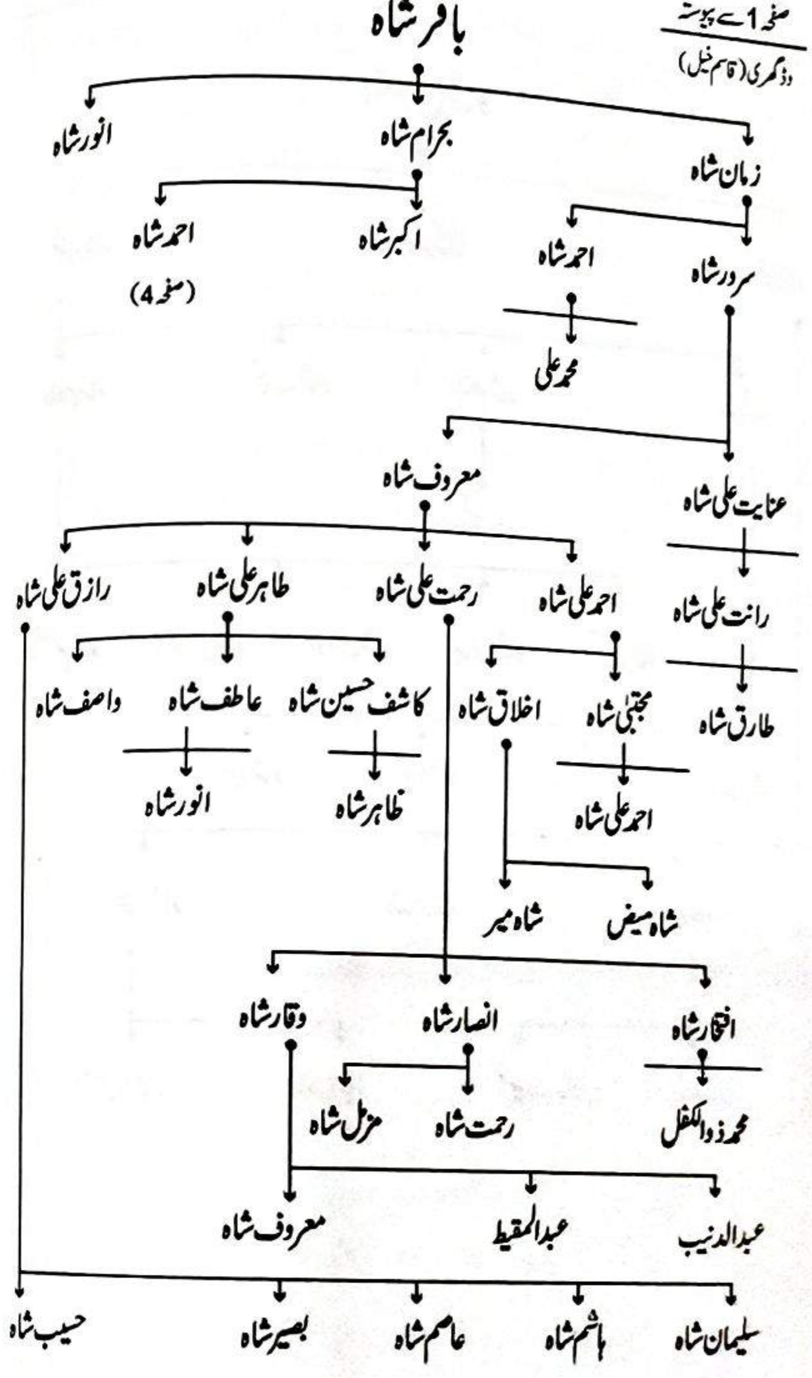

صفحہ 3 سے پیوستہ

وڈگھری (قاسم خیل)

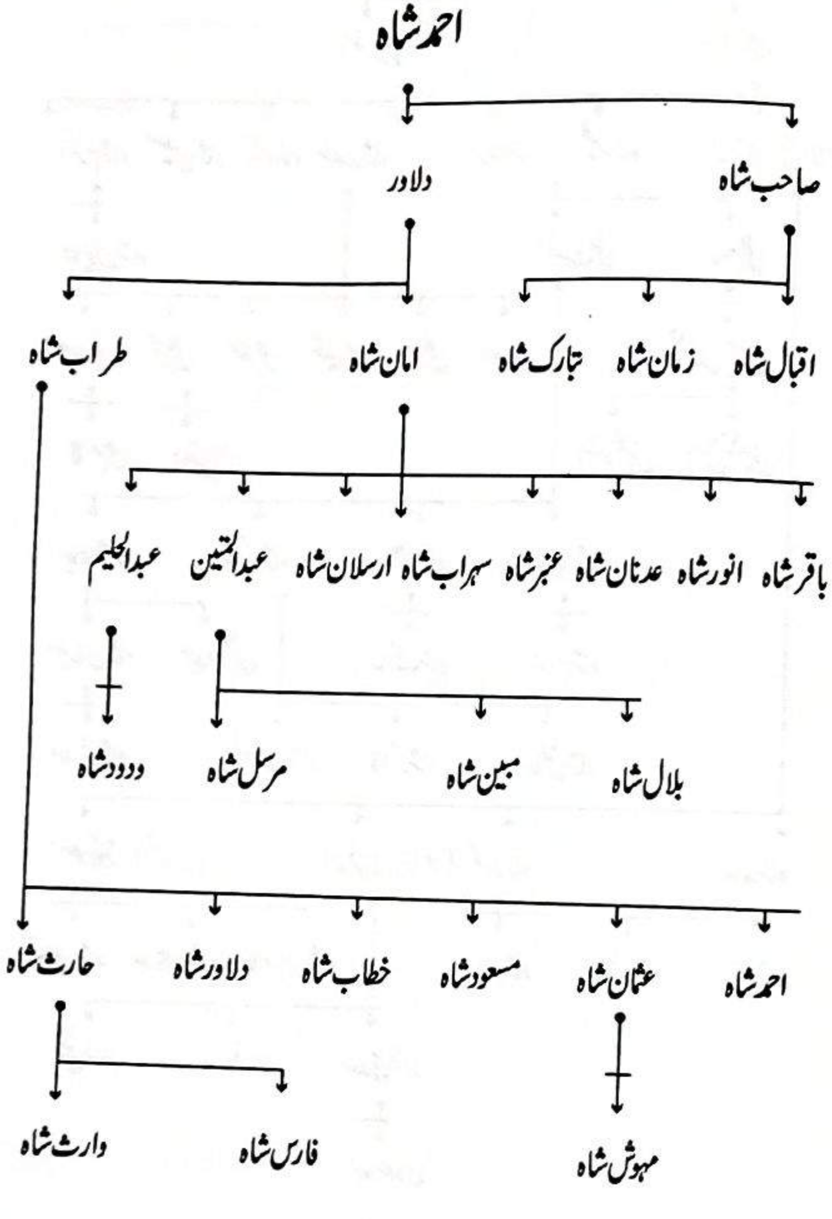

صفحہ 1 سے پیوستہ

ڈگھری (قاسم خیل)

غفار شاہ

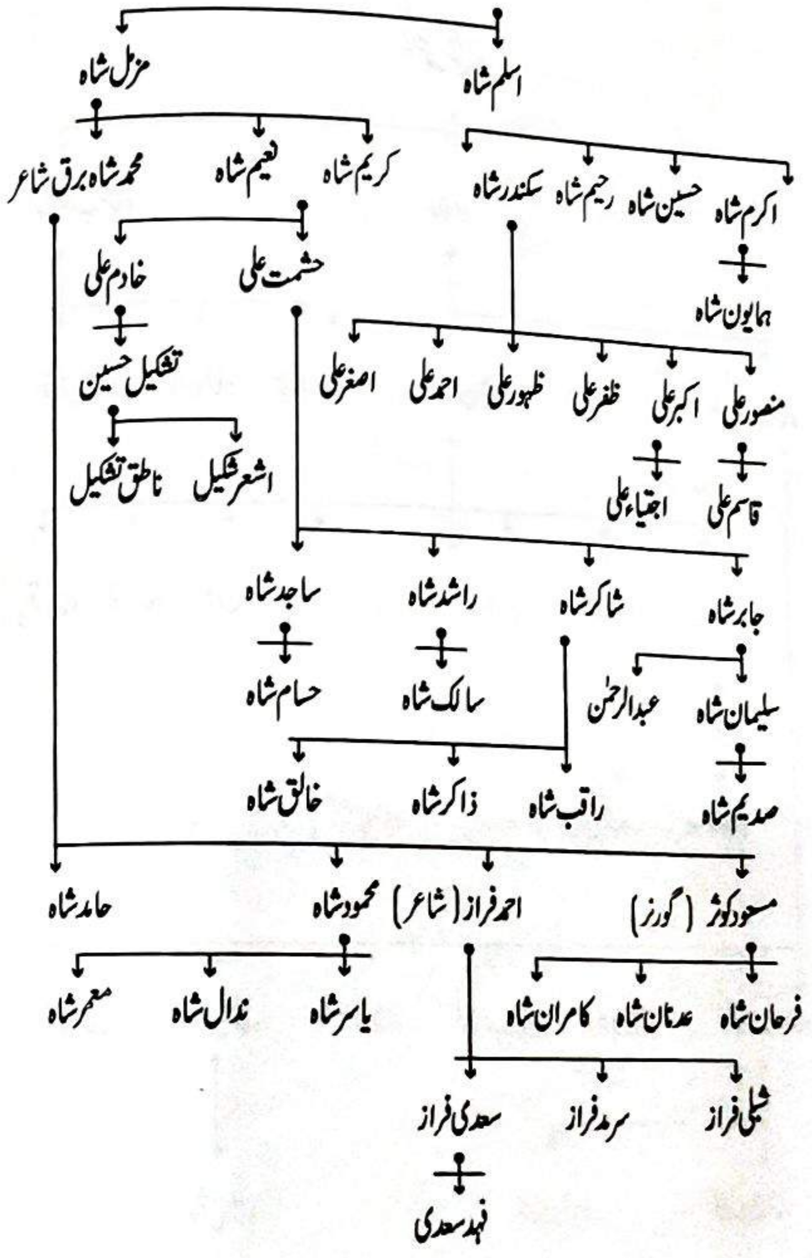

صفحہ 1 سے پیوستہ

ڈگھری (قاسم خیل)

محمد شاہ

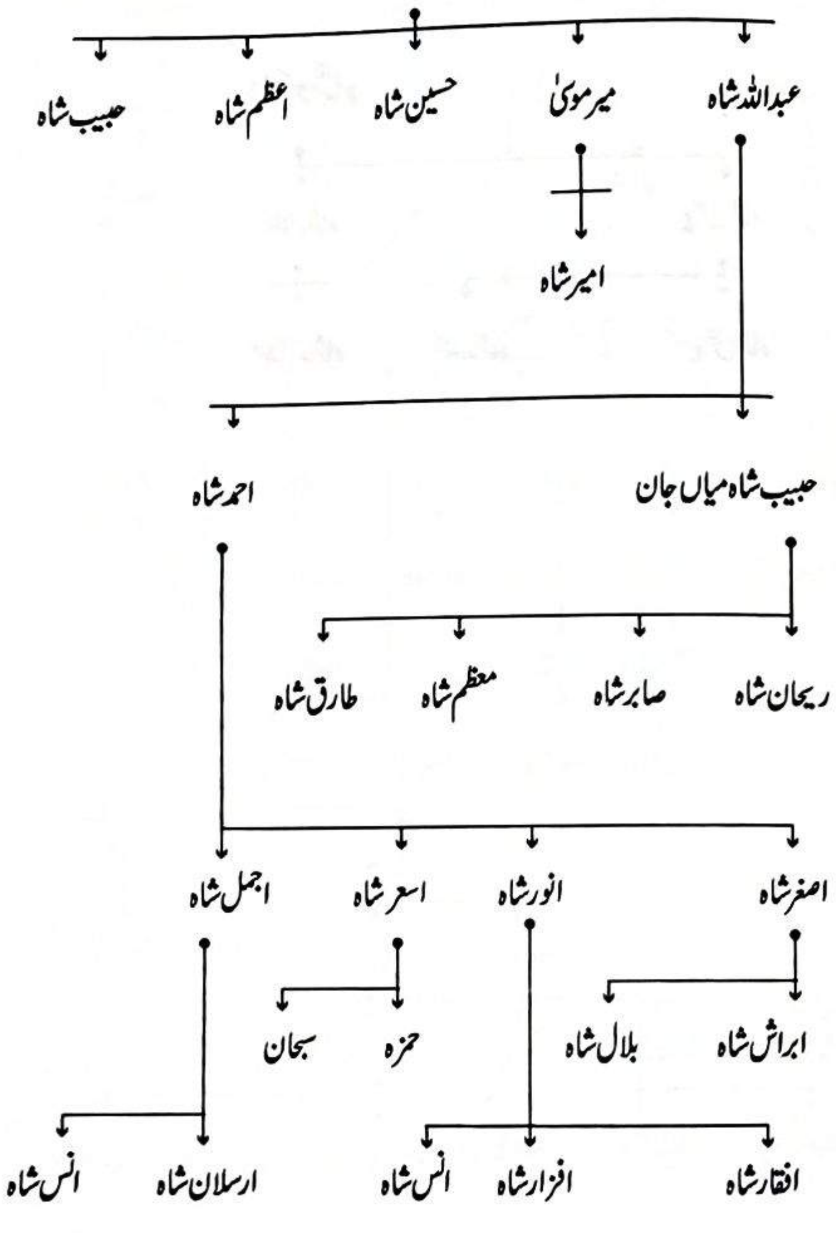

صفحہ 1 سے پیوستہ

وڈگمری (قاسم خیل)

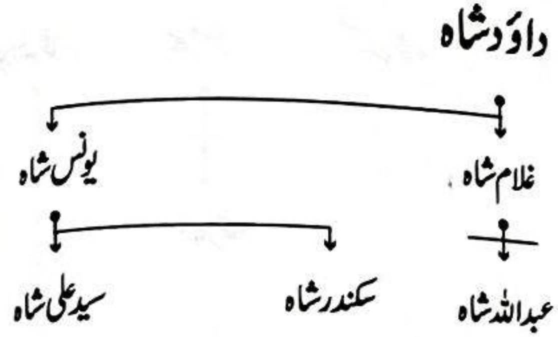

صفحہ 1 سے پیوستہ

وڈگمری (قاسم خیل)

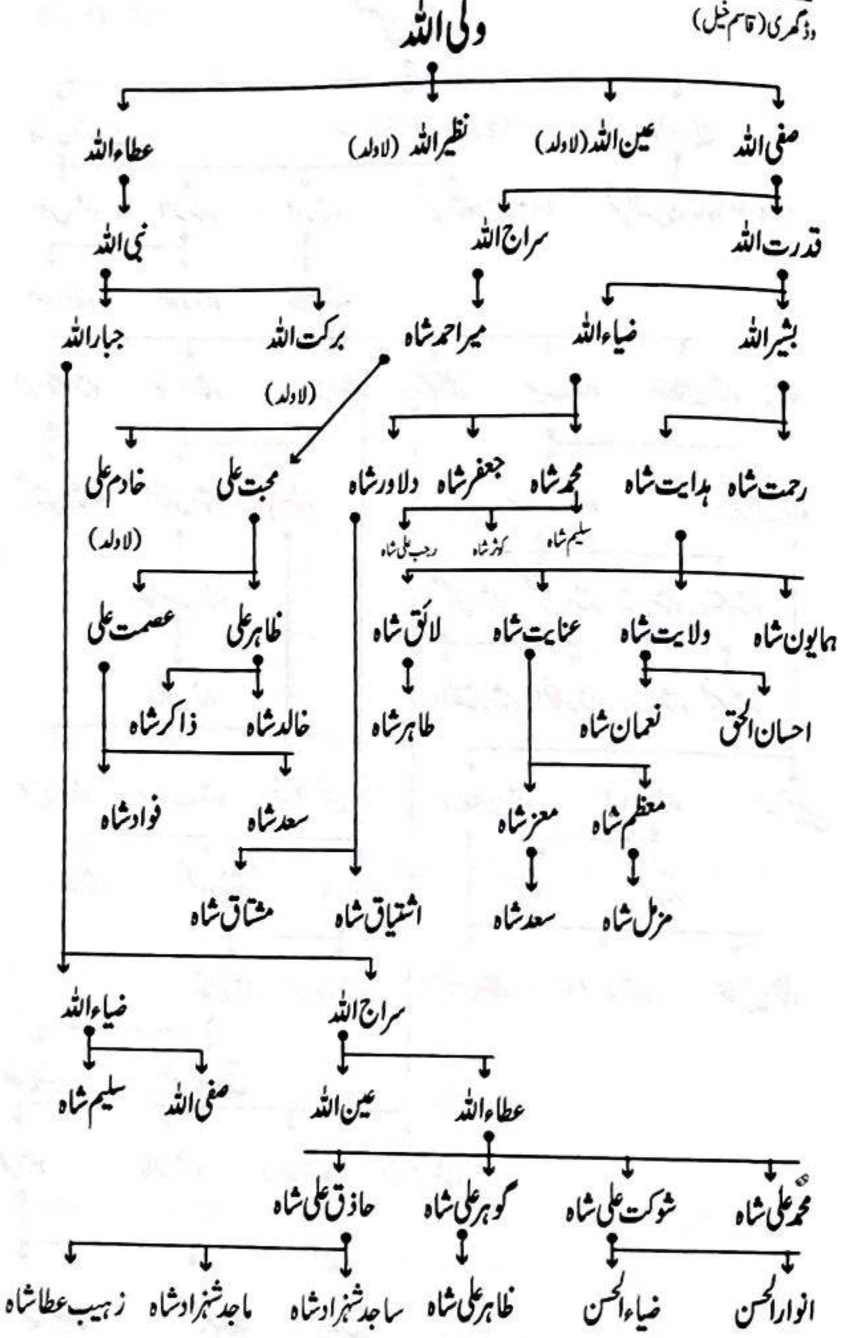

صفحہ 1 سے پیوستہ

وڈھگری (قاسم خیل)

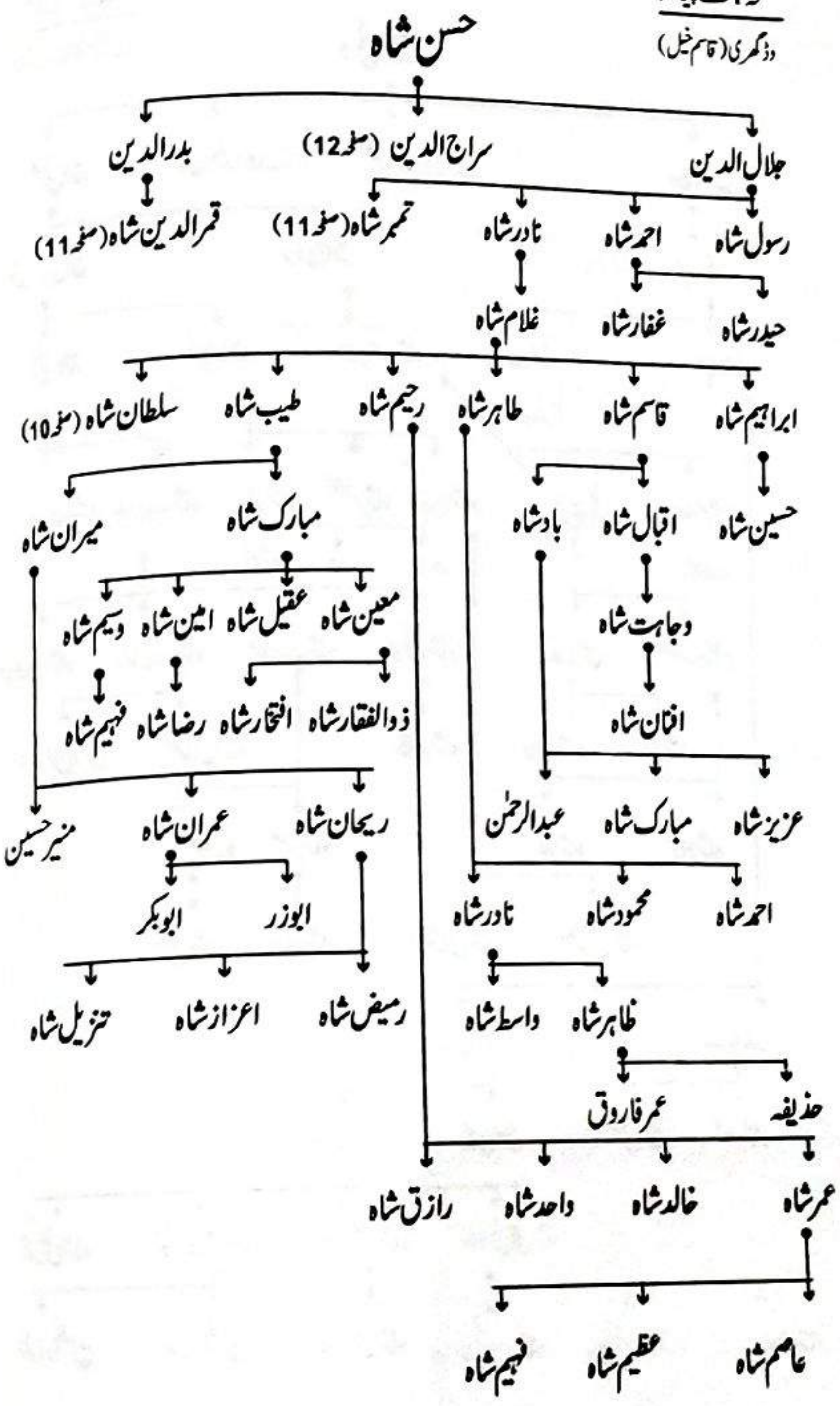

صفحہ 9 سے پیوستہ

وڈھگری (قاسم خیل)

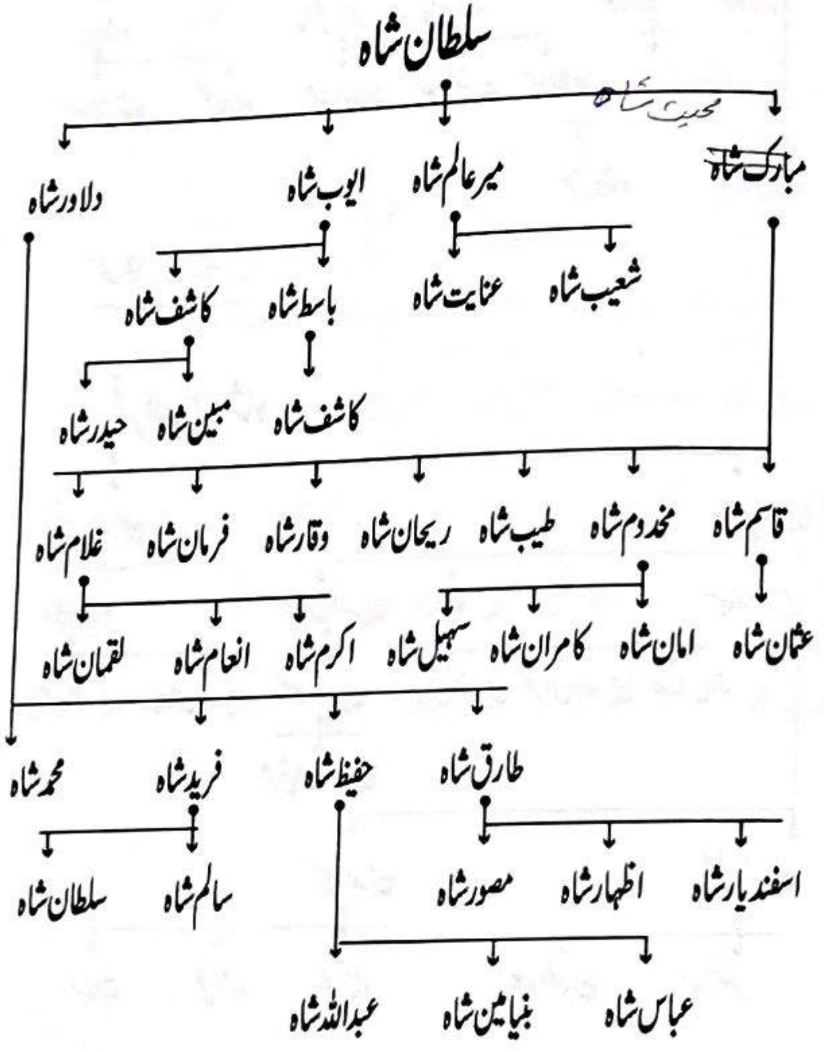

صفحہ 9 سے پیوستہ

وڈگمری (قاسم خیل)

تمر شاہ

- نقراب شاہ
  - سعید شاہ
    - بابر شاہ
      - عبداللہ شاہ
      - علی شاہ
  - مہدی شاہ
    - عاقل شاہ
      - عبدالہادی
      - عبدالمقیت
      - عبدالاحد
    - عامر شاہ
  - سید اعظم شاہ
    - منظور شاہ
      - احسن شاہ
    - سیفور شاہ
      - مزمل شاہ
      - حسنین شاہ
- ولایت شاہ (لاولد)

صفحہ 9 سے پیوستہ

قمرالدین شاہ

- شمس الدین
  - اعجاز شاہ
    - فیاض الدین
    - ریحان الدین
- ناصرالدین
  - صلاح الدین
    - نصیرالدین
      - عرشیان الدین
  - امیرالدین
    - کامران الدین
    - عمران الدین
    - عدنان الدین
  - سہارالدین
    - سمیع الدین
      - عبداللہ
      - علی شاہ
      - محمد شاہ
    - صفی الدین
      - عبدالحنان
      - عبدالمعز

صفحہ 9 سے پیوستہ

وڈگمری (قاسم خیل)

سراج الدین

- محمد شاہ
  - عبداللہ شاہ
    - لبان شاہ
      - آفتاب شاہ
        - عرفان شاہ
        - احتشام شاہ
- فضل شاہ
  - حسن شاہ
    - مقرب شاہ
    - احمد شاہ
      - وہاب شاہ
      - عامر شاہ
      - خالد شاہ
        - فضل شاہ
        - حسن شاہ
      - حامد شاہ
    - واجد علی شاہ
      - امین شاہ
        - سلطان شاہ
        - میر عالم شاہ
        - حسن شاہ
      - رحیم شاہ
      - کریم شاہ
        - سکندر شاہ
        - منصور شاہ
      - محمد شاہ
      - رحمت شاہ
        - نعیم شاہ
        - مبین شاہ

صفحہ 1 سے پیوستہ

وڈگھری (قاسم خیل)

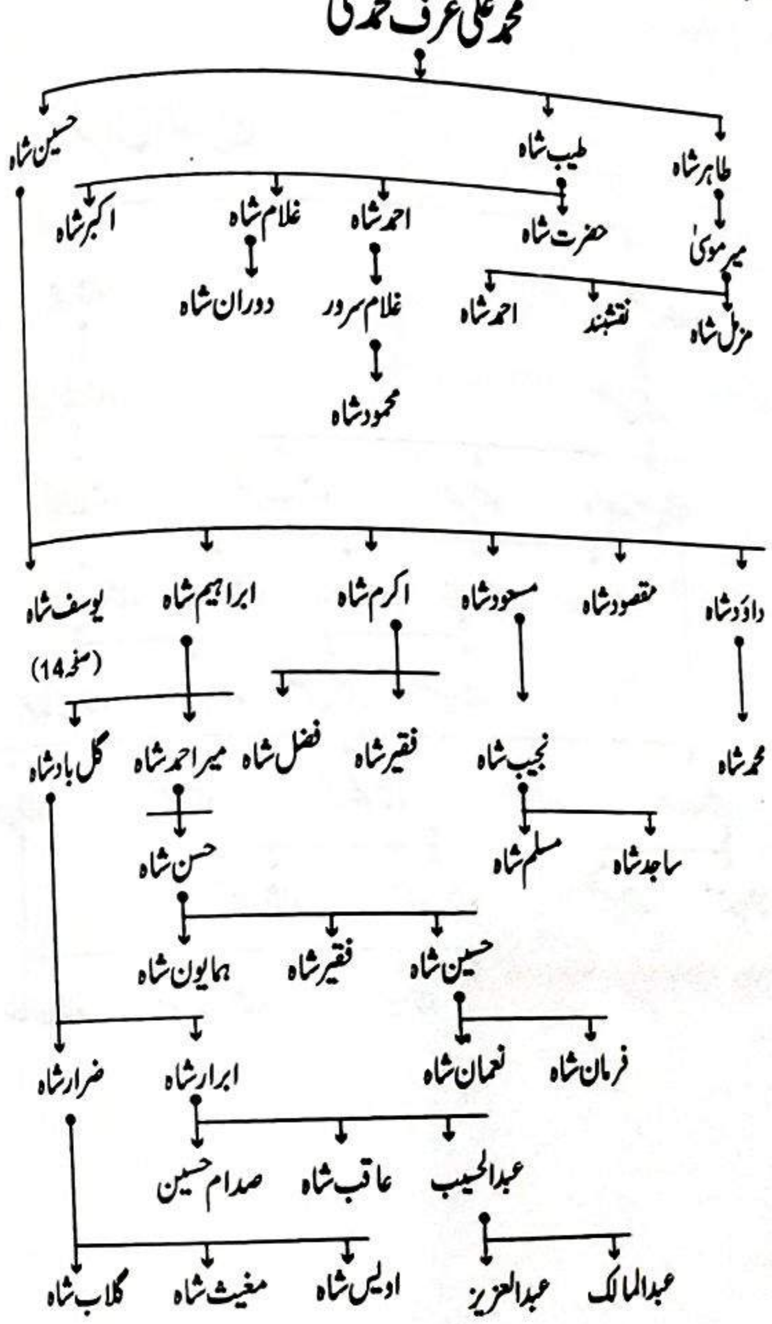

صفحہ 13 سے پیوستہ

وڈگھری

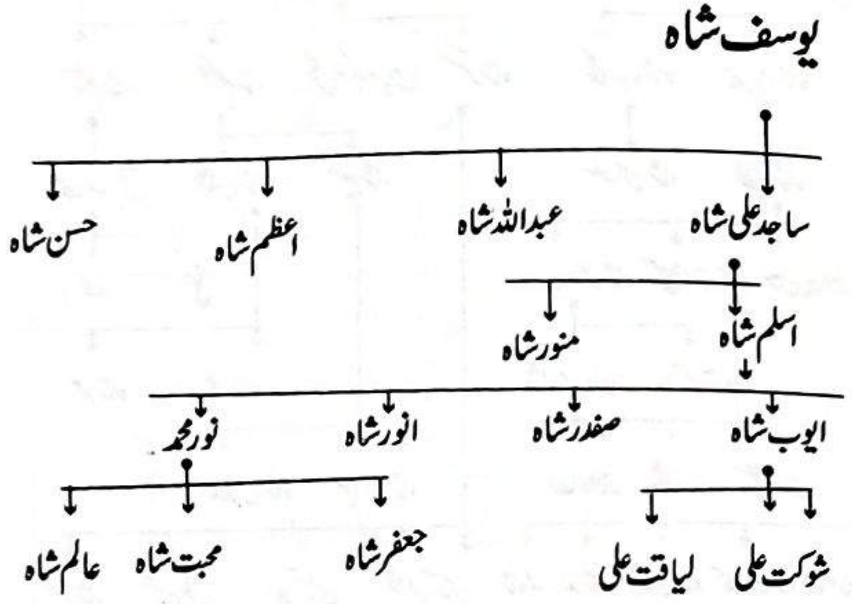

صفحہ 1 سے پیوستہ

وڈگھری

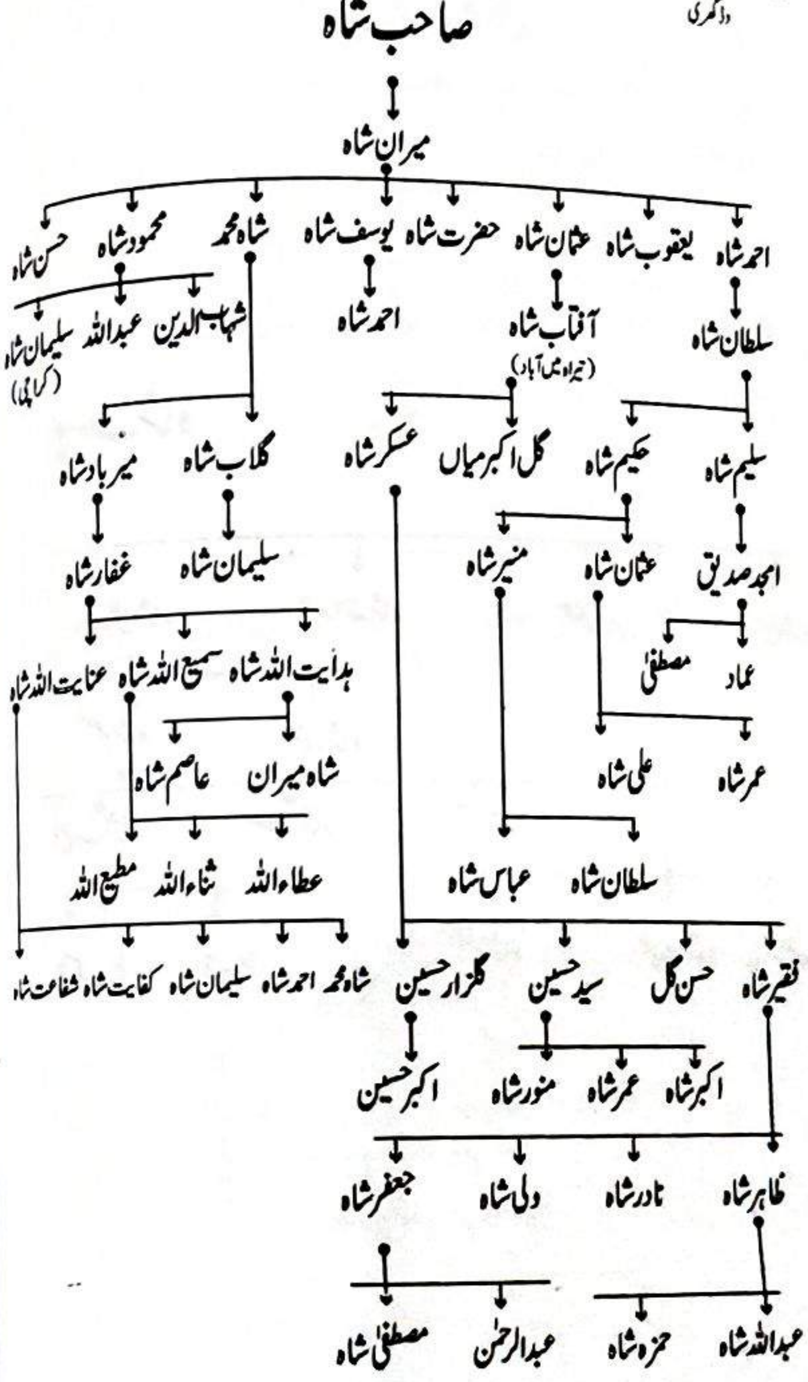

صفحہ 1 سے پیوستہ

وڈگھری (قاسم خیل)

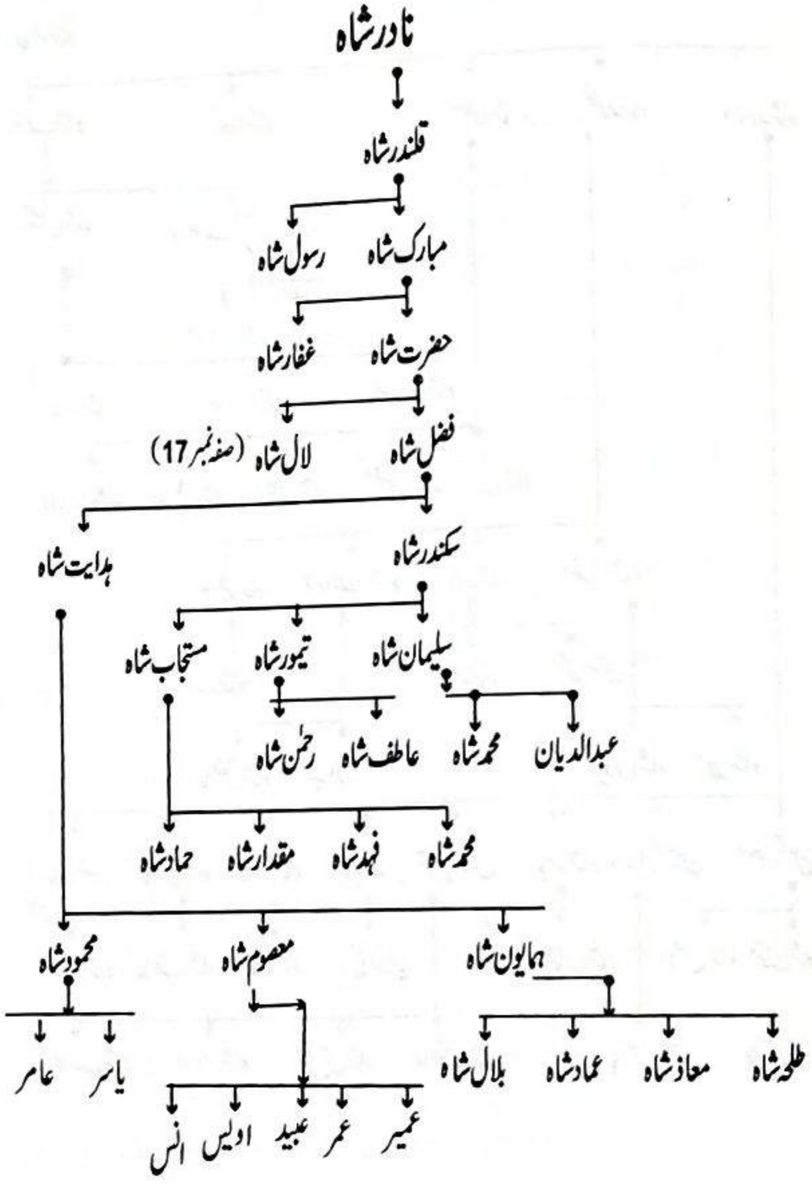

صفحہ 16 سے پیوستہ

ڈگری

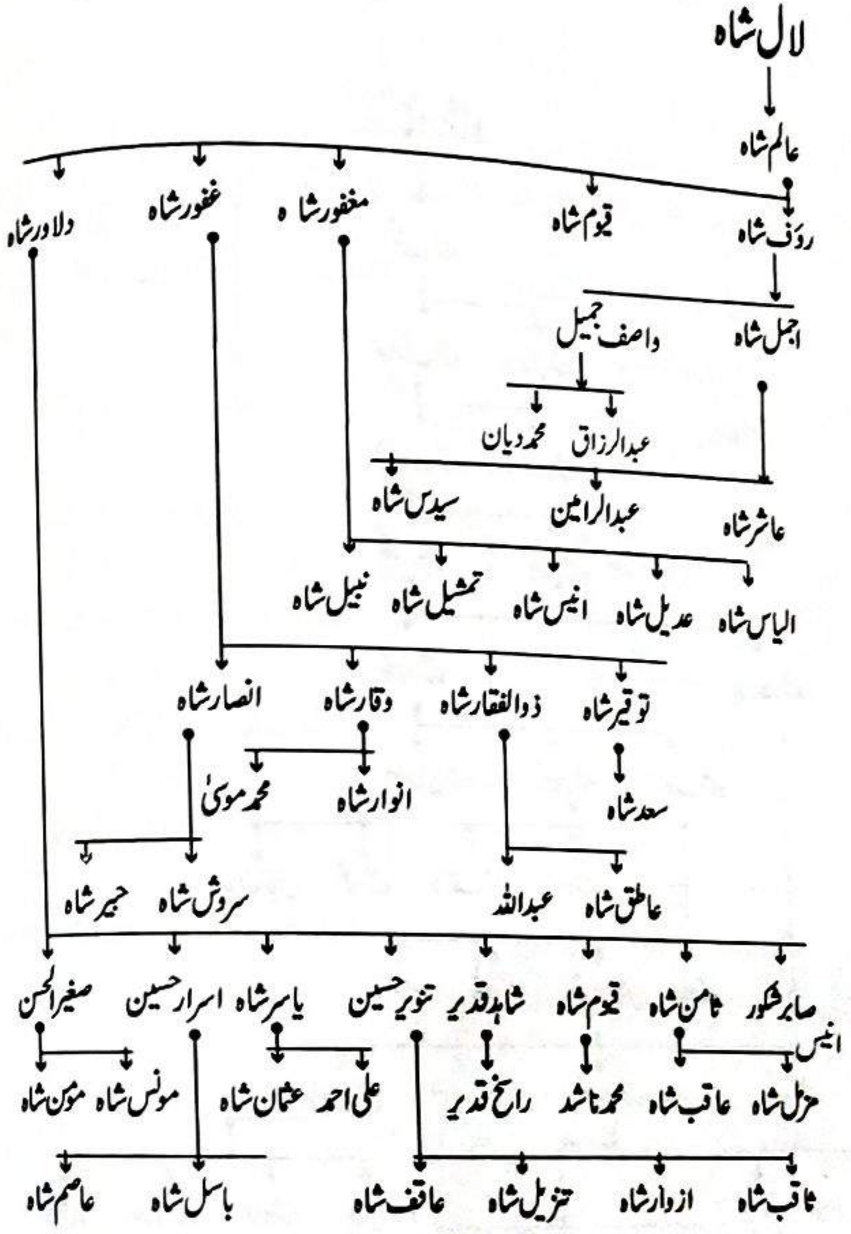

صفحہ 1 سے پیوستہ

محمد علی خیل

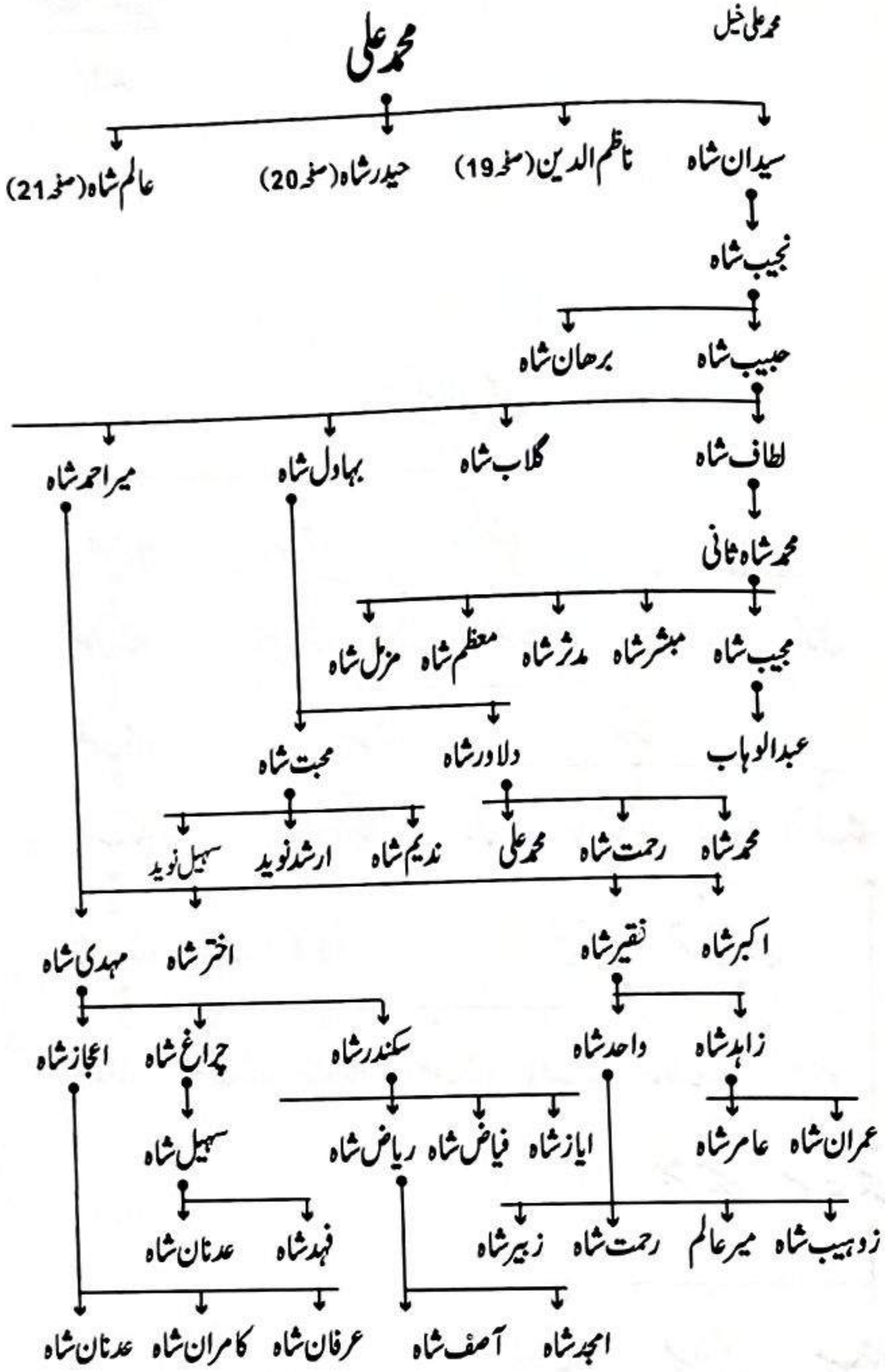

صفحہ 18 سے پیوستہ

محمد علی خیل

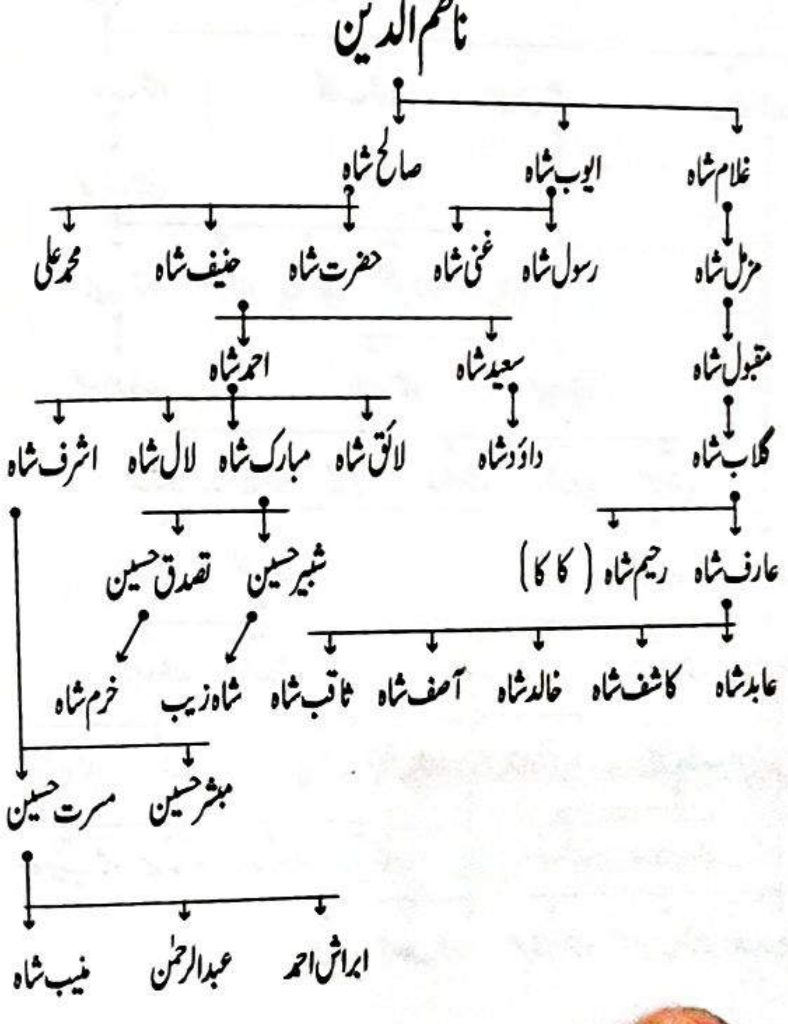

صفحہ 18 سے پیوستہ

محمد علی خیل

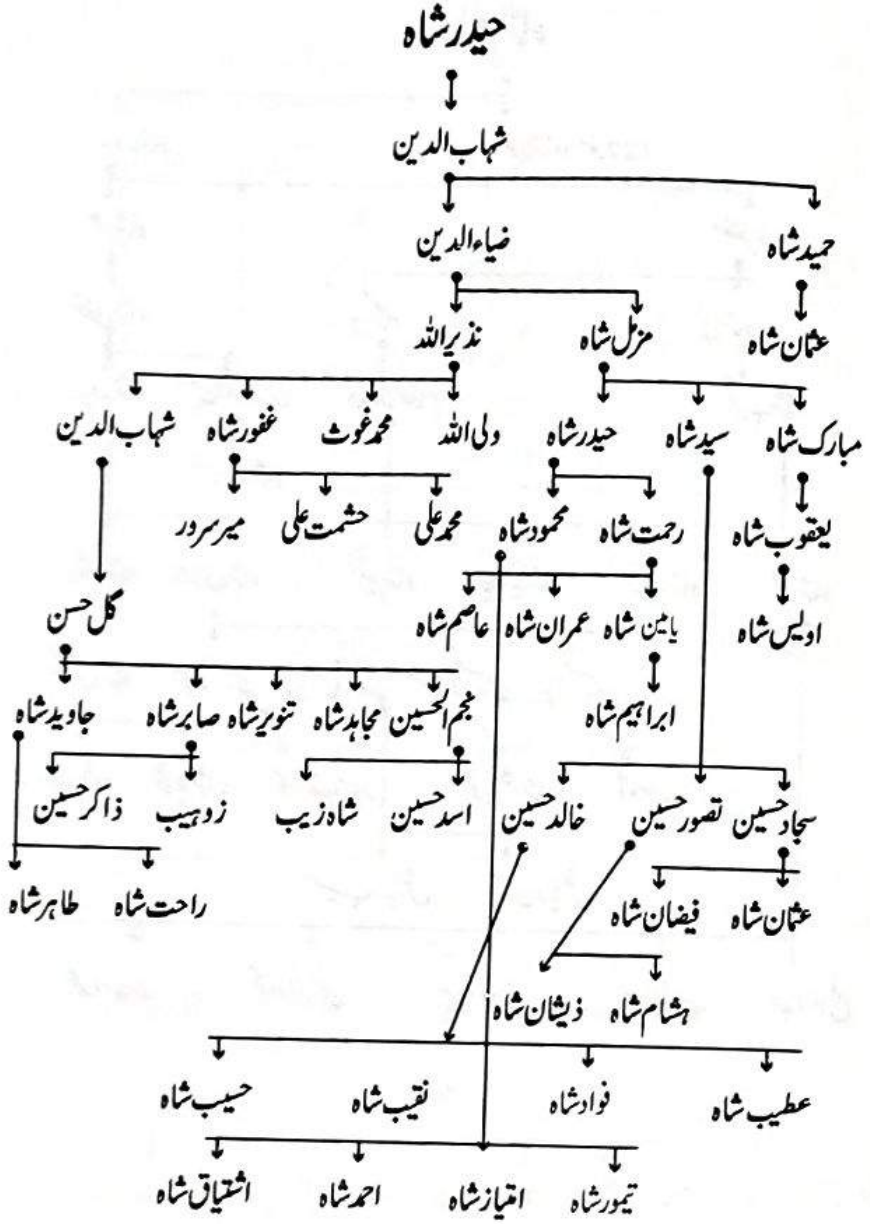

صفحہ 18 سے پیوستہ

محمد علی خیل

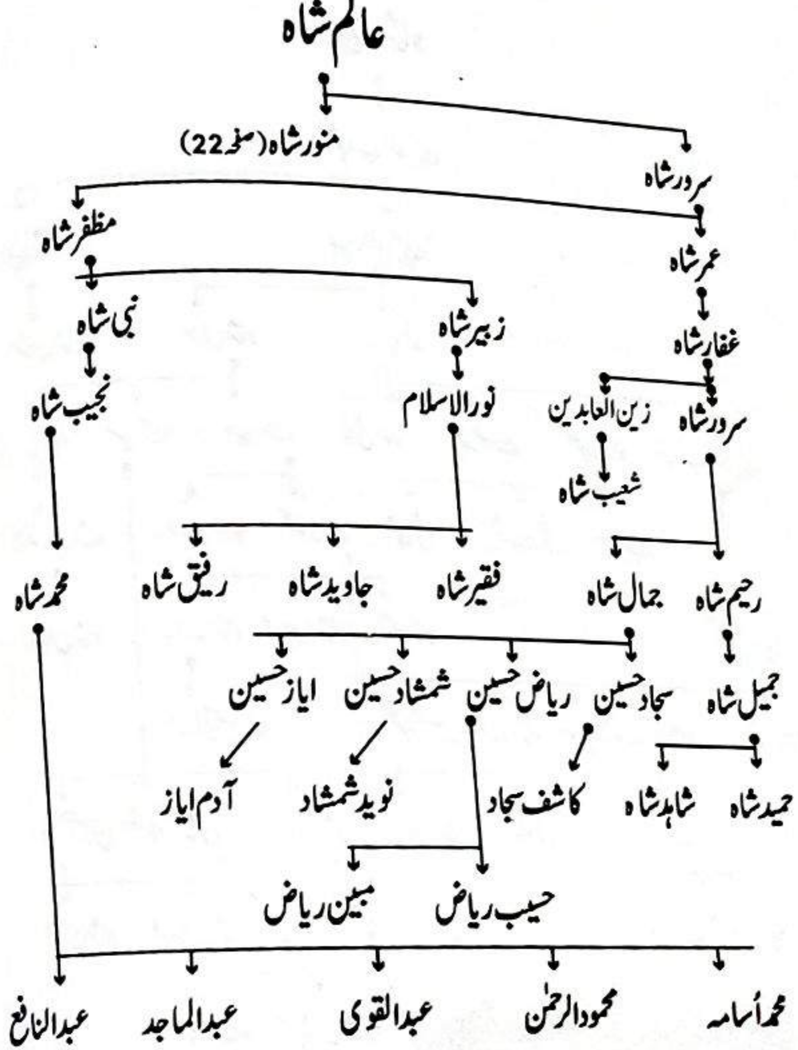

صفحہ 21 سے پیوستہ

محمد علی خیل

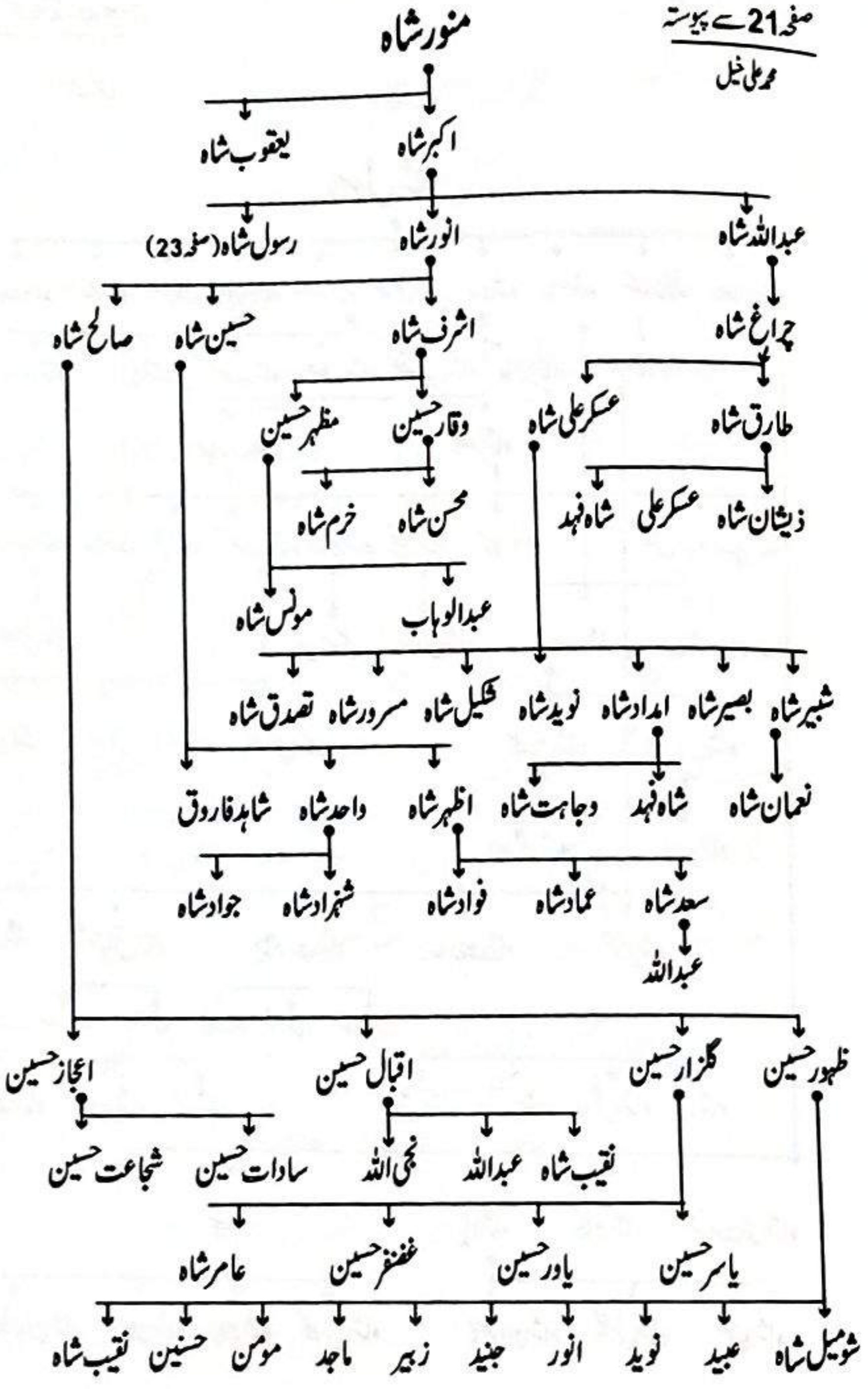

صفحہ 22 سے پیوستہ

محمد علی خیل

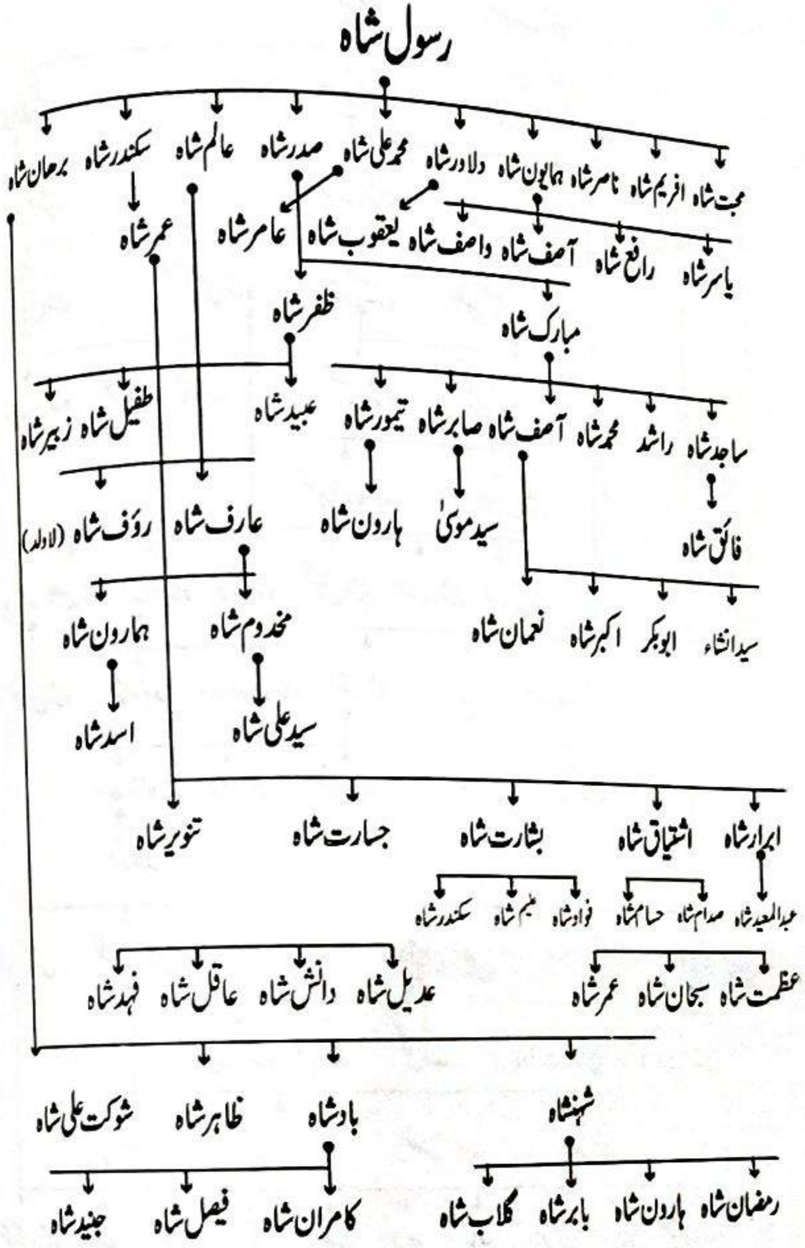

صفحہ 1 سے پیوستہ

غفور خیل

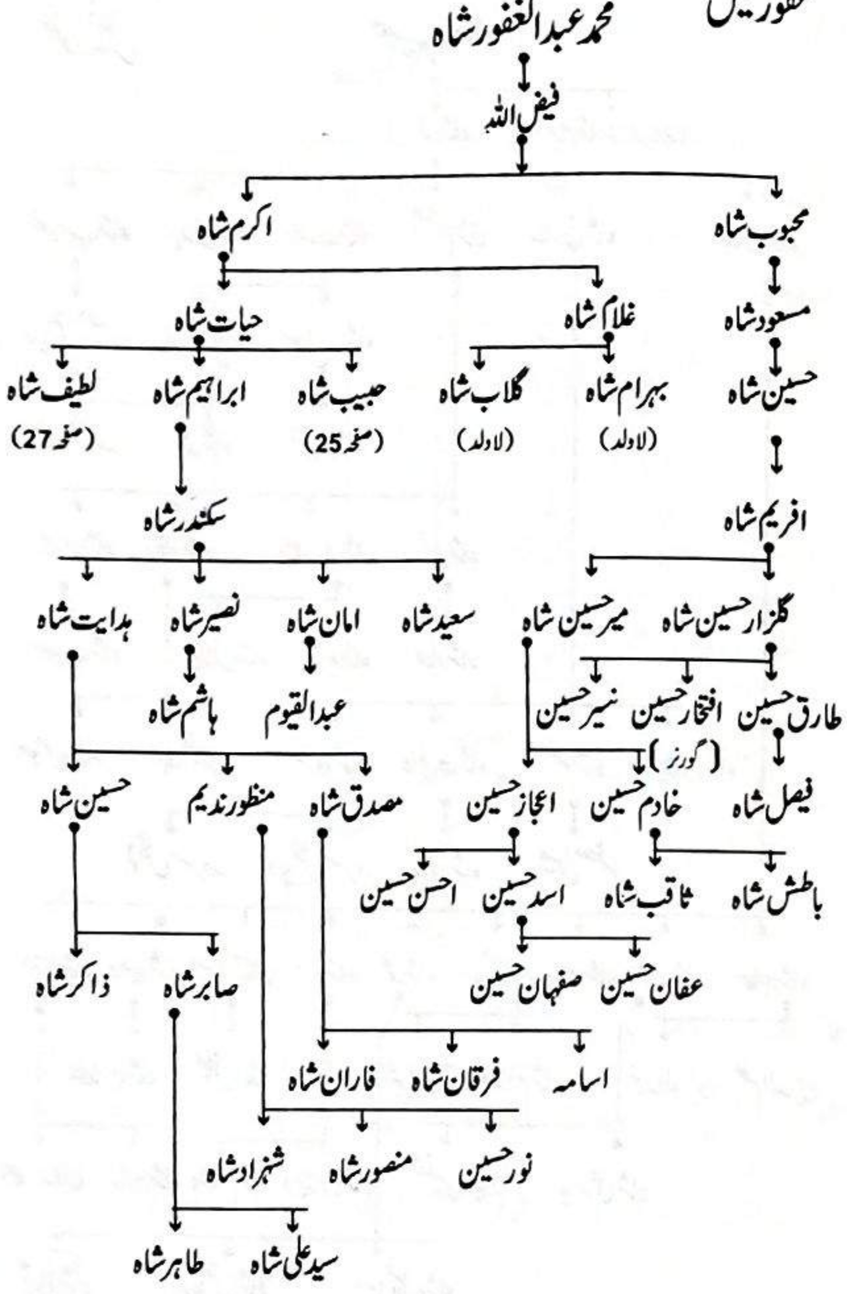

صفحہ 24 سے پیوستہ

غفور خیل

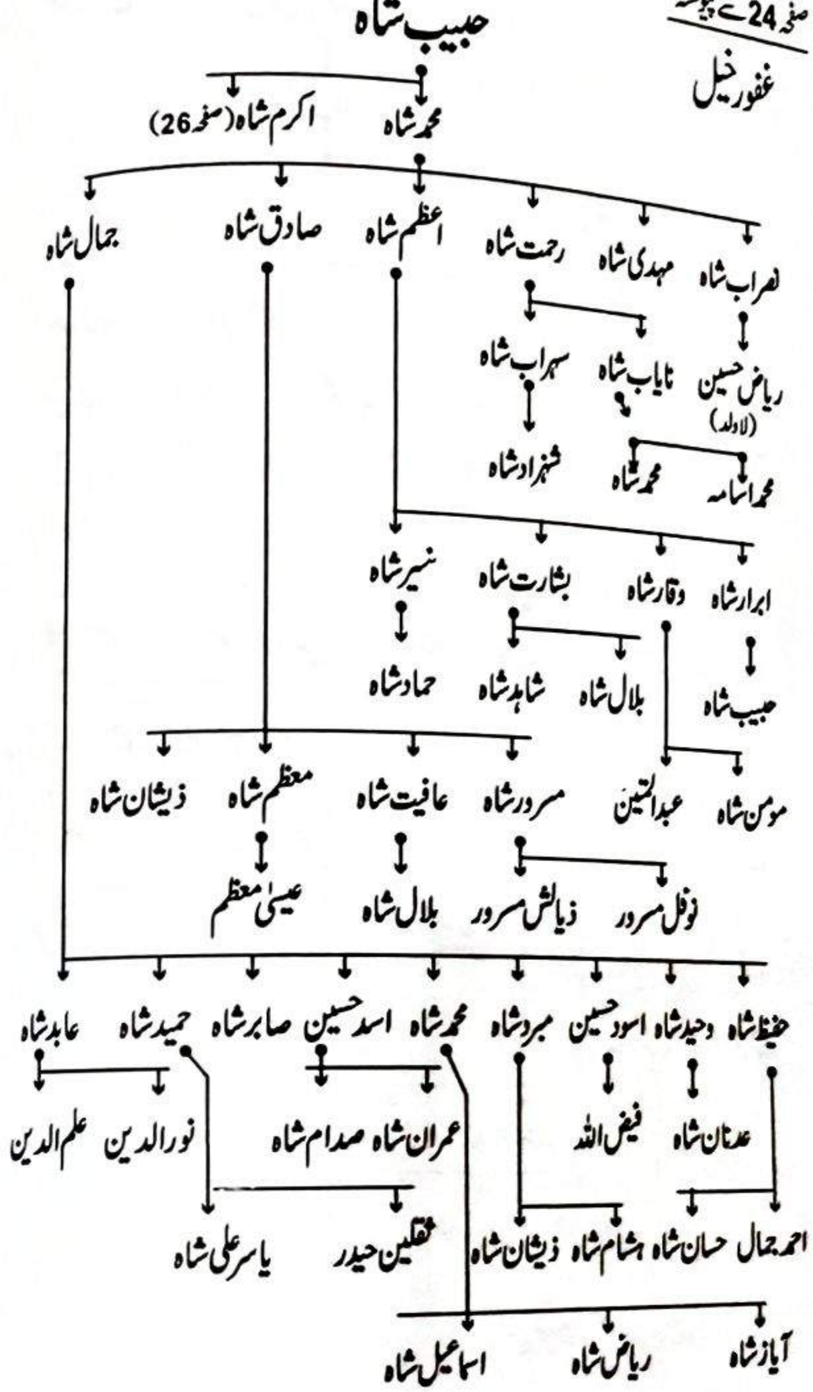

صفحہ 25 سے پیوستہ

غفور خیل

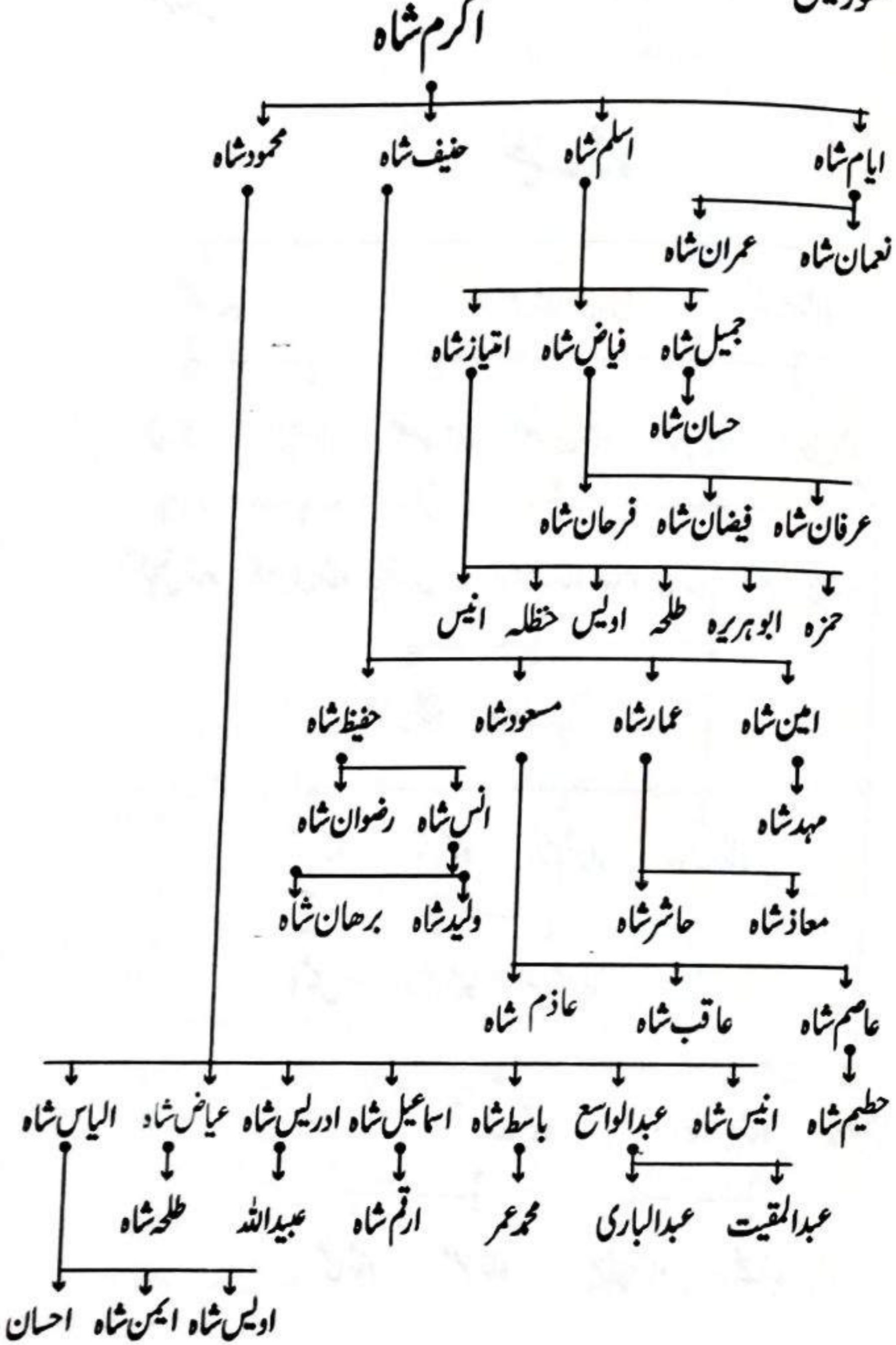

صفحہ 24 سے پیوستہ

غفور خیل

لطیف شاہ

- رحیم شاہ
  - شاہکار
  - ذوالوقار
- احمد شاہ (لاولد)
- کریم شاہ
  - مقصود شاہ
    - اشتیاق شاہ
    - کامران شاہ
    - اخلاق شاہ
  - عصمت شاہ
    - لیاقت شاہ
      - عثمان شاہ
      - شاہ زیب
    - صابرین شاہ
    - اجمیرین شاہ
  - سلیم شاہ
    - علیم شاہ
      - اسماعیل
    - نعیم شاہ
      - کریم شاہ
      - سید حسن
    - خرم شہزاد
    - عدنان شاہ
  - مقبول شاہ
    - آصف شاہ
      - علی شاہ
      - معتز شاہ
    - عادل شاہ
      - مزمل شاہ
      - محمد فہد
    - عامر شاہ

صفحہ 1 سے پیوستہ

شکور خیل

محمد عبدالشکور شاہ

- سیف اللہ
  - علی شاہ
    - سعید شاہ
      - سلیمان شاہ
        - اعجاز علی شاہ
        - نصیر علی شاہ
          - طارق علی
          - ثاقب علی شاہ
        - فرمان علی شاہ
          - عامر علی شاہ
          - یاسر علی
          - ناصر علی
          - فراز علی
        - منظور علی شاہ
          - شیراز علی
          - شہباز علی
          - صابر علی
          - شاکر علی
        - محمد علی شاہ
        - گوہر علی شاہ
        - مشتاق علی شاہ
          - اشتیاق علی
            - اقتدار علی
          - اخلاق علی
            - سلیمان شاہ
          - گوہر سعید
        - شوکت علی شاہ
          - افتخار علی شاہ
            - سیار علی
            - شاندار علی
            - اسفندیار علی
          - اظہار علی شاہ
          - شہریار علی شاہ
          - ذوالفقار علی
            - ابصار علی شاہ
            - زرکیار علی شاہ
          - ذوالوقار علی شاہ
            - مہریار علی شاہ
            - زویار علی شاہ

        حیدر علی — سعد علی
      - چراغ شاہ (خان بہادر)
        - جاوید علی شاہ
          - بلال علی شاہ
        - حیات علی شاہ
          - امجد علی شاہ
        - منصور علی شاہ
          - سیف الحیات
          - عبیدالرحمٰن
        - اقبال علی شاہ
          - نوید علی شاہ
          - مصور علی شاہ
            - عثمان علی شاہ
      - عالم شاہ
        - رنگ علی شاہ
        - خالد شاہ
- خیر اللہ (صفحہ 29)

صفحہ 28 سے پیوستہ

شکور خیل

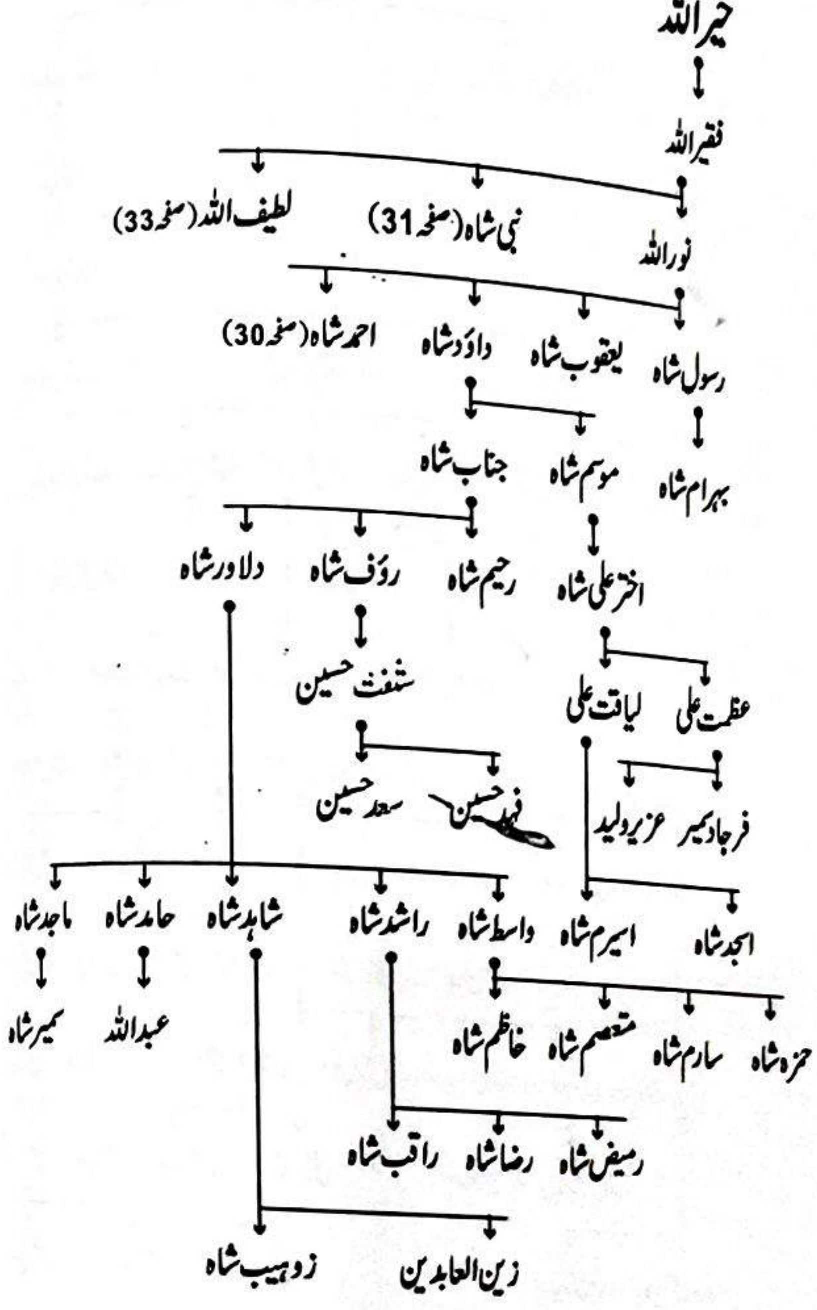

صفحہ 29 سے پیوستہ

شکور خیل

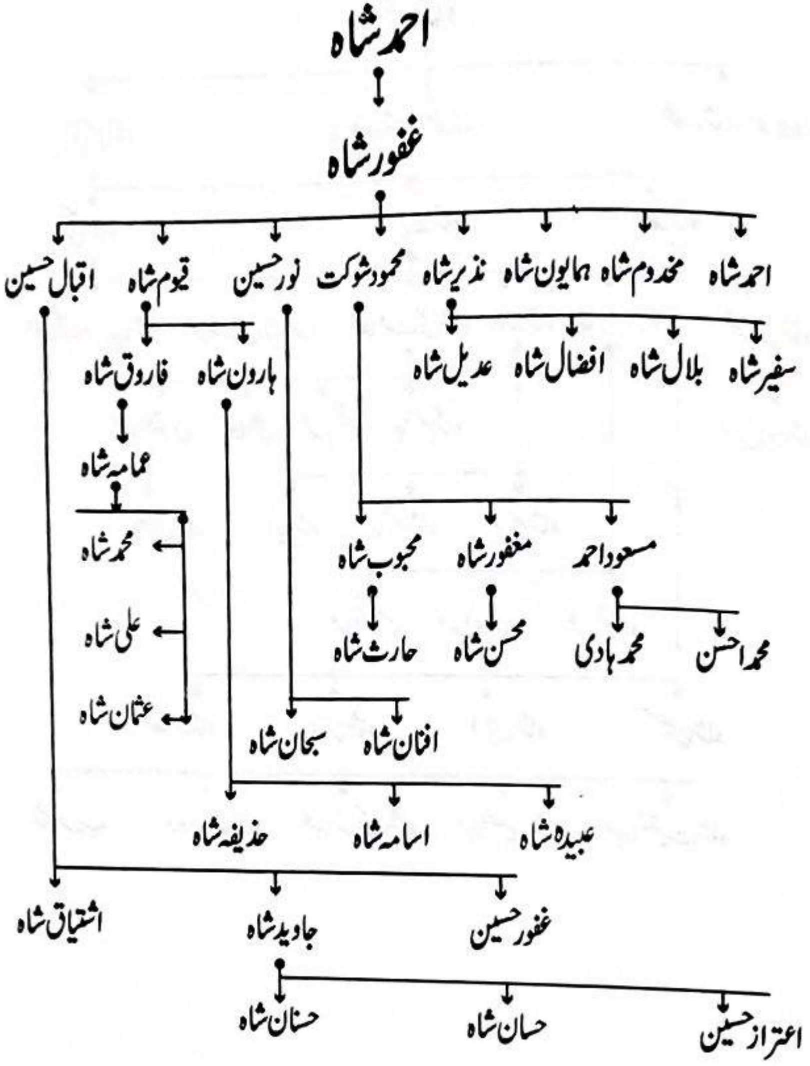

صفحہ 29 سے پیوستہ

شکور خیل

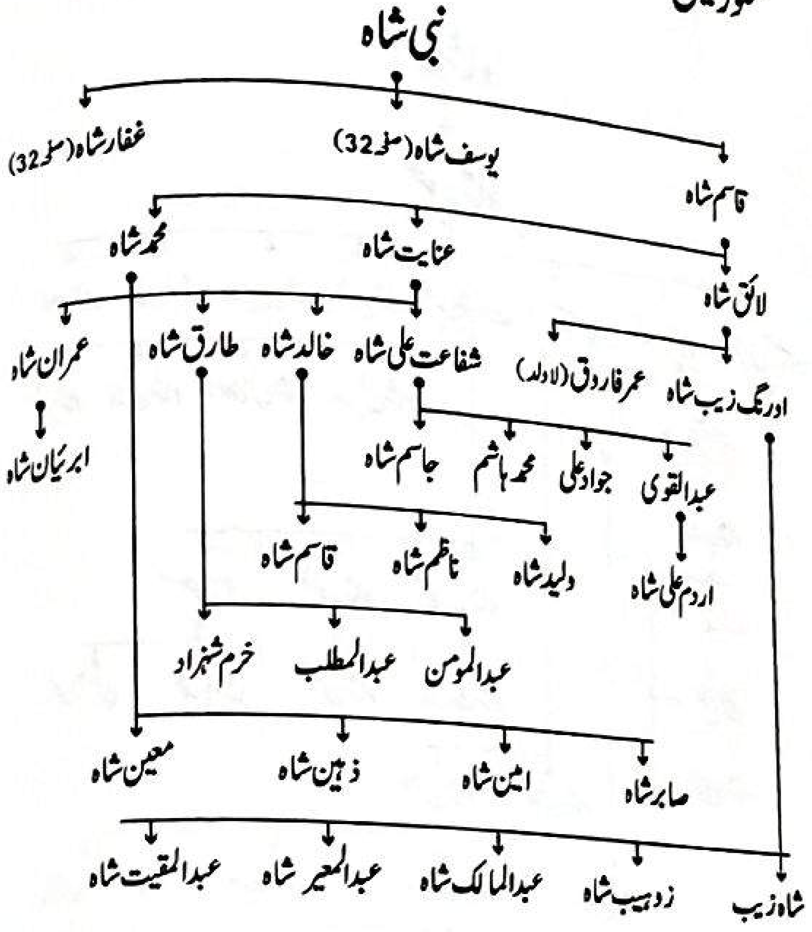

صفحہ 31 سے پیوستہ

شکور خیل

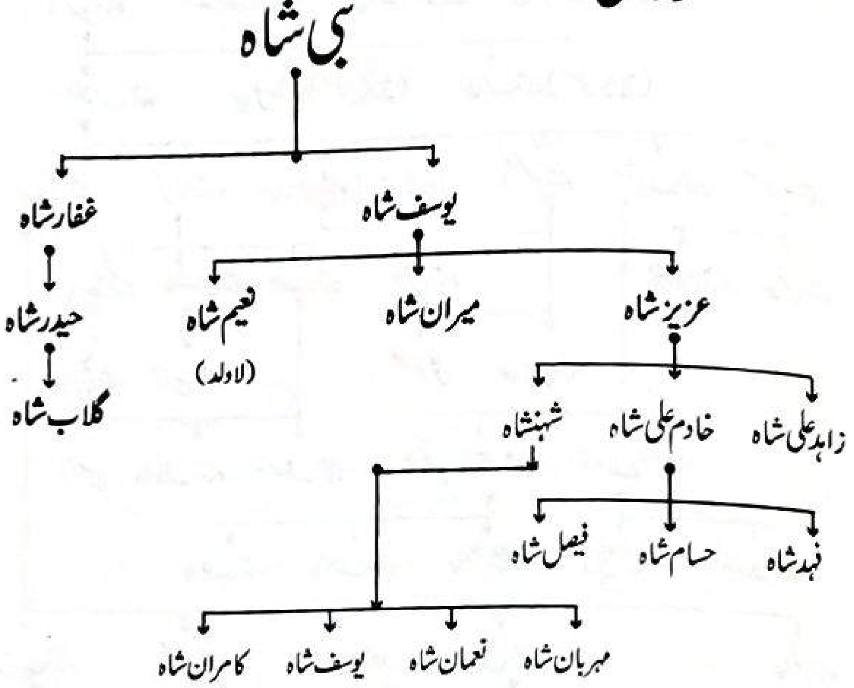

صفحہ 29 سے پیوستہ شکور خیل

لطف اللہ

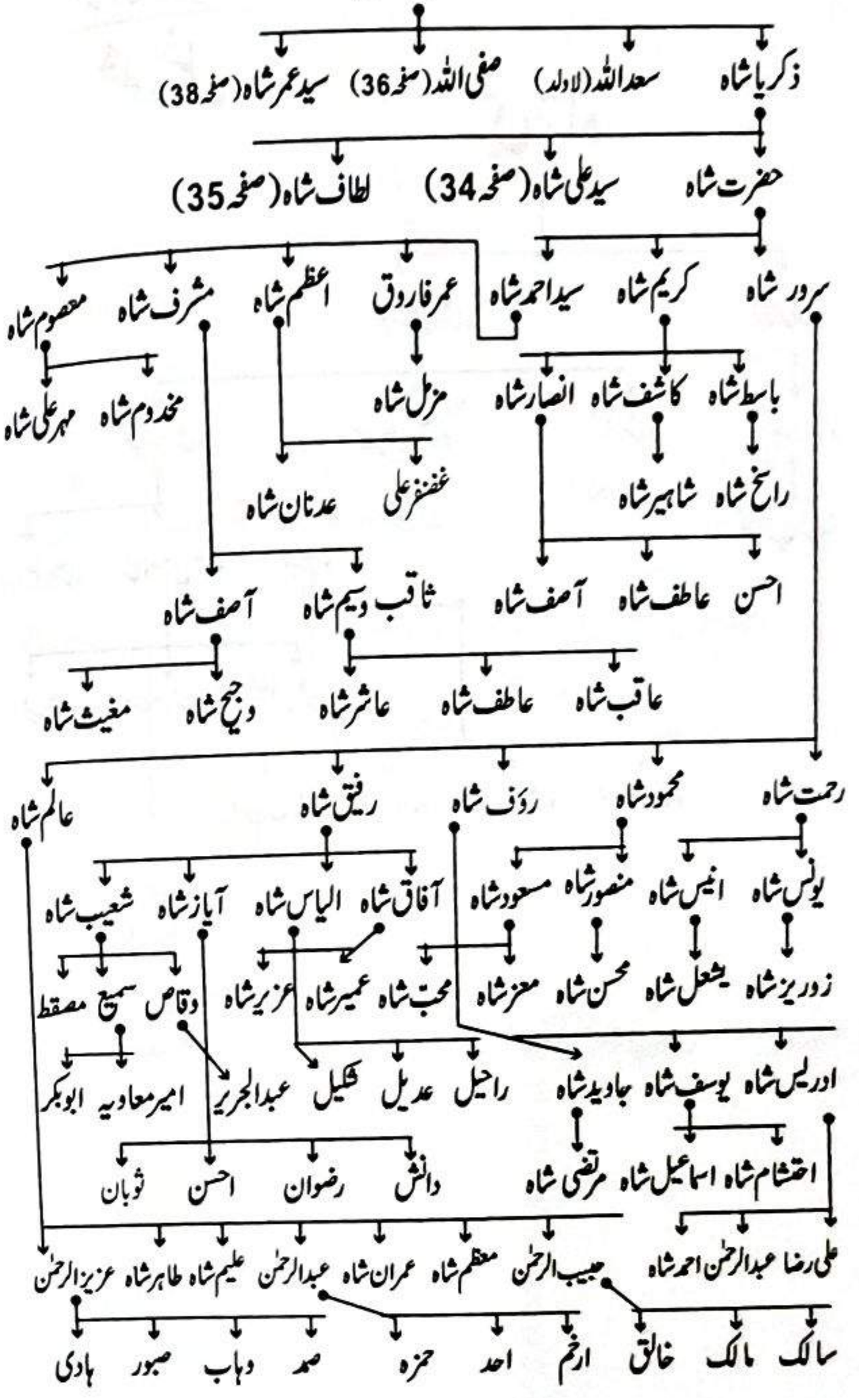

صفحہ 33 سے پیوستہ

شکور خیل

سید علی شاہ

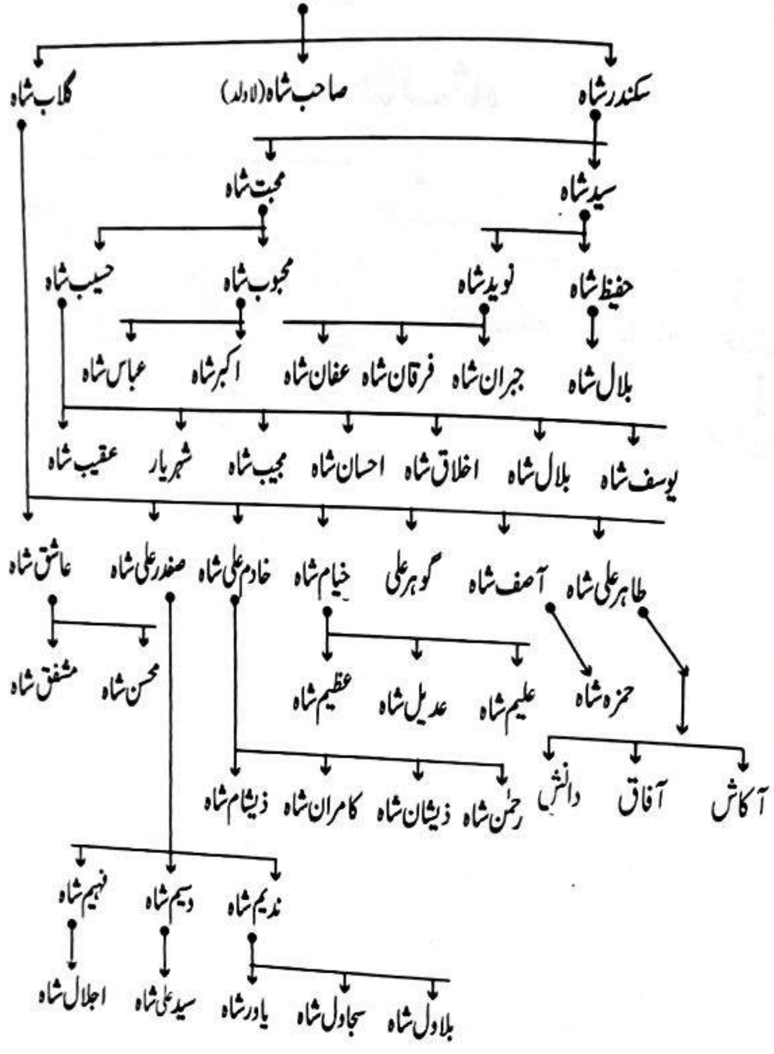

صفحہ 33 سے پیوستہ

شکور خیل

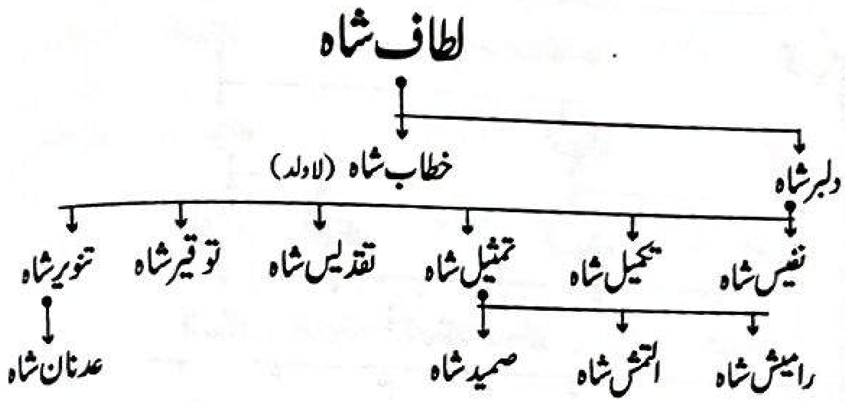

صفحہ 33 سے پیوستہ

شکور خیل

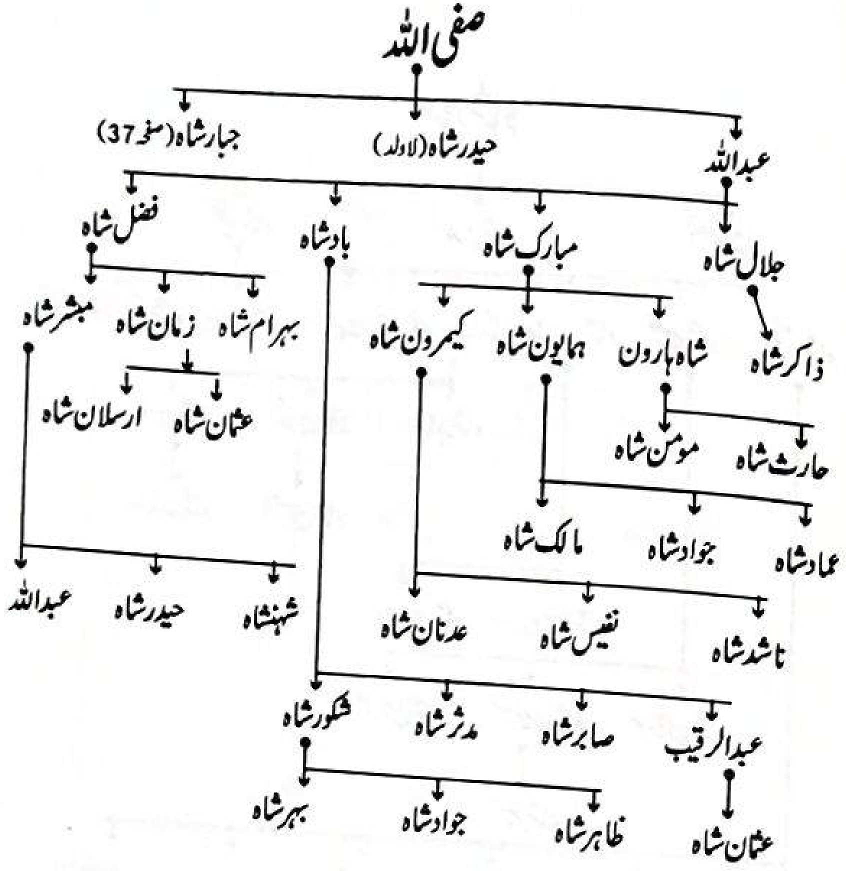

صفحہ 36 سے پیوستہ

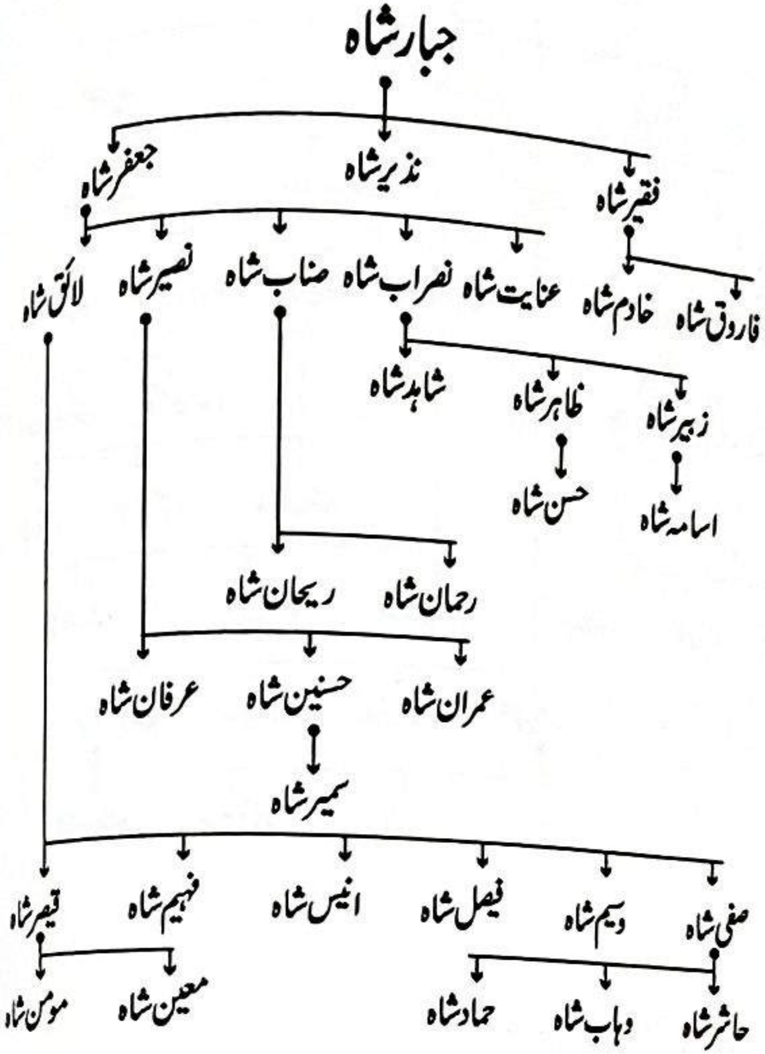

صفحہ 33 سے پیوستہ

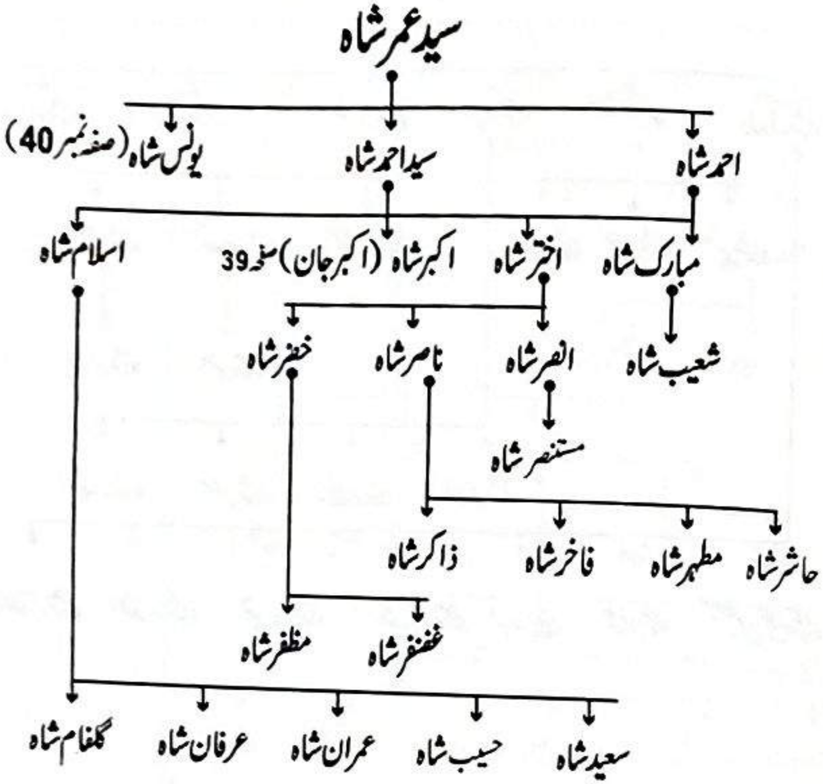

صفحہ (38) سے پیوستہ

شکور خیل

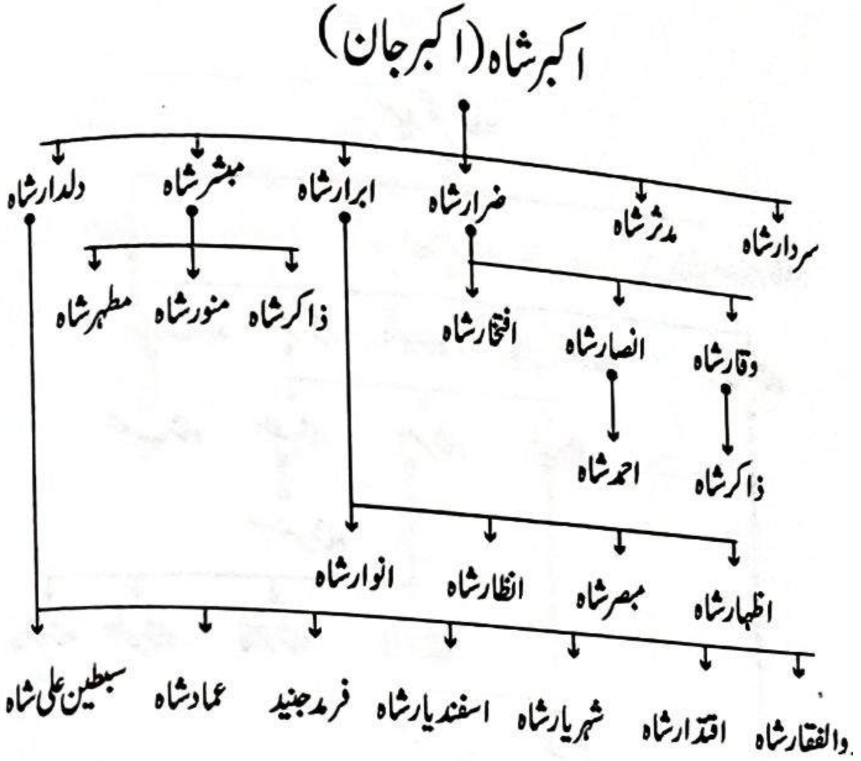

صفحہ 38 سے پیوستہ

شکور خیل

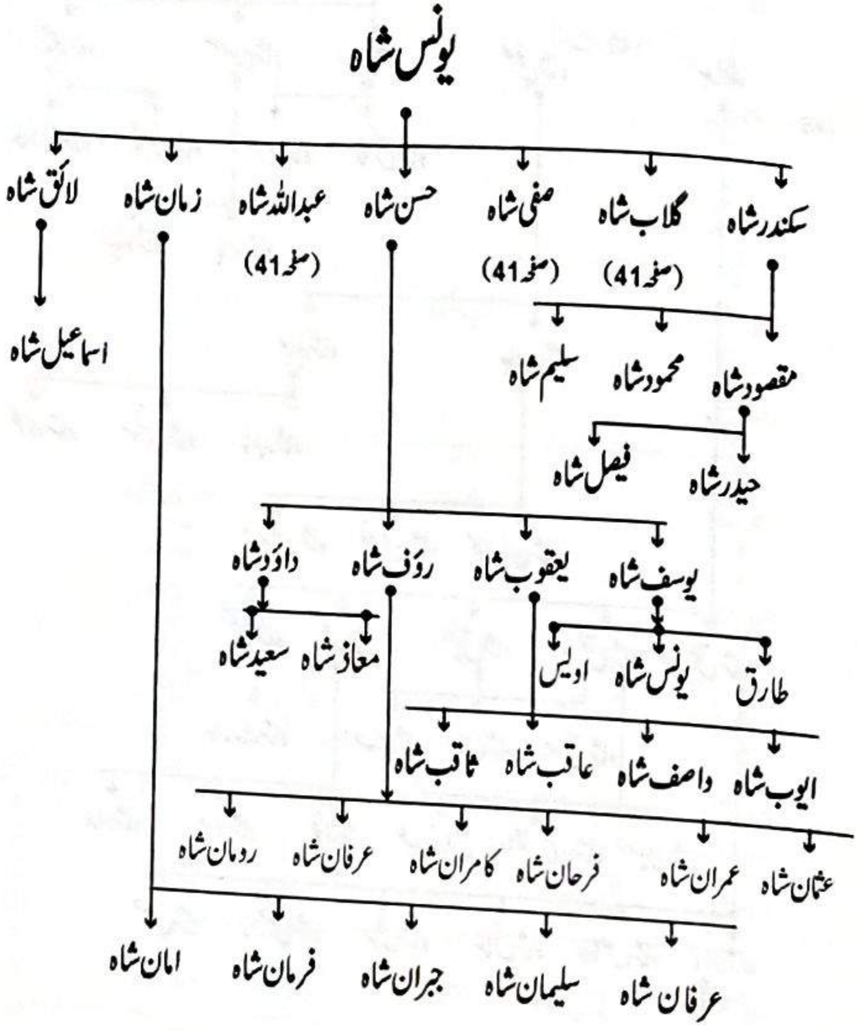

صفحہ 40 سے پیوستہ

شکور خیل

گلاب شاہ

- رحیم شاہ
  - طارق شاہ
  - فیصل شاہ
- معصوم شاہ
  - ضیاء شاہ
  - یاسر شاہ
- امداد شاہ
  - جوہر شاہ
  - فائق شاہ

صفی شاہ (صفحہ نمبر 40)

- مجاہد شاہ
  - عرداشاہ
  - مونس شاہ
  - ماجد شاہ
- جاوید شاہ
  - فرحان شاہ
  - نعمان شاہ
  - کامران شاہ

عبداللہ (صفحہ نمبر 40)

- شفیع شاہ
  - حارث شاہ
- محمد شاہ
  - عماد شاہ
  - جواد شاہ
  - فواد شاہ
- عتیق شاہ
  - احسام شاہ
  - انیق شاہ
  - موثق شاہ
- رفیق شاہ
  - عبدالرافع
  - ذوالقرنین شاہ
  - حسنین شاہ
- صدیق شاہ
  - حسن شاہ
  - راحیل شاہ
  - مزمل شاہ
  - بلال شاہ
  - وقاص شاہ
  - نواز شاہ
    - ارسلان شاہ

صفحہ 1 سے پیوستہ

بہاولنگری پاروے

محمد موسم

- سید میر
  - محمد جی
    - حیدر شاہ
      - اختر شاہ
        - احمد شاہ
          - حیدر شاہ
            - رحمت شاہ
              - صبور شاہ
            - احمد شاہ
              - ندیم شاہ
                - عاصم شاہ
                  - مصطفیٰ شاہ
                - بلال شاہ
                - احمد شاہ
                - علیم شاہ
                - معید شاہ
              - کلیم شاہ
            - موسم شاہ
              - مومن شاہ
              - یاسر شاہ
              - فواد شاہ
            - سعید شاہ
        - ستار شاہ
        - حضرت شاہ
          - عزیز شاہ
            - لعل شاہ
              - امداد حسین
              - مشتاق حسین
                - اشتیاق حسین
                - اعجاز حسین
                - اخلاق حسین
    - کتب شاہ

صفحہ 1 سے پیوستہ

بہاولنگری

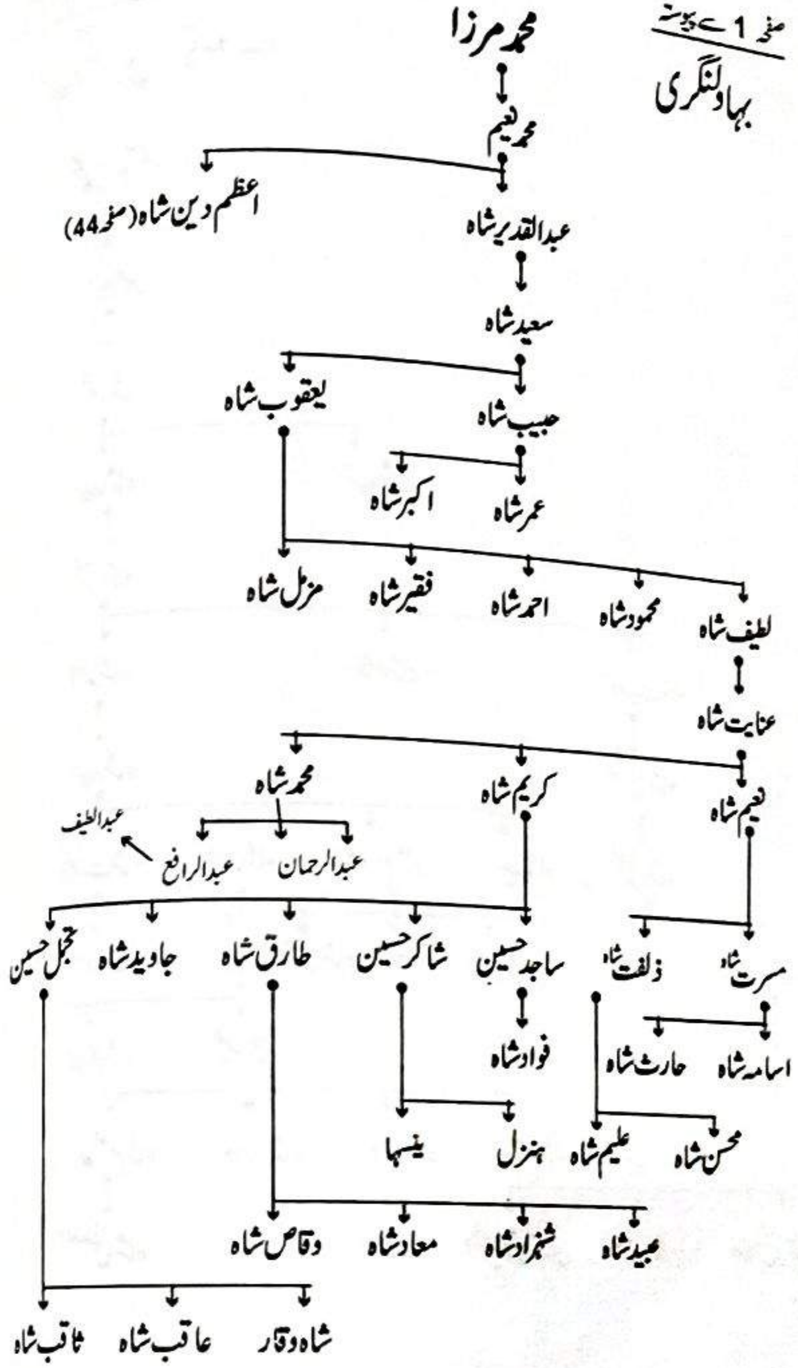

صفحہ 43 سے پیوستہ

بہاولنگری

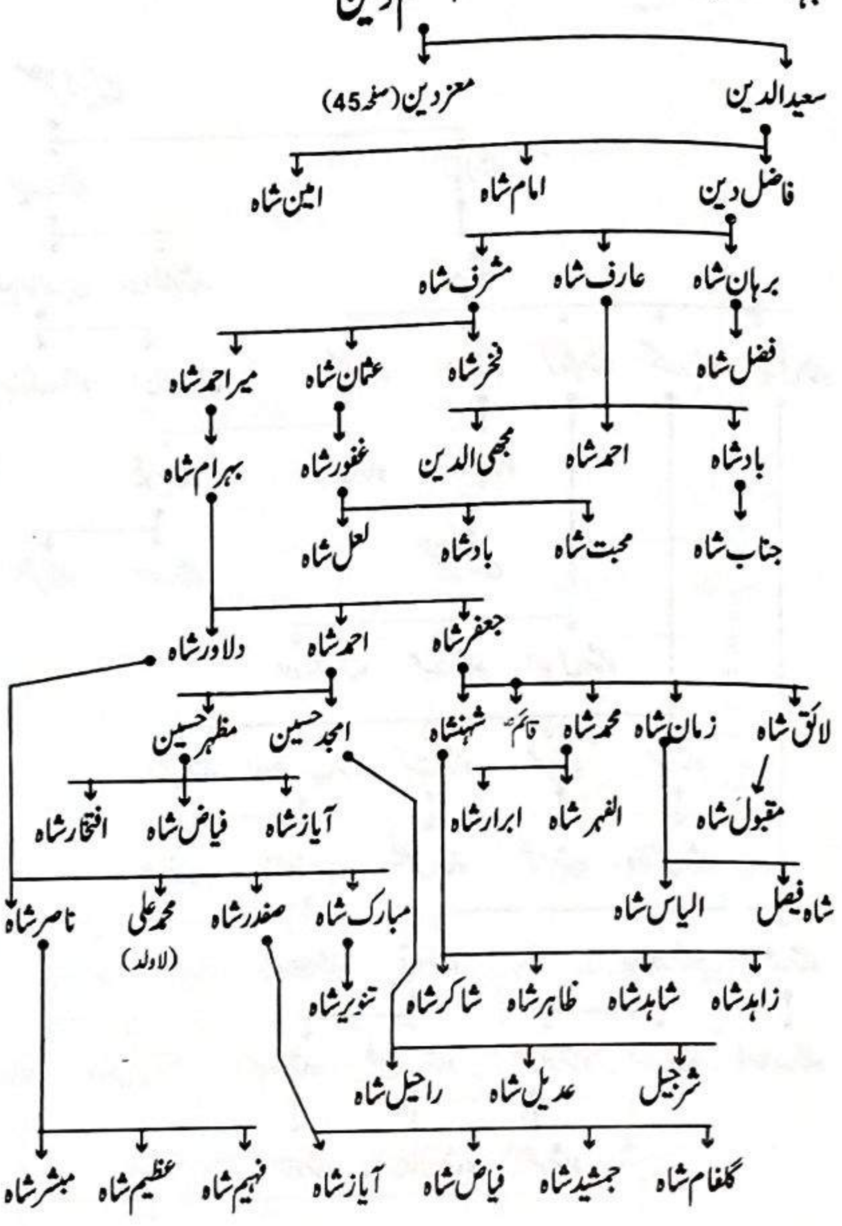

صفحہ 44 سے پیوستہ بہاولنگری

معز دین

- معز دین
  - غیاث شاہ
    - ضیاء الدین
      - مبارک شاہ
      - سراج الدین
    - ابراہیم شاہ
  - آیاز شاہ
    - حمید شاہ
      - اسلم شاہ
        - قیوم شاہ
          - مبشر شاہ
          - مصور شاہ
        - اشرف شاہ
      - امیر شاہ
        - رحیم شاہ
          - فقیر حسین
      - کریم شاہ
        - ادریس شاہ
        - محبت شاہ
        - الیاس شاہ
      - سکندر شاہ
        - امین شاہ
        - اورنگزیب شاہ
          - جہانزیب
          - شاہ زیب
            - سبحان شاہ
        - کبت شاہ
          - فیصل شاہ
        - عمر شاہ
          - خرم شاہ
        - احمد شاہ
          - وقاص شاہ
      - سید علی شاہ
        - قباد شاہ
          - سعد شاہ
            - حماد شاہ
          - شعیب شاہ
            - ریحان شاہ
        - دلاور شاہ
          - ضرار شاہ
            - عمر شاہ
          - سعد شاہ
        - محمد شاہ
          - اسامہ شاہ

صفحہ 1 سے پیوستہ اکرم خیل

محمد یوسف

- محمد یوسف
  - معظم دین
    - اعظم دین
      - محمد اکرم
        - سرفراز گل
          - حیات گل
            - سعید شاہ
              - بادشاہ
                - سید علی شاہ
              - زاہد شاہ
                - جناب شاہ
                  - رؤف شاہ
                    - کمال پاشا
                      - مصاب شاہ
                    - غیور شاہ
                    - ظہور شاہ
                      - سنین علی
                      - زین علی
                    - تیمور شاہ
                      - مسرور علی
                        - دانست علی
                      - ندیم علی
                      - مسعود علی
                  - لائق شاہ
                  - صناب شاہ
                    - مغفور شاہ
                      - مزمل شاہ
                      - بلال شاہ
                    - اظہر شاہ
                      - شجاعت علی شاہ
                    - رفاق شاہ
                      - اشتیاق شاہ
                      - شاہ محمود
                        - شاہ ایمان
                        - عمران شاہ
                        - ارسلان شاہ
                        - عدنان شاہ
                        - ذیشان شاہ
            - حسن شاہ
        - سعادت لوز
          - کاظم الدین
            - بہادر شاہ
              - محمد اکرم
              - محمد رفیق
            - محبوب شاہ (صفحہ 47)
        - صاحب نور (صفحہ 48)
    - محمد غوث (صفحہ 49)

صفحہ 46 سے پیوستہ

اکرم خیل

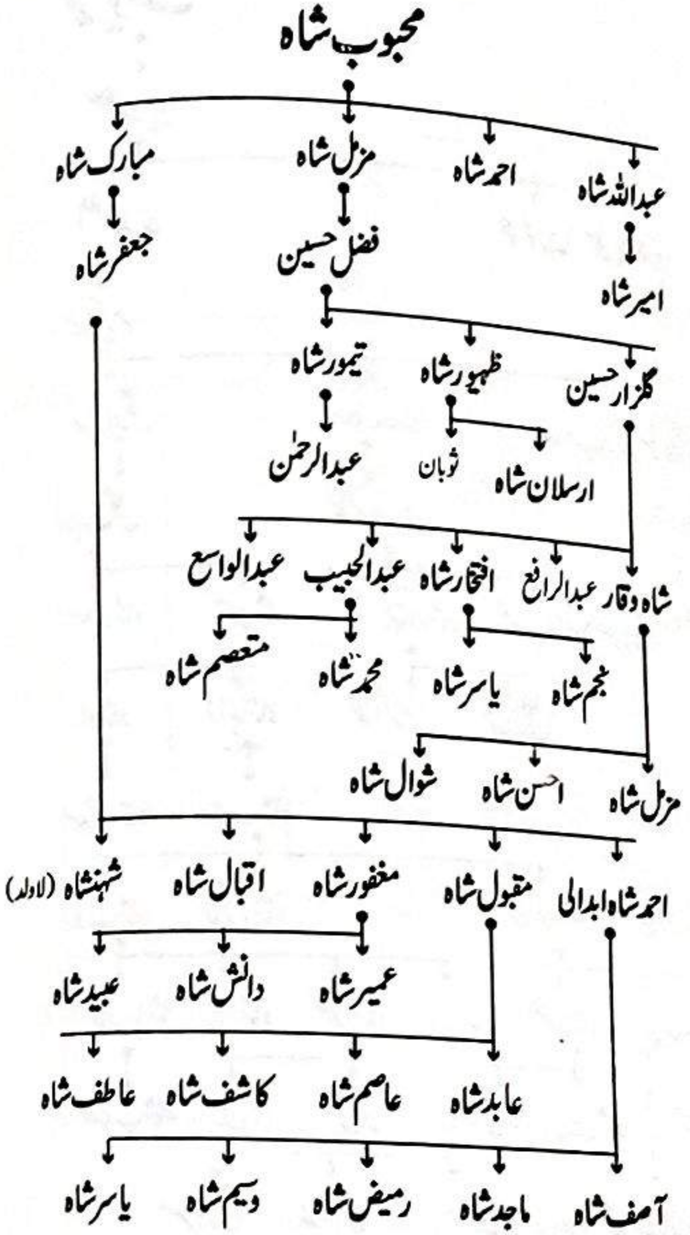

صفحہ 46 سے پیوستہ

اکرم خیل

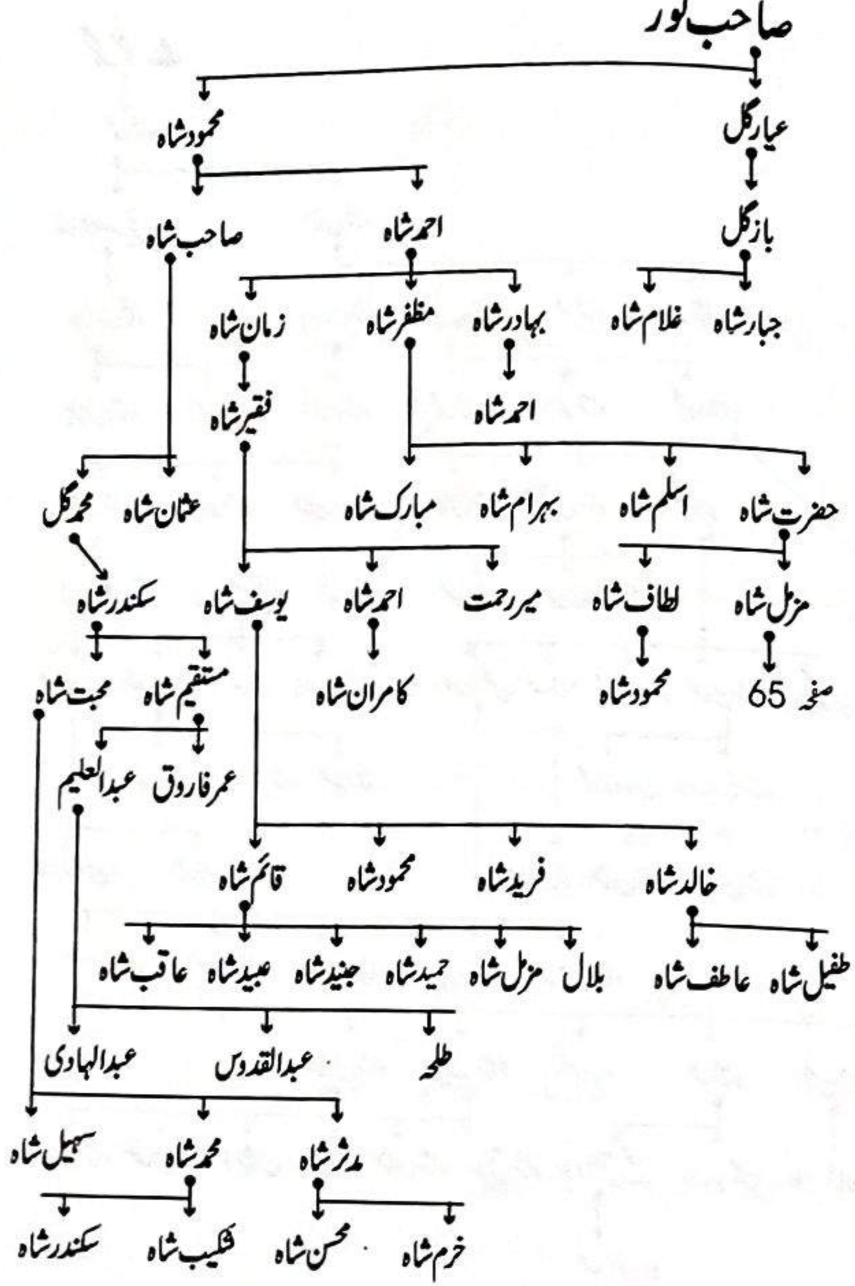

صفحہ 46 سے پیوستہ

اکرم خیل

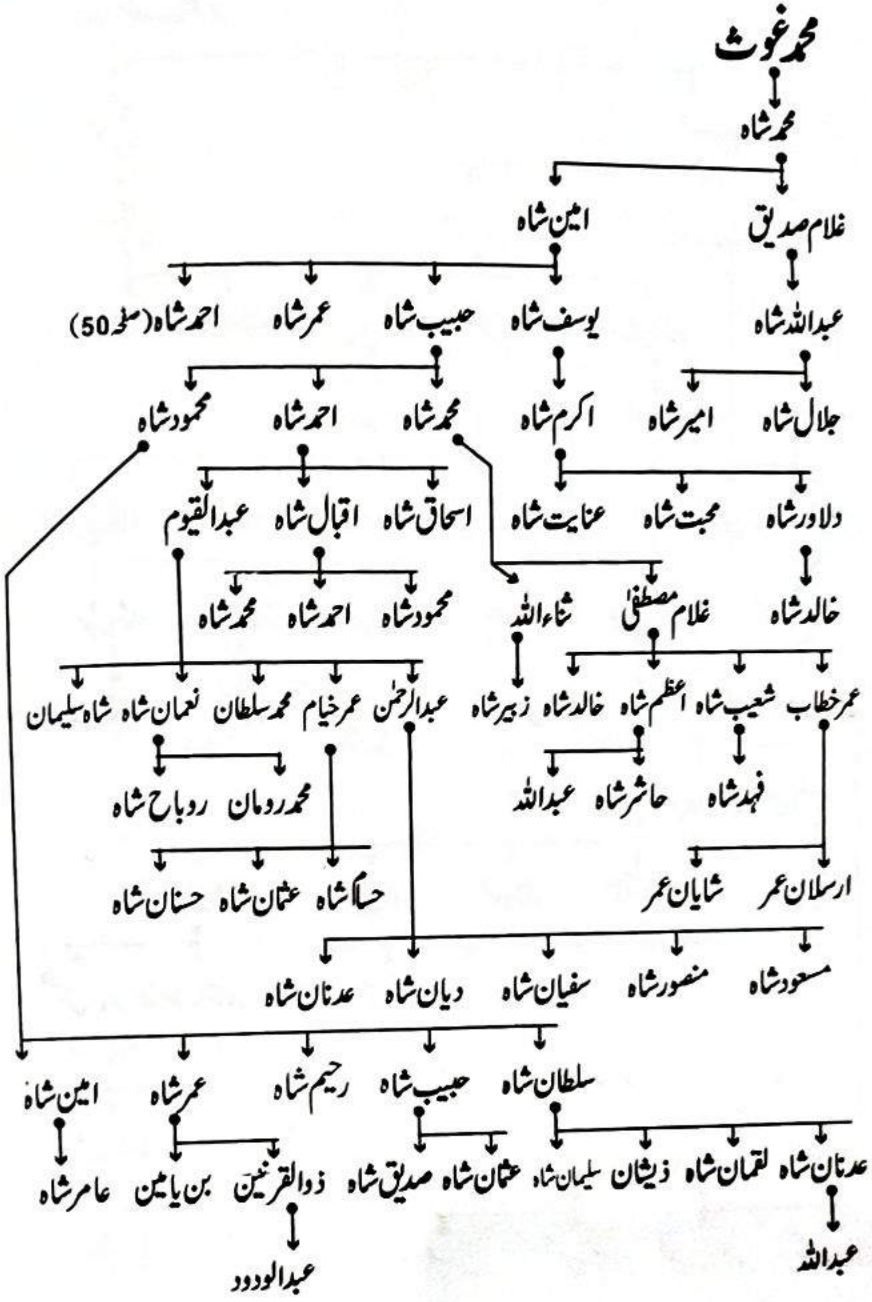

صفحہ 49 سے پیوستہ

اکرم خیل

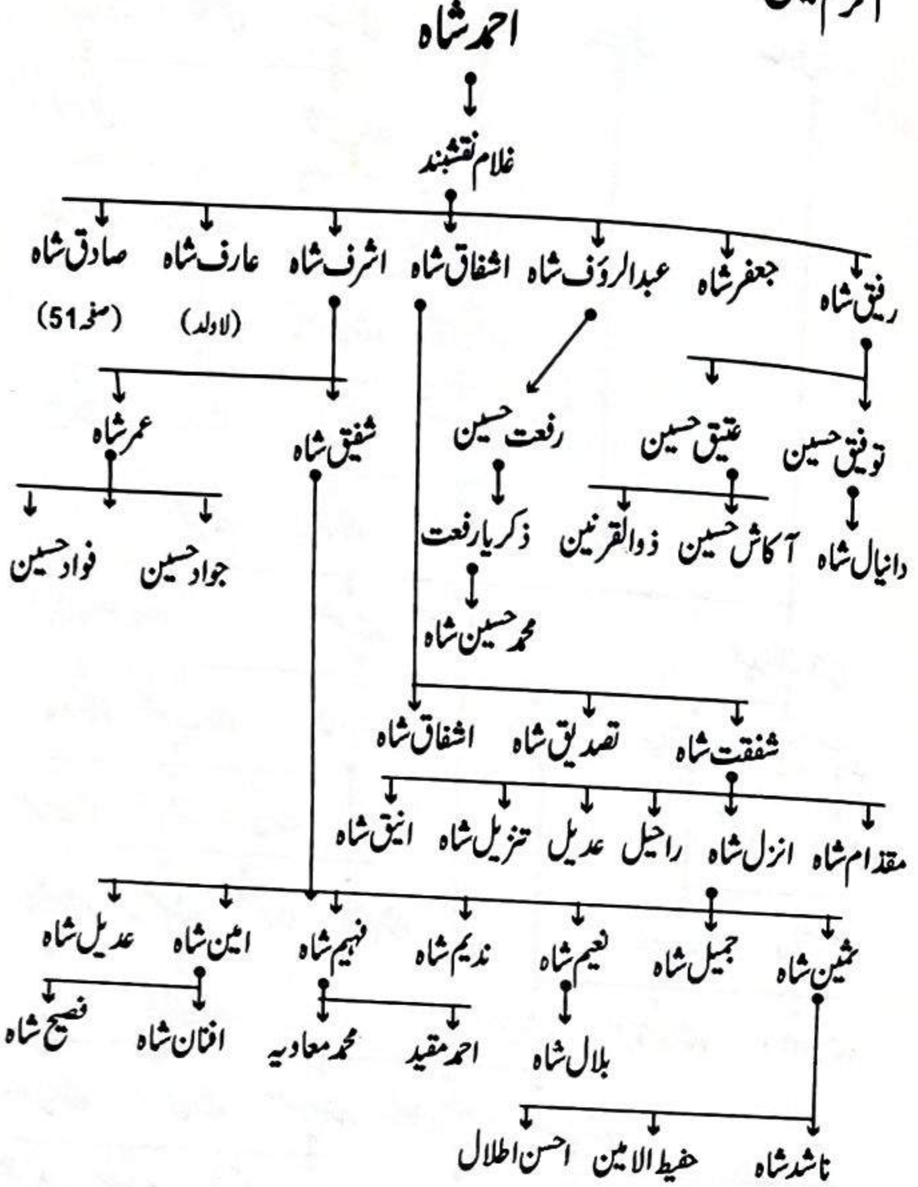

صفحہ 50 سے پیوستہ

اکرم خیل

جعفر شاہ

- ساجد شاہ
- ظفر علی
- صفدر علی
  - نبیل حسین
    - مقدام شاہ
    - انزل شاہ
    - راحیل شاہ
    - عدیل شاہ
  - فراز علی
- عابد علی
  - عادل شاہ
    - علی شاہ
    - عابد شاہ
  - مامون شاہ
  - کامل شاہ
    - متوکل شاہ
    - متعصم شاہ
    - محمد شاہ
- زینت علی
  - انصر شاہ
  - ہاشم شاہ
  - حامد شاہ
  - حاشر شاہ
- صادق شاہ (صفحہ 50)
  - محمد شاہ (صفحہ 52)
  - اعظم شاہ
    - عامر شاہ
    - شعیب شاہ
      - کامران شاہ
      - دانش شاہ
      - عمران شاہ
    - قائم شاہ
      - ناظم شاہ
        - مومن شاہ
        - ذکریا شاہ
      - عاصم شاہ
        - علیان شاہ
      - منظم شاہ
      - کاظم شاہ
  - مسلم شاہ
    - معصوم شاہ
      - …ظم شاہ
        - …شر شاہ
      - حشم شاہ
      - ہاشم شاہ
      - عاصم شاہ
    - سلطان مسعود
      - صفت شاہ
    - مصدق شاہ
      - انعام شاہ
      - فیضان شاہ
      - احتشام شاہ
  - عبدالقدوس
    - امداد حسین
      - ایمن شاہ
      - فرقان شاہ
      - ذیشان شاہ
    - سجاد حسین
      - زہیب شاہ
      - فائق شاہ
    - ریاض حسین
      - بہروز شاہ
      - طلحہ شاہ

صفحہ 51 سے پیوستہ

اکرم خیل

محمد شاہ

- ابرار شاہ
  - ذوالقرنین شاہ
- خالد شاہ
  - مصعب شاہ
    - یسین شاہ
    - معین شاہ
    - حمزہ شاہ
  - انیب شاہ
  - اُسید شاہ
    - طلحہ شاہ
- حامد شاہ
  - اسد شاہ
    - عبداللہ
  - عمیر شاہ
  - سہیل شاہ
  - صدیق شاہ

صفحہ 1 سے پیوستہ

ہادی خیل

محمد عمر

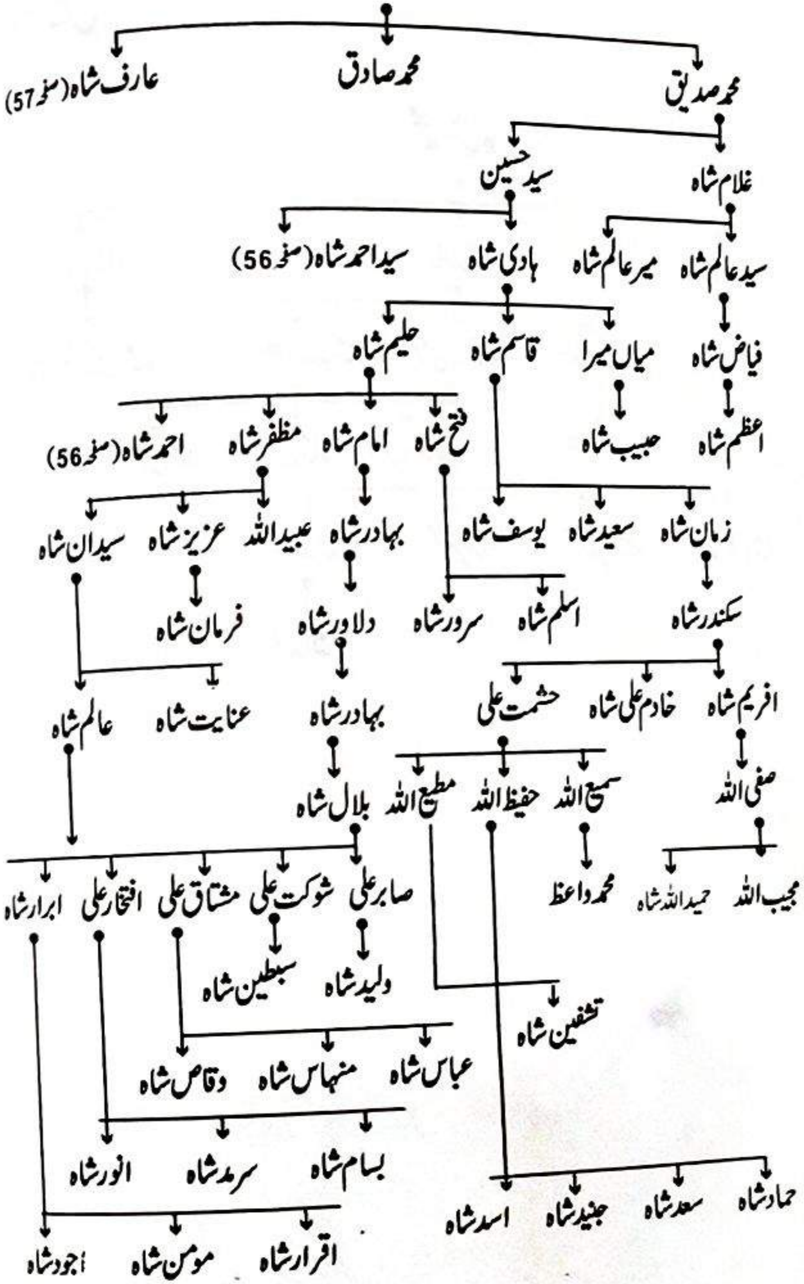

صفحہ 53 سے پیوستہ

ہادی خیل

احمد شاہ

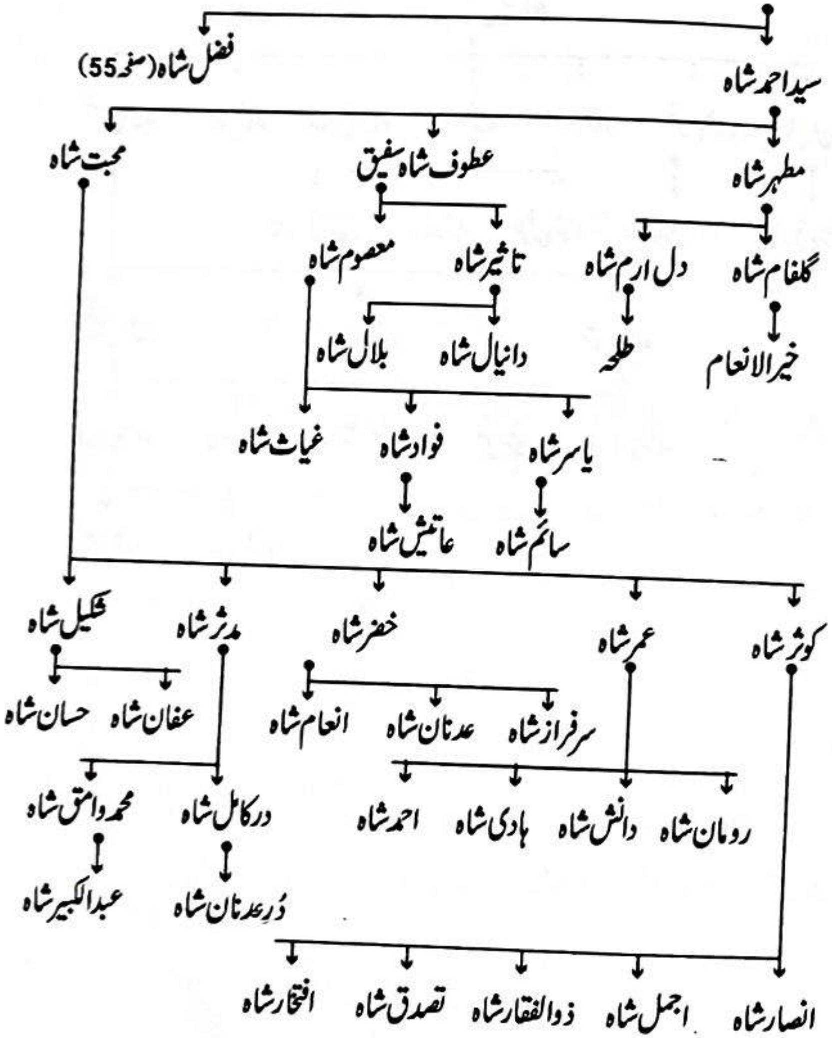

صفحہ 54 سے پیوستہ

ہادی خیل

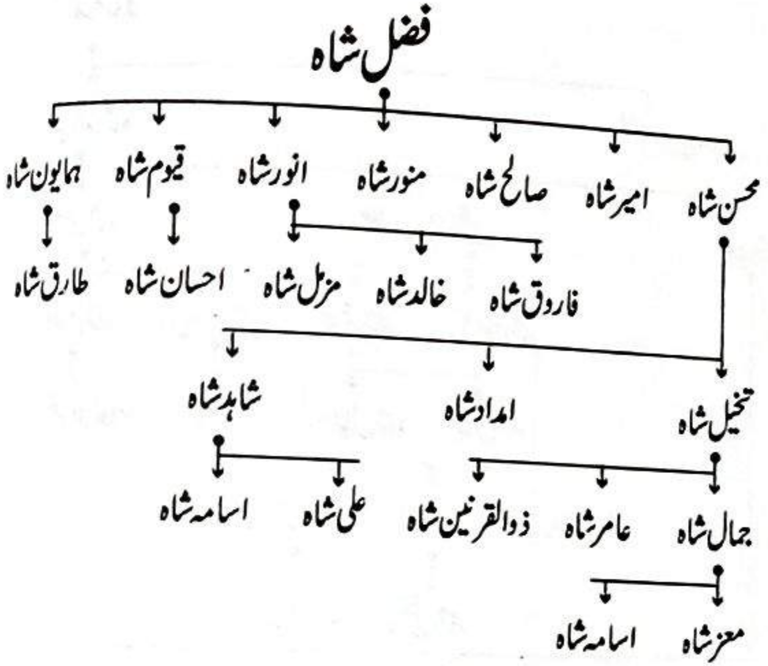

صفحہ 53 سے پیوستہ

ہادی خیل

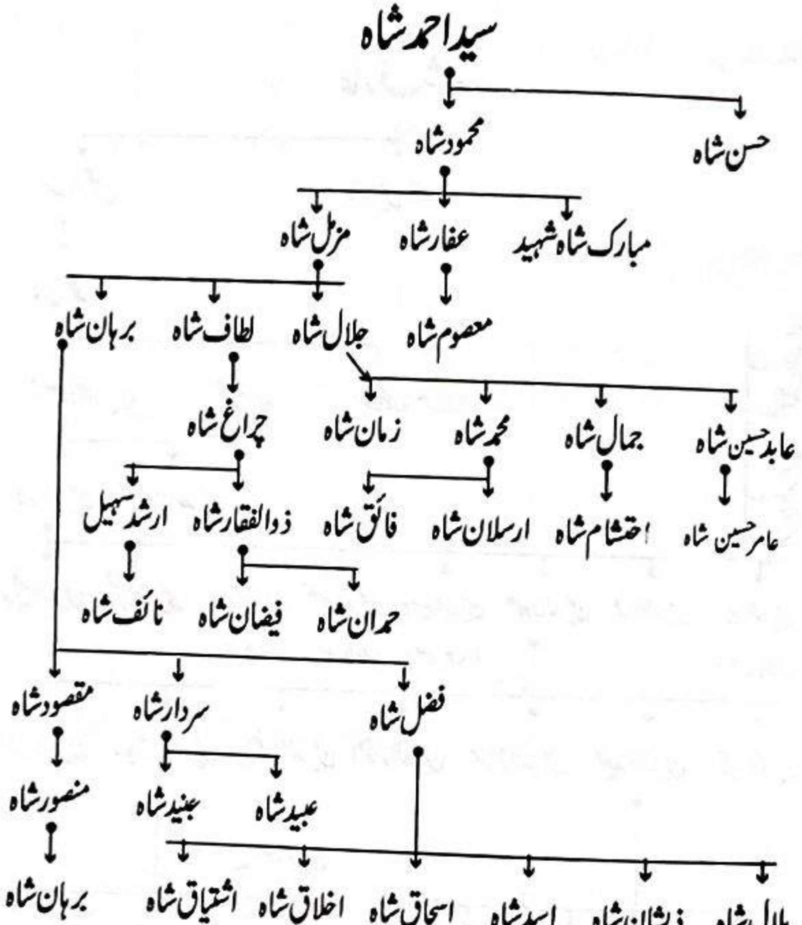

صفحہ 53 سے پیوستہ

ہادی خیل

کراچی اور انڈیا میں آباد ہیں

عارف شاہ

- عارف شاہ ← عبدالرحمٰن، عابدین شاہ
- عبدالرحمٰن ← تاج محمد
- تاج محمد ← مسعودالدین، محمد سعید، سید محمد (صفحہ 58)
- مسعودالدین ← نورالدین، معصوم الدین
- نورالدین ← رفیع الدین، شفیع الدین، سعیدالدین (صفحہ 58)، نصیرالدین (صفحہ 58)، وحیدالدین (صفحہ 58)، ظہورالدین، عمادالدین، امیرالدین (صفحہ 58)، عزیز الدین، کمال الدین
- ظہورالدین ← زبیرالدین، ریاض الدین، عیاض الدین، افتخارالدین، ممتازالدین، حمیدالدین، مجیدالدین
- عیاض الدین ← زین العابدین
- ریاض الدین ← بدرالدین، علی دین، فیروزالدین، حبیب الدین
- حمیدالدین ← فریدالدین، سراج الدین، نظام الدین، تاج الدین، فیروزالدین

صفحہ 53 سے پیوستہ ہادی خیل

سعیدالدین

- سعیدالدین ← لطف الدین، انوارالدین، تاج الدین، فخرالدین، محمدالدین

صفحہ نمبر 57 سے پیوستہ ہے

نصیرالدین

- نصیرالدین ← علیم الدین، ضیاءالدین، معزالدین

صفحہ 57 سے پیوستہ

وحیدالدین

- وحیدالدین ← سیف الدین، عزیزالدین، حسیب الدین، شفیع الدین، سلیم الدین، معین الدین، رفیع الدین
- ← برہان الدین، حفیظ الدین

صفحہ 57 سے پیوستہ

امیرالدین

- امیرالدین ← نعیم الدین، مظہرالدین، صلاح الدین، محی الدین، جلال الدین، معین الدین، نظام الدی

صفحہ 57 سے پیوستہ

سید محمد

- سید محمد ← علی احمد، ولی احمد، شمس الدین، لطف احمد، نثار احمد، حسن شاہ، سراج محمد
- علی احمد ← عزیز احمد
- عزیز احمد ← خلیق احمد، کات احمد
- شمس الدین ← حفیظ الدین، سید محمد، اصلاح الدین
- حسن شاہ ← حضور احمد
- حضور احمد ← نثار احمد، ظہور احمد
- سراج محمد ← مغیث احمد

صفحہ 1 سے پیوستہ

سنگیٹرھ وال

محمد یعقوب

- عبدالرحمٰن
  - سرفراز شاہ
    - نسیم شاہ
      - معاذ شاہ
        - سرفراز شاہ
          - افتاب شاہ
            - ایوب شاہ
          - گلاب شاہ
            - سراج اللہ
              - مبارک شاہ
                - برکت شاہ
                  - مسرور شاہ
                    - ابوزر
                - ارشد علی شاہ
                  - شاہ زیب
                  - ثاقب ارشد
                - زاہد علی شاہ
                  - عاصب شاہ
                  - فاروق شاہ
                  - مرتضیٰ شاہ
                - شوکت علی شاہ
                  - متین شاہ
                  - محمد منعم
              - محمد شاہ چن
            - نبی شاہ
              - کریم شاہ
              - ہدایت شاہ
              - رحیم شاہ
                - خضر شاہ
                - عمر شاہ
                  - مصور شاہ
              - محمد علی شاہ
                - گلفام علی شاہ
                  - علی حیدر
            - حسن شاہ (صفحہ 60)
          - زمان شاہ
          - قاسم شاہ
  - معظم شاہ (صفحہ 61)
  - محب اللہ (صفحہ 62)

صفحہ 59 سے پیوستہ

سنگیٹرھ وال

حسن شاہ

- جمال شاہ
- یعقوب شاہ
  - مشتاق شاہ
    - آفاق شاہ
    - آکاش شاہ
  - اشتیاق شاہ
- سید عالم شاہ
  - رؤف شاہ
    - امجد علی شاہ
      - عبداللہ شاہ
  - احمد علی شاہ
    - صمیم شاہ
      - عدل شاہ
    - جنید شاہ
  - رحمت علی شاہ
    - اسد علی شاہ
      - حیدر علی شاہ
  - زمان شاہ
    - عرفان شاہ
      - عظمت علی شاہ
      - شہزادہ فہد
      - فیضان شاہ
    - اعظم شاہ
      - عرفان شاہ
- جلال شاہ
  - صدیق شاہ
    - امین شاہ
      - وقاص شاہ
    - معین شاہ
    - نعیم شاہ
      - محمود الحسن
      - معید شاہ
    - علیم شاہ
      - مزمل شاہ
    - وسیم شاہ
      - رحیم شاہ
      - تقویم شاہ
    - عظیم شاہ
  - رفیق شاہ
    - طاہر شاہ
      - آدم شاہ
    - عتیق شاہ
      - یحییٰ
      - جلال شاہ
    - خلیق شاہ
      - نوح
    - حفیظ شاہ
      - ابوبکر
      - ابوجندل
  - صاحب شاہ
    - کاشف شاہ
      - حمزہ شاہ
    - آصف شاہ
      - حسن شاہ
      - عاطف شاہ
    - عاطف شاہ

صفحہ 62 سے پیوستہ

سنگیڑھ دال

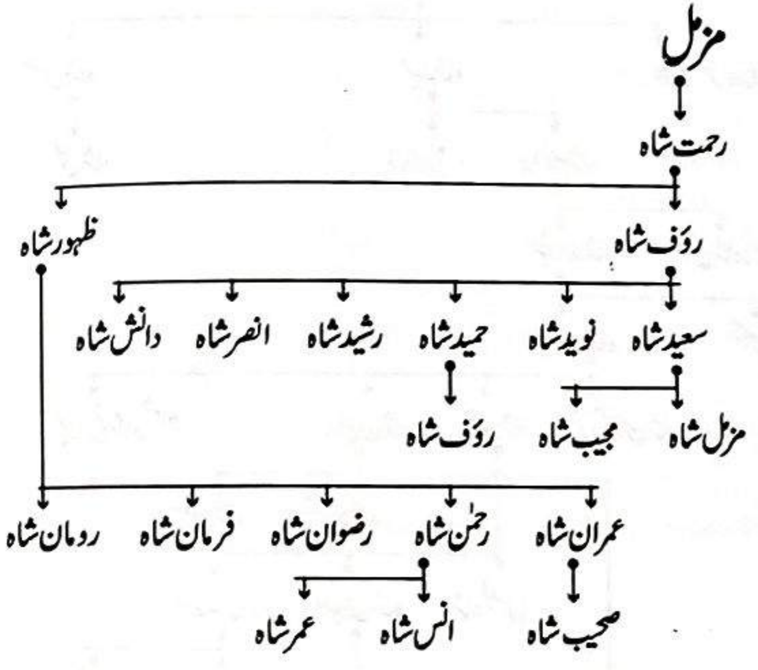

صفحہ 62 سے پیوستہ

سنگیڑھ دال

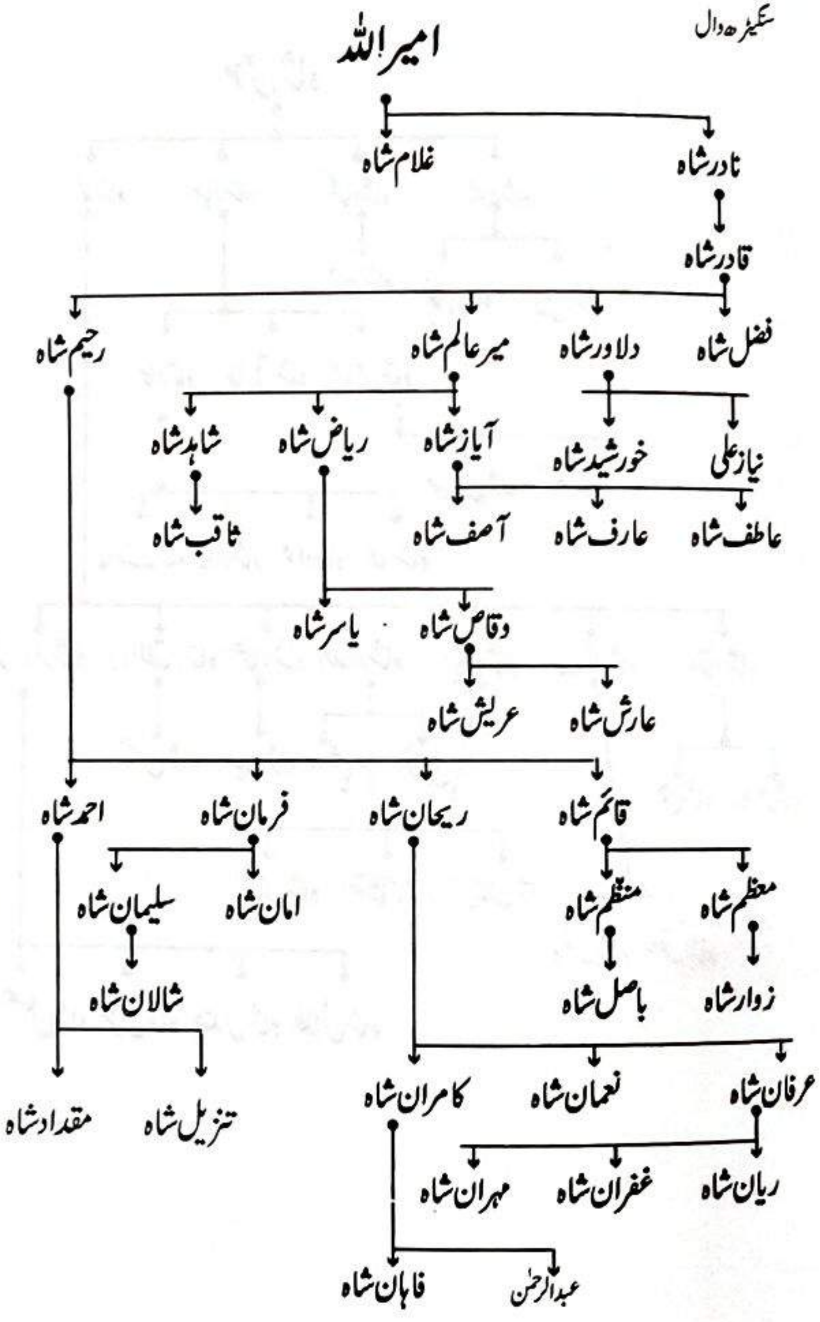

صفحہ 48 سے پیوستہ

اکرم خیل

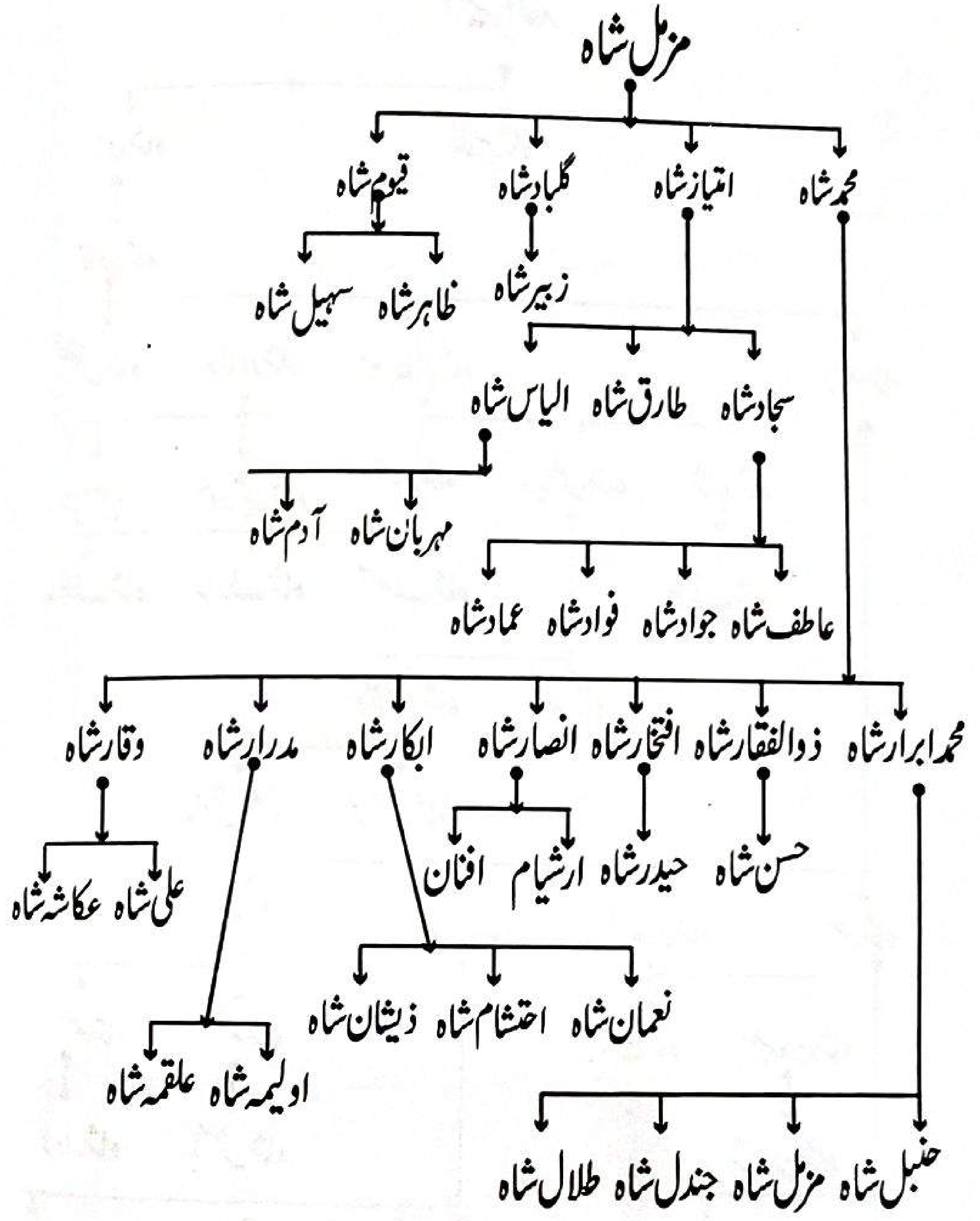

یہ غازی یہ تیرے پُراسرار بندے
جنہیں تُو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دِل کو
عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

اقبال

نیو کتاب محل
مین بازار کوہاٹ 0922-522002